اور معمولی عقل اونکو مکمل طور پر سمجھنے کے قابل نہیں۔ اسلئے کسی شخص کو اطمینان کلی اپنی سمجھ پر نہیں ہو سکتا خصوصاً میرے جیسے کوتہ فہم اور طفل نادان کو اس علم میں دم مارنے کا دعوی کرنا سوائے نادانی اور حماقت محض کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن حکم کی تعمیل لازمی ہے۔ اسلئے جیسا کہ اپنے فہم ناقص میں آیا اوس بموجب مضمون اصلی کو الفاظ اردو میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی۔ الفاظ صحیح اور عین مراد اور منشاء عبارت انگریزی کے موافق بغیر علم عربی اور کمال علم سنسکرت کی تلاش کر کے لکھنا بیشک دشوار ہے اور اس بات کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ علاوہ بریں زبان اردو یا انگریزی دونوں میں سے ایک بھی میری زبان مادری نہیں ہے۔ نہ مجھکو ان دونو زبانوں میں پورا پورا دخل ہے۔ اس لئے جو صاحب اس ترجمہ میں کوئی نقص یا غلطی دیکھیں مضمون اصلی سے منسوب نہ فرماویں بلکہ میری ناواقفیت اور نادانی سمجھیں کیونکہ یہہ کلام ایسے بڑے بزرگ کا ہے کہ جنکی نسبت میرا اطمینان اس قسم کا ہے کہ گویا ان خیالات میں اونکی طرف سے غلطی کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ اول ترجمہ کے وقت حصص اور باب کا لحاظ رکھنے کا ارادہ نہ تہا۔ چنانچہ باب اول میں ہی باب دوئم کا بھی مضمون شامل کر دیا گیا۔ لیکن بعد میں مناسب معلوم ہوا کہ بابہائے کی تفریق بھی اصل کتاب کے بموجب قائم رہے۔ اسلئے باب دوئم اس کتاب میں علیحدہ پیشانی سے نہیں لکھا گیا اور باب سوم سے باقی ابواب بموجب کتاب اصلی کے قائم رکھے گئے ✦

ابناس چندر بسواس
وئیس پریسیڈنٹ برینچ تہیوصوفیکل
سوسائٹی لودیانہ۔

لودیانہ
یکم اکتوبر ۱۸۹۲ء

خلاصہ ترجمہ کلید تھیوصوفی یعنی علم الٰہی مؤلفہ جنابہ میڈم بلیوٹسکی

حصہ اوّل

پہلا باب

علم الٰہی یعنی برہم ودیا اور تھیوصوفیکل سوسائٹی

سوال	برہم ودیا یعنے تھیوصوفی کو اکثر لوگ ایک نیا مذہب کہتے ہیں کیا یہہ کوئی مذہب ہے۔
جواب	تھیوصوفی مذہب نہیں ہے۔ برہم ودیا یعنے تھیوصوفی وہ علم ہے جس سے قدرت ایزدی کی پہچان ہو سکے اسکو علم فلاسفہ اور سنسکرت میں برہم ودیا کہتے ہیں جو ویدانت سے شروع ہوتی ہے۔ آئیندہ جہاں ذکر تھیوصوفی کا آویگا اوس میں سہولیت کے لئے برہم ودیا یا علم الٰہی کے نام سے ذکر کیا جائیگا۔ لفظ تھیوصوفی بہت قدیم زمانہ کا لفظ ہے۔
س	اس علم کے اغراض کیا ہیں اور تھیوصوفیکل سوسائٹی کے مقصود کیا ہیں۔
ج	اسکا مقصد یہہ ہے کہ جملہ مذاہب اور فرقے اور اقوام اور عقاید میں جو اختلافات

ج | بوجہ ناواقفیت یا غلطی کے واقع ہو گئے ہیں اون سب کو بالاتفاق ایسے عقاید پر پہنچایا جائے کہ جو راستی ابدی ہیں اور جن پر سوائے ناواقفیت یا کوتہ اندیشی کے کسی قوم یا فرقے کو شبہ باقی نہ رہے اور جسکو سب بالاتفاق قبول کر سکیں۔

س | یہہ کسطرح ممکن ہے اور اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ کل مذاہب دنیا کے ایک ہی راستی پر مبنی ہیں۔

ج | جملہ مذاہب کو بغور مطالعہ اور اونکو باہم مقابلہ کرنے سے بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ برہم ودّیا یعنے طریق دانایان ایک ہی اصول راستی پر قایم ہے جو ابدی چلا آتا ہے اور راستی کسی حالت میں دو یا زیادہ نہیں ہو سکتی۔ راست ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اسلئے جملہ مذاہب دنیا کے اصلی یعنے راست اصول پر مبنی ہیں۔ سب ایک ہیں۔ فرق صرف وقت یا زبان یا الفاظ یا طریقہ دنیاوی میں ہے۔ ؎ راستی موجب رضائے خداست۔ کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست۔ سنسکرت کا مسئلہ جو تھیوصوفیکل سوسائٹی نے اپنا اصول رکھا ہے وہ یہہ ہے۔ ستّیات ناستی پرو دھرم۔ یہہ ودّیا ہمیشہ عام لوگوں سے پوشیدہ رکھی گئی ہے۔

س | پہلے زمانہ میں جو جو مہاتمہ اور اولیا ہوئے ہیں اونمیں سے اکثر بزرگوں کی کوئی تحریر موجود نہیں ہے پھر کسطرح معلوم ہو سکتا ہے کہ اونکے علم الٰہی یعنے برہم ودّیا کے کیا کیا اصول تھے اور کسطرح یقین ہو کہ جو اصول اُنکے بتلائی جاتے ہیں وہ اونکے تھے یا نہیں۔ اور اگر یہ علم باطن ہمیشہ سے مخفی رہا ہے تو کسطرح وہ اصول آجکے زمانہ تک پہونچے؟ +

ج بدھ ۔ فیثاغورس ۔ کنفیوشیش ۔ سقراط ۔ اور مسیح وغیرہ حکیموں اور مہاتماؤں نے کوئی تحریر نہیں چھوڑی ۔ لیکن اونکے اصول اب تک قایم ہیں اور سینہ بسینہ برگزیدہ اصحاب یا مریدونکے ذریعہ سے درجہ بدرجہ ہم تک پہونچے ہیں اور چونکہ برہم ودیا کا علم جملہ علوم کا خاتمہ یعنے ویدانت ہے (جسکے معنے جملہ ودیاؤنکا انت ہے) اسلئے اس علم کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکہا گیا ہے اور تا ابد یہہ علم اسیطرح محافظان کے ذریعہ سے سینہ بسینہ محفوظ رہیگا ۔ یہہ علم ہندوستان ۔ ایشاء وسط اور ایران وغیرہ کے مہاتماؤں یعنے زاہدوں اور رہبروں کے سینہ میں محفوظ چلا آیا ہے ۔ رمز یعنے راز کی باتیں ہمیشہ عوام کے مذہب اور طریقہ کی باتوں سے علیحدہ رکھے گئے ہیں بھید صرف برگزیدہ اور لایق طالبونپر مکشوف ہوئے ہیں (مثلاً وید کے منترونکا اصلی مطلب معلوم کرنیکا اختیار صرف برہمنونکو دیا گیا ہے کہ جو اونکے معلوم کرنے کے لایق ہوتے ہیں اور ایسے علوم جیسے کہ کیمیا ۔ ریمیا و سیمیا وغیرہ صرف لایق شخصونکو بتلائے جاتے تھے ۔ مثلاً کہا ہے ۔ شعر ۔

کیمیا و ریمیا و سیمیا ۔ + این نباشد جز بذات اولیا ۔

س کیا علم باطن صرف مطالعہ سے اور پڑھنے سے حاصل ہو سکتا ہے ۔ ؟

ج میری دانست میں یہہ علم صرف پڑھنے سے حاصل نہیں ہوسکتا ۔ انسانکی محدود عقل اوس بیحد کا علم معمولی طریقے سے حاصل نہیں کر سکتی لیکن جوہر ایزدی حالت استغراق یعنے سماوھی میں انانیت روحانی تک پہونچ سکتا ہے اور یہہ حالت استغراق خواب مقناطیسی کیطرح کسی حرکت جسمانی یا مرکبات ادویہ

ج سے حاصل نہیں ہو سکتی حکیم **پلوٹینس** حالت استغراق یا وجد کی تشریح اسطرح کرتے ہیں کہ جب من یعنے ضمیر جو اس جسم کی محدود آگاہی سے آزاد ہو کر بیحد علم مطلق کے ساتھہ ملجاتا ہے تب یہہ آنند معلوم ہوتا ہے اور پروفیسر **ولیدر** کہتے ہیں کہ اس حالت کا قیام بہت تھوڑا ہے اور بہت تھوڑے شخص اس درجہ تک پہونچ سکتے ہیں ہندوستان میں اس حالت کو **سمادہی** کہتے ہیں جو گی لوگ بہت سے جسمانی اور روحانی عملوں سے یہہ طریقہ حاصل کرتے ہیں۔ اور **دہیان** یعنے تصور اصل میں خاموش پرارتہنا ہے اور **افلاطون** کہتا ہے کہ روح کو نہایت شوق سے معبود کیطرف بلا غرض کسی خاص مطلب دنیاوی کے لگانیکا نام دہیان اور عبادت ہے۔ روح کی بابت ایک بڑے فاضل پروفیسر ولیدر صاحب لکھتے ہیں کہ اسمیں آلہ فوٹوگراف کے شیشے کیطرح واقعات گذشتہ و موجودہ و آئیندہ کا عکس ہمیشہ یکساں طور پر آجاتا ہے اور من اُسنے آگاہ ہوجاتا ہے۔ اس محدود روزمرّہ کے دنیاوی کاروبار کے باہر ایک ہی حالت ہے جسمیں گذشتہ اور موجودہ اور آئیندہ تینوں حالتیں موجود ہیں جب روح کثافاتِ جسمانی سے پاک ہو جاتی ہے تو اوسکو ہر سہ زمانہ کی خبر یکساں ہوتی ہے۔ **ایپولوئیس** کا قول ہے کہ دیوتاؤں یعنے پاک روحونکو آئیندہ کا علم اور انسانکو موجودہ اور رہا تما ؤنکو عنقریب گذرنیوالی باتونکی خبر ہوتی ہے۔

س آپکی تقریر سے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تہیوصوفی کوئی نیا گھڑا ہوا طریقہ نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔

ج یہہ بات صرف ناواقف لوگ کہتے ہیں یہہ علم قدیمی اَبد سے چلا آتا ہے اور

ج سب سے زیادہ وسیع اور تحقیق طریقہ ہے۔

س اگر یہی راست اور قدیمی طریقہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ اقوام مغربی کو کہ جنمیں بڑے بڑے دانا اور ذی فہم لوگ موجود ہیں ابتک اسکا علم نہیں ہوا۔

ج ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں بہت سے اقوام ہم سے زیادہ دانا اور ذی فہم گذرے ہیں لیکن اس رازتک عام مخلوق کے نہ پہونچنے کی وجہ یہہ ہوئی ہے کہ جو علم حواس خمسہ ظاہری سے معلوم ہو سکتے ہیں اونہی میں اکثر علماؤ اور داناؤں نے اپنی تحقیقات محدود رکھی ہے اور برہم ودّیا انسے ہمیشہ پوشیدہ رکھی گئی ہے کیونکہ علم دنیاوی علم روحانی سے بالکل مختلف بلکہ دونوں باہم ایک دوسرے کے ضدیں ہیں اور جوکہ معمولی انسان کی خاصیت ہمیشہ طبیعت روحانی سے مخالف اور بباعث خودغرضیونکے اپنے حوائج نفسانی کے پورا کرنے میں ایک دوسرے کو محروم کرنے پر آمادہ ہے ایسے انسانکو رموز برہم ودّیاکسطرح پونچ سکتے ہیں۔

س بعض لوگ کہتے ہیں کہ تھیوصوفی اصل میں بدھ مت کا مذہب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہہ تو ہندوؤنکا مت ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہہ تو ایک نیا ہی گھڑا ہوا طریقہ ہے۔

ج اس علم کا نام برہم ودّیا ہے۔ اگر اسکے سارے اصول بدھ یا ہندو یا کسی اور طریقہ میں موجود ہوں تو اوسکو اوس طریقہ کے نام سے نامزد کرنے میں کچھہ حرج نہیں۔ غرض راست اصولونسے ہے چاہے وہ کسی مذہب یا قوم یا ملت کے ہوں یہہ علم گپت ودّیا۔ علم معرفت۔ علم باطن۔ طریقہ صوفیاں یا فلسفہ کسی

ج

نام سے نامزد ہو سکتا ہے - اس علم میں دنیاوی فرقہ ذات قومیت وغیرہ کسی قیود کا تعلق نہیں ہے کیونکہ یہہ مذہب نہیں ہیہ علم مطلق یعنے گیان ودّیا ہے اور یہہ کوئی خاص مذہب نہیں ہے اور اسکے بہی دو درجے ہیں اول درجہ میں کوئی خاص قیود اعتقاد مذہب وغیرہ کی بابت نہیں ہے اور اوس میں ہر شخص خواہ کسی مذہب یا عقائد کا ہو شامل ہو سکتا ہے بشرطیکہ اونکے عقائد ایسے ہوں کہ اس سوسائٹی کے تینوں اغراض اہم سے مخالف نہوں اور وہ اون تینوں اغراض میں سے کسی غرض یا ہر سہ اغراض کی تکمیل کے لئے ہر وقت مستعد رہیں وہ اغراض یہہ ہیں -

(۱) اول یہہ کہ بروے عمل دلی ہمدردی اور اتفاق برادرانہ بلا لحاظ قوم و مذہب وغیرہ کے پیدا کریں اسمیں عیسائی - مسلمین - نصارہ - آتش پرست برہمن - ویدانتی ہر شخص مرد یا عورت شریک ہو سکتا ہے -

(۲) دویم یہہ کہ جو اسمیں شامل ہو کسی علم قدیمی مثلاً سنسکرت - عبرانی وغیرہ کسی علم کا شایق ہو -

(۳) یہہ کہ گپت و دّیا یعنے علم باطن کا صادق متلاشی یا تحقیقات کنندہ ہو -

غرض ان تینوں اغراض میں سے کسی کام میں دنیا کو اوس سے کچھہ امداد ملے - اگر انمیں سے کوئی شرایط پوری نکرتا ہو تو اوسکو اس سوسائٹی میں شامل ہونی کی ضرورت نہیں - انمیں سے کچھہ لوگ ایسے ہو سکتے ہیں کہ جو باضابطہ سوسائٹی میں اپنا نام درج کرا کے شامل ہوتے ہیں - اور بعض ایسے ہو سکتے ہیں جو تہیہ صوفی کے غرض اول کا عمل بطور خود کرتے ہیں - لیکن سوسائٹی میں انکا نام باضابطہ درج

نہیں ہے۔ الغرض جو شخص عمل مطابق اصول تھیوصوفی کے کرتا ہے اصل تھیو
صوفسٹ وہ ہے خواہ وہ سوسائٹی میں شامل ہو یا نہیں سوسائٹی میں شامل ہونے
سے ہی سوسائٹی کسی شخص کو جبراً تھیوصوفسٹ نہیں بنا سکتی ۔

اور جو دوسرا درجہ ہے اوسکی پابندیاں خاص ہیں اس درجہ میں کوئی شخص محض
اپنی مرضی سے داخل نہیں ہو سکتا اور جب تک سوسائٹی کے با اختیار خاص سر
پرستاں کسی شخص کو اوس درجہ کے لائق نہ سمجھیں تب تک اوسمیں داخل نہیں
ہو سکتا۔ اور رموز و راز برہم ودیا کی ہدایت درخواست سے نہیں ہوتی اور کوئی
شخص جسکا نام باضابطہ پہلے درجہ اول اور تیسرے درجہ میں درج نہوا ہو وہ اس درجہ
میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے غرض یہہ ہے کہ جب تک ہدایت کنندونکو طالب کی
لیاقت اور چال چلن وغیرہ سے اطمینان نہو جائے تب تک اس نعمت بیبہا یعنے
گپت ودیا کی کنجی اوسکے حوالہ نہیں کی جا سکتی۔ اور اس درجہ میں شامل ہونے سے
پہلے چند شرائط پر عمل کرنیکے لئے حلفاً پابند ہونا پڑتا ہے اور جو قواعد انکے لیئے
مقرر ہیں اونکی پابندی جہانتک ممکن ہو کرنی پڑتی ہیں یہہ ایک مشکل کام ہے کیونکہ
سب سے اعلیٰ اصول **خودی** اور **خودغرضی** کو بالکل ترک کرنا ہے۔ اوسمیں
لازم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کا خیال بالکل بھولجائے اور غرور اور خودبینی کو ترک
کرکے تن من اور دھن سے اپنے ہمجنسونکی مدد اور ہمدردی میں مستعد رہی
اوسکو اگر کچھہ علم رموز سے فائدہ حاصل ہو تو ترک لذات اور آسایش دنیاوی
اور حلم اور بردباری حاصل ہوتی ہے اور وہی اصل تھیوصوفسٹ ہے جو ایسے
عمل کرتا ہے وہ اگر اس سوسائٹی میں شامل بھی نہو تب بھی صادق تھیوصوفسٹ ہے۔

س جب یہہ بات ہے تو تہیوسوفیکل سوسائٹی میں شامل ہونے سے کیا غرض ہے +

ج غرض صرف یہہ ہے کہ اسکو علم رموز یعنے گپت ودیا کی باضابطہ ہدایت ہوتی ہے اور آپسمیں اپنے درجہ کے لوگونکے ساتہہ سنت سنگ ہونیکے سبب اتفاق حاصل ہوکر کیفیات عجیب حاصل ہوتی ہیں اور جب باضابطہ راہ راست کی ہدایت ہوتی رہتی ہے تو طالب گمراہ ہوکر نقصان اوٹہانیکے خوف سے محفوظ رہتا ہے اور اگر راہِ راست پر چلے تو وہ قوتیں حاصل ہوتی ہیں کہ جنکو ناواقف لوگ کرامات کہتے ہیں اور جو فن جادوگری سے کہ جسکو ہر مذہب میں حرام لکہا ہے بالکل علیحدہ اور اعلی درجہ کی قوتیں ہیں +

س گپت ودیا کی جو ہدایت اس درجہ میں ہوتی ہے وہ کیا مہاتماؤں اور اولیاؤں سے ہوا کرتی ہے ؟

ج اونسے براہِ راست نہیں ہوتی اور نہ اونکے سامہنے موجود ہونیکی کچہہ ضرورت ہوتی ہے صرف چند لوگ جنہوں نے سالہا سال یا اپنی کل زندگی اونکی خدمت میں صرف کرکے گپت ودیا کی تعلیم پائی ہے وہ لوگ اُن لوگونکو ہدایت کرسکتے ہیں کہ جنکو بذات خود ایسا موقعہ نہ ملا ہو۔ علم راست کا تہوڑا ساحصہ بہی غلط فہمی کے بہت سے علم سے زیادہ مفید ہے +

س لیکن یہہ کیونکر معلوم ہو کہ کونسا علم راست اور کونسا غلط اور کونسی غلط فہمی ہے +

ج درخت کی شناخت اوسکے پہل سے اور عمل کی شناخت نتیجہ سے ہوسکتی ہے۔کسی زمانہ میں کوئی اہل کمال بغیر ہدایت رہبر درجہ کمال کو نہیں پہونچا اور نہ یہہ کبھی ممکن ہے ہنر اور فن دنیاوی میں بہت سی نئی باتیں لوگوں نے اپنی ذہانت سے ایجاد کیں

ج ہیں۔ لیکن کوئی شخص اسبات کا دعویٰ نہیں کرسکتا ہے کہ کسی بات سے کل مخلوق یا کل قوم بلکہ خاص اُسی کو کوئی فائدہ عام پہونچا ہو جس کسی نے کچھہ کمال پیدا کیا ہو ایک ہی بات میں یعنے کسی خاص بات میں کیا ہوگا۔ لیکن مرنیکے بعد زندہ رہنے کا بھید صرف یوگیوں کو ہی حاصل ہوا اور یہہ برہم ودیا ایسا علم ہے کہ جسکے حاصل ہونے سے انسانکو جملہ تکالیف جسمانی یا روحانی کے رفع کرنے کا کمال حاصل ہو جاتا ہے +

برہم ودیا یعنی تہیوصوفی اور گپت ودیا میں کیا فرق ہے

س کیا تہیوصوفی اور گپت ودیا ایک ہی بات ہے۔؟

ج نہیں ہر شخص خواہ وہ سوسائٹی میں شامل ہو یا نہو بہت اچھا تہیوصوفسٹ ہوسکتا ہے۔ یہہ لازم نہیں کہ وہ گپت ودیا کا ہی عامل ہو۔ لیکن کوئی شخص گپت ودیا کا عامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اصل تہیوصوفسٹ نہو اور اگر بغیر برہم ودیا یعنے تہیوصوفی کے کوئی شخص گپت ودیا کا عامل ہو تو وہ محض جادوگر یعنے بُری کا موں کا عامل ہوسکتا ہے۔ تہیوصوفسٹ کو لازم ہے کہ کل نوع انسان سے سلوک برادرانہ اور یگانگت حاصل کرے اور پراوپکار کو ہر کام پر مُقدم رکھے اگر کوئی گپت ودیا کا عامل ایسا نکرے تو اوسکی قوتیں محض خود غرضی اور ذاتی مفاد کے لئے کام آتی ہیں اور جب کوئی ایسا عامل کوئی عجیب طاقت حاصل کرے تو وہ معمولی دنیا کے لوگوں کا زبردست دشمن بنجاتا ہے کیونکہ ہمدردی اور دیا نہ ہونیکے سبب سے اپنی قوت ہائے عجیب کے ذریعہ سے جسکو چاہے تکلیف دے سکتا ہے +

س | کیا گپت ودیا کا عامل صرف ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جسنے اور لوگونسے زیادہ طاقت حاصل کی ہو؟

ج | اگر وہ گپت ودیا کا عالم اور اصلی عامل ہو تو وہ معمولی لوگونکی طاقتونسے بہت ہی زیادہ طاقتیں رکھتا ہے کیونکہ یہہ وہ علم ہے کہ جو دنیا کے معمولی پوشیدہ فنون مثل کیمیاگری - جادوگری اور جوتش وغیرہ کے علم سے بہت ہی اعلی اور اصلی قوتونکا علم ہے اور اوسکے ذریعہ سے پوشیدہ قدرتی قوتونکا بہید اور انسانکی پوشیدہ قوتوں کا علم حاصل ہوتا ہے اور جسکو یہہ علم حاصل ہو وہ کیا کچھہ نہیں کر سکتا ہے پس اگر ایسی بیحد طاقتیں کسی نااہل کے ہاتھہ آجاویں کہ جو اپنے نفس پر حاوی نہیں ہے تو اوس سے عام مخلوق کو کتنا نقصان پہونچ سکتا ہے دیکھو جس کسیکو ہپناٹزم یعنے خواب مقناطیسی کے پیدا کرنیکا عمل آگیا ہو وہ اگر چاہے تو اپنے معمول سے کسیکو قتل کرا سکتا ہے اور یہہ طاقت ایک ادنی درجہ کی طاقت ہے تو پہر بتلائے کہ جسکو گپت ودیا میں پورا دخل ہو اوس سے دنیا کو کیا کیا نقصان پہونچ سکتے ہیں لیکن اگر ایسا شخص تارک الدنیا ہو اور سوائے پراوپکار کے اور کچھہ مدنظر نہ رکہتا ہو تو اوس سے مخلوق کو کتنا فایدہ پہونچ سکتا ہے +

س | کیا یہہ پوشیدہ علم جادوگری وغیرہ (جیسا کہ شائستہ اور تعلیم یافتہ لوگ کہتے ہیں) قدیم زمانہ کے ناواقف لوگونکی غلط فہمیاں اور بالکل فرضی جہوٹی باتیں نہیں ہیں -

ج | اگر شائستہ اور تعلیم یافتہ سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جو مغربی علوم کی روشنی سے مشرقی مذاہب اور نیز عیسائی مذہب کو پورانے زمانہ کی غلط فہمیاں کہتے ہیں تو اونکی رائے میں بیشک یہہ سب علوم جہوٹے اور فرضی ہیں حالانکہ وہ

مغربی روشنی والے شایستہ لوگ جواب ہپناٹزم یعنے خواب مقناطیسی کے عمل کو سچا سمجھتے ہیں۔ بائبل کے معجزونکے قایل ہوں نہیں اب بھی شک سمجھتے ہیں اونکا کیا علاج ہے جو کوئی تھیوصوفسٹ یا گپت وِدّیا کا عامل کوئی شکتی عجیب مثل ہپناٹزم اور مسمرزم وغیرہ حاصل کرے۔ لیکن اصلی اصول اور باعث ہر امر کا علم فلاسفہ کے روسے معلوم نکر سکے تو اوسکا عمل ایسا ہے جیسا کہ طوفان میں بغیر پتوار کے کشتی بے اختیار ادہر اودہر ماری ماری پہرتی ہے اور ہر دم ڈوب جانیکا خطرہ رہتا ہے۔

س تھیوصوفی اور سپری چوالزم یعنے علم ارواح میں کچھہ فرق ہے؟ اور آپ سپری چوالزم کو مانتے ہیں یا نہیں؟

ج اگر سپری چوالزم سے تمہاری وہ مراد ہو کہ جو کیفیات عجوبہ ظاہر ہونیکو سپری چولسٹ لوگ مردہ انسانکی روحونسے منسوب کرتے ہیں تو بیشک سپری چوالزم کو ہم نہیں مانتے۔ سپری چولسٹ کہتے ہیں کہ جو کیفیات عجیب ظاہر ہوتے ہیں وہ مردونکی آتما سے یعنے عموماً مردہ رشتہ داروں اور عزیزونکی روحونسے عمل میں آتی ہیں جو دنیا میں واپس آکر ایسے ایسے کام کرتے ہیں۔ اگر سپری چوالزم سے یہہ مراد ہو تو ہم اوسکے بالکل قایل نہیں ہم بالتحقیق کہہ سکتے ہیں کہ مردہ انسانونکی روح سوائے چند خاص صورتونکے جنکا ذکر پیچھے کیا جاویگا دنیا میں واپس نہیں آسکتیں نہ کسی ظاہر صورت سے انسان سے میل ملاپ کر سکتے ہیں جو شئے ظاہر اور دکھائی دیتی ہے وہ صرف انسانکی کام روپ٭ دیہہ ہے۔ وہ صورت روحانی نہیں ہے البتہ روحانی قوت کو جسکو ہم اصل سپری چوال قوت کہتے ہیں ضرور مانتے ہیں

٭ جب انسان زندہ رہتا ہے۔ کام یعنے خواہشات نفسانی کا کوئی جسم نہیں ہوتا۔ لیکن مرجانیکے بعد وہ جسم بن جاتا ہے تب اوسکو کام روپ کہتے ہیں۔

س کیا آپ کیفیات عجوبہ کو بھی نہیں مانتے ہیں ؟

ج کیوں نہیں - کیفیات فریب اور دہوکھ نہیں ہیں اونکو ہم بیشک مانتے ہیں +

س اچھا پھر آپکے نزدیک وہ کیفیات کسطرح ظاہر ہو سکتے ہیں - ؟

ج کئی طرح سے ایسی کیفیات ظاہر ہو سکتے ہیں اور اونکے اسباب کا سمجھنا ایسا آسان نہیں ہے جیسا کہ سپرچولیسٹ لوگ باور کرنا چاہتے ہیں عموماً یہہ صورتیں عامل یا کسی دیگر موجودہ شخص کے جسم لطیف یعنے اوس جسم کا کام ہے کہ جسکو لنگ شریر کہتے ہیں اور اس جسم لطیف کی قوت سے مثل تحریر عبارت وغیرہ عمل ظہور میں آتے ہیں -

س اسکے علاوہ اور کس کسطرح یہہ ظہور ہوا کرتے ہیں ؟

ج یہہ بات قسم ظہور پر موقوف ہے - بعض اوقات کام لوک ہیں جو گذری ہوے شخصوں کے کام روپی خول پڑے رہجاتے ہیں اونسے ظہور ہوتا ہے اور بعض اوقات جوہر عناصری یعنے پنچ بہوت سے یہہ ظہور ہوتے ہیں سپرچولسٹ لوگ اسکو جیوآتما کا ظہور بتلاتے ہیں لیکن جیوآتما سوائے اپنے طریقہ معمولی یعنے دوبارہ جنم کے اور کسیطرح حالت دیواچن کو چھوڑکر حالت دنیاوی میں واپس آکر ظہور نہیں کرسکتا جیسا کہ سپرچولسٹ سمجھتے ہیں چیتن سروپ آتما یعنے روح آگاہ جسم چھوڑنیکے بعد پھر مجسم نہیں ہوسکتی اور نہ اپنے درجہ دیواچن یعنے حالت روحانی سے حالت جسمانی میں آسکتی ہے +

س لیکن روحونسے جو خبریں ملتی ہیں اوس سے صرف چیتنتا یا آگاہی نہیں بلکہ ایسے واقعات کے علم ہونیکا ثبوت پایا جاتا کہ جنکی خبر بھی عامل کو نہیں ہوتی اور

س نہ کسی شخص موجودہ کو ہوتی ہے اسکی کیا وجہ ہے ؟

ج اسبات سے یہہ امر لازمی طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ یہہ چیتنا اور گیان صرف ہوتی
شخصوں کی روحوں سے ظاہر ہوتا ہے ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ خواب سنم بولزم یعنے
سوتے جاگتے کی حالت میں اون لوگوں نے عمدہ نظم اور اشعار تصنیف کیے ہیں
اور نہایت ہی دقیق مسئلے علم ریاضی وغیرہ کے حل کیے ہیں جو اونہوں نے کبھی کسی
سے پڑھے یا سنے نہوں اور نیز جو سوالات اونسے کیے گئے ہیں اونکا جواب معقول
دیا ہے اور ایسی ایسی زبانوں میں گفتگو کی ہے مثلاً عبرانی لاطینی وغیرہ کہ حالت
بیداری میں جنسے وہ بالکل ناواقف تھے اور یہہ سب باتیں عین گہری خواب کی
حالتوں کی ہیں تو بتلاؤ کیا یہہ علم مردوں کی روحوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوا -

س اچھا آپ اسکا سبب کیا بتلاتے ہیں ؟

ج ہم یہہ کہتے ہیں کہ پرماتما یعنے روح محیط کی جو کرن انسان میں ہے وہ اوس پرماتما
کا جزو ہے جو سارے عالم پر محیط ہے اور اس کرن کا جو انسان میں ہے وہ ہی خاصہ
ہے جو پرماتما کا ہے ہماری جیوآتما یعنے روح اصل میں سرو گیانی یعنے سب باتوں سے آگاہ
ہے صرف بباعث کثافات و ملوثات جسمانی وہ علم ظاہر نہیں کر سکتی اسلیے جسقدر
ان کثافات سے وہ پاک کیجاوے یعنے جسقدر جسم ظاہری کے حواس کم کیے جاوین
جیسا کہ تعالم خواب بیخبری یا کسی مرض بیہوشی میں جسم کیحالت ہوجاتی ہے اوسیقدر
جیوآتما یعنے حواس باطنی تیز ہوتے ہیں اور چونکہ وہ عالم الغیب یعنے کل علوم کا
مخزن ہے اسلیے عجیب کیفیت اور صحیح خبروں کا اظہار کرتا ہے باقی کیفیات کی مفصل وجہ
اسجگہ بیان کرنیکی گنجایش نہیں ہے گیت و دیا کی رو سے جو ظہور روحانی ہوتی

ہیں یا نہیں ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ زندہ انسانکی روح مردہ انسانکی روحونسے رسل و رسایل کر سکتی ہے اسصورت میں مردونکی روحیں زمین پر نہیں اوترتیں بلکہ یہہ کہا جاسکتا ہے کہ زندونکی روحیں چڑھکر مردونکی پاک روحوں تک پہونچتی ہیں۔ اصل میں چڑھنا اوترنا کوئی شئی نہیں ہے مراد صرف تبدیلی حالت سے ہے کہ جو معمول کی روح میں واقع ہوتی ہے معمول کے جسم سے جسوقت ہوش و حواس بیرونی خارج ہو جاتے ہیں۔ اوسوقت جیو آتما اپنے پہندونسے آزاد ہوکر مردہ روحونکے پاس آزاد حالت میں پہونچ جاتی ہے۔ اسلئے اگر اون دونوں میں کچھہ کشش روحانی ہو تو دونوں روحیں باہم رسل و رسایل کر سکتے ہیں جیسا کہ اکثر خوابوں میں ہوتا ہے معمول کی کیفیت اور اوس شخص کی کیفیت میں جو کہ قابل عمل کے نہیں ہے صرف اتنا فرق ہے کہ معمول کی آزاد شدہ روح کو وہ موقعہ اور طاقت حاصل ہوتی ہو کہ اپنے بیہوش و بے حواس جسمی آلات کے ذریعہ سے کوئی کام یا گفتگو یا تحریر اپنی مرضی کے موافق کرا سکتی ہے اور جیو آتما جو خبر یا علم یا خیالات دوسری روح سے حاصل کرتی ہے یا جو اوسکے اپنے ہوتے ہیں ہر دو کو زبان انسانی اور جسم انسانی سے ظاہر کراتی ہے لیکن جو اس عمل کے قابل نہو اوسکے جسم پر ایسا عمل موثر نہیں ہو سکتا اسلیئے گو عموماً ہر ایک شخص کی روح جسم کی حالت خواب میں اپنے مردہ عزیزو اقربا کی روحونسے رسل و رسایل کر سکتی ہے تاہم بوجہ اسکے کہ ان زندہ شخصونکی روحیں ناقابل عمل جسمونمیں گرفتار رہیں۔ وہ رسل و رسایل کی باتیں جاگتے ہی فوراً بہول جاتے ہیں یا ایسے خفیف یاد گار رہتی ہے کہ جسکا سلسلہ قایم نہیں رہتا ✣

س تو آپ کیا سپریچوایلزم کے علمی اصولونکو قطعی نہیں مانتے ؟

ج اگر سپری چوالیزم کے علمی اصول سے اونکے بے ترتیب اور مہمل مسائل مراد ہوں تو ہم اونکو نہیں مانتے اگر اونکی یہہ مراد ہو کہ جو ظہور معمول کے ذریعہ سے ہوتا ہے وہ کسی قوت اور علم مخفی کے ذریعہ سے عمل میں آتا ہے تو ہم اونکو بیشک مانتے ہیں +

س مینے سنا ہے کہ تہیوصوفیکل سوسائٹی اول ہی اول سپرچوالیزم کو اور اس یقین کو معدوم کرنیکے لئے قایم کی گئی تہی کہ انسان کے مرجانیکے بعد بھی اوسکی احدیت یعنے آتما قایم رہتی ہے ؟

ج یہہ بات غلط ہے ہمارے جملہ عقاید اوس لافانی انانیت روحانی یعنے جیو آتما پر مبنی ہیں لیکن اوروں کی طرح ہم جسمی شخصیت اور انانیت روحانی کو ایک نہیں مانتے یعنے جسمی شخصیت کو جیو آتما سے علیحدہ مانتے ہیں۔ اسلئے تہیوصوفی اصل سپری چوالزم یعنے علم روحانی ہے حاصل کلام گو ہم روح اور مادی کو ایک ہی مانتے ہیں اور باوجود اس امر کے کہ ہم یہہ مانتے ہیں کہ روح قوت دار مادہ ہے اور مادہ صرف روح منجمد یعنے کثیف شدہ ہے (جیسا کہ منجمد ابخرہ و نمے برف بنجاتی ہے) تاہم چونکہ اصل اور لافانی حالت ہر شئی کی صرف روح خالص نہیں ہے بلکہ روح میں بھی جوہر مادی موجود ہے اور اوسکا ظاہری اور مادی صورت میں وقتاً فوقتاً ظاہر ہونا اوسکے خاصہ میں داخل ہے اسلئے ہم لفظ آتما یعنے روح کو ہی اصل انانیت کہتے ہیں +

س اصل انانیت اور شخصیت میں کیا فرق ہے ؟

ج جو علم انسانکو اپنی انانیت کا بلا لحاظ اہمیت جسمانی ہوتا ہے یعنے جو آہنگ گیان ہے وہ شخصیت یعنے جسم سے جو کسی خاص نام سے موسوم ہے علیحدہ ہے (یعنے ہم رام پرشاد کے جسم کو اوسکی شخصیت فانی اور اوسکی روح کو اوسکی انانیت لافانی

ج

یعنے ہر دو کو علیحدہ علیحدہ مانتے ہیں یعنے کوئی شخص اپنے تئیں جب یہہ کہے کہ میں
ہوں تو اس **میں** کو انانیت کہتے ہیں اور جب یہہ کہے کہ میں رام پرشاد ہوں تو
کہا جائیگا کہ میری شخصیت کا نام رام پرشاد ہے۔ اور چونکہ ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ انانیت
اصلی یعنے جیوآتما کئی مرتبہ شخصیت جسمانی حاصل کرتی ہے جو کہ فانی ہے ہم یہہ کہتے ہیں
کہ اصل انانیت یعنے جیوآتما شخصیت جسمانی سے ویسا ہی تعلق رکہتی ہے کہ جیسا
تھیٹر کا تماشہ کرنیوالا ایک شخص جسکا نام اصل میں رام پرشاد ہے کبھی راجہ اندر
اور کبھی **گلفام** اور کبھی **لال دیو** اور کبھی **سبز پری** کا پارٹ لیکر مختلف پوشاک
او صورت بنا کر کبھی مردانہ اور کبھی زنانہ گفتگو کرتا ہے اور تھیٹر کے ختم ہونیکے بعد
اپنے کپڑے اوتار کر پھر اصلی رام پرشاد بنجاتا ہے اور پھر اپنے بناوٹی نام اندر گلفام وغیرہ
سے نہیں پوکارا جاتا اسیطرح جیوآتما جب جسم انسان اختیار کرتا ہے تو صاحب جسم
اپنے دنیاوی نام کو اور انسانوں سے علیحدہ پہچاننے کے لیئے ایک خاص نام کو میں
کہتا ہے لیکن اصل میں اوس جسم کا نام میں نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو جب حالت
خواب میں جسم بالکل بیکار ہوتا ہے اوسوقت بہی جو میں کا خیال بنا رہتا ہے وہ کیا ہے؟
وہ بالکل علیحدہ ہے کیونکہ جب تم خواب میں کسی سے گفتگو کرتے ہو تو سمجھتے ہو کہ
میں باتیں کرتا ہوں لیکن تمہارے پاس ایک اور شخص جو جاگتا ہے اور تمہارا مونہہ
بالکل بند دیکہتا ہے وہ جانتا ہے کہ تم بالکل خاموش نیند میں بیہوش پڑے سوتے تھے
پس اگر تم جاگنے کے بعد اوس سے کہو کہ میں فلاں شخص سے بات کرتا تہا تو
وہ شخص جو جاگتا تہا تمکو کہیگا کہ نہیں تم تو بالکل خاموش نیند میں بیہوش پڑے تھے
اس صورت میں تم یہہ کہوگے کہ گو میرا جسم سویا پڑا تہا لیکن میں باتیں کرتا تہا اوس میں

کو ہم جیو آتما یعنے انانیت کہتے ہیں اور یہہ بہی کہتے ہیں کہ جسمی موت کے بعد بہی وہ انانیت لافانی بدستور قایم رہتی ہے +

س آپ کے کہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اصلی انانیت یعنے جیو آتما مرنیکے بعد اس دنیا میں پہر واپس نہیں آسکتی لیکن میں یہہ پوچہتا ہوں کہ مرنیکے بعد بہی جب اوسکو اپنی شخصیت اصلی یاد رہتی ہے تو اگر وہ چاہے تو تہی ایٹہر کے ایکٹم کیطرح شخصیت جسمانی پہر کیوں نہیں حاصل کر سکتی - ؟

ج اوسکی وجہ یہہ ہے کہ مرنیکے بعد روح یعنے جیو آتما کو جو آرام ملتا ہے اوسکو چہوڑکر وہ کب اس دنیا کی تکلیفوں میں اپنی مرضی سے آنا چاہتی ہے اور نیز جو تکالیف انسانکو زندگی میں اپنے قصوروں اور نزدیکیوں نکے گناہ یعنے کرموں نکے باعث پہونچتے ہیں کہ جن سے بذات خود وہ بے قصور ہوتا ہے تو بتلاؤ کہ اگر مرنیکے بعد آنند پورا نہ ملے تو دوبارہ دنیا کی تکلیفیں اپنے اوپر اوٹہانے سے پہلے وہ کسقدر امن و آرام کا مستحق ہے یا نہیں اس آرام کی حالت کا ذکر مفصّل بعد میں کیا جاویگا +

برہم وِدّیا کیوں سچ مانتے ہیں

س اگر یہہ برہم وِدّیا یعنے تہیوصوفی راست اور گپت وِدّیا ہے تو اب کیونکر ظاہر ہونے لگی اور اس سے پہلے کہاں رہی ؟

ج اب اسکے ظاہر ہونیکا وقت آپہونچا ہے اور ثبوت اسکا یہہ ہے دیکہو اب کسقدر علمار اصل راستی کی تلاش میں مصروف ہیں اور اوسکی تلاش میں کیسی کیسی جانفشانیاں کرتے ہیں انکا یہہ شوق صادق دیکہکر محافظان علم یعنے مہاتماؤں نے اجازت دی

ج کہ کسی قدر جز و اوسکا منکشف کیا جاوے اگرچند سال تک تہیوصوفیکل سوسائٹی اور قایم ہوتی تو الفت سے زیادہ شائستہ قومیں ابتک بالکل ناشک پیشے منکر ہو جاتیں اور باقی خدا ہیں انسانی خاصتیں ماننے والے ہو جاتے ۔

س تو کیا تہیوصوفی الہام ہے ؟

ج نہیں یہہ کسی نئی بات کا پیدا ہونا نہیں ہے صرف موجودہ اور مخفی علوم کا ظاہر ہونا ہے اس زمانہ میں شائستگی سے مراد یہہ ہے کہ زمانہ قدیم کے شائستہ اقوام مثل مصری ۔ یونانی یا رومیونکے علوم حقیقی کو صرف عابد وا اور ملا نونکی دھوکے بازیاں اور مذہب بتلاویں اور گپت ودیا کے عالمونکو بیوقوف نادان وغیرہ کے خطاب سے موسوم کریں حالانکہ گپت ودیا کے علما مصر و ہند و عرب و چین وغیرہ حکیماں و دانایان یونان و دیگر ممالک مغربی ایسی ہوئے ہیں کہ جنہوں نے علم الہی میں جملہ علوم و فنون و بنیادی کو شامل سمجھا ہے اور جنہوں نے ہر ایک علم و ہنر کی بنیاد علم الہی کو سمجھا ہے چنانچہ افلاطون کا بھی یہی قول تھا پس بتلائے کیا افلاطون دھوکے باز تھا یا بیوقوف تھا ۔

س اگر راستی اوسمیں ہو کہ جو تہیوصوفی بیان کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ تہیوصوفی کے پھیلنے میں اسقدر روک ہوتی ہے اور عام طور پر اوسپر لوگونکا اعتقاد کیوں نہیں جمتا ؟

ج اسکے کئی سبب ہیں ایک تو یہہ ہے کہ دنیا میں لکیر کے فقیر بہت ہیں اور اونکے لئے پرانی لکیر چھوڑنا بہت دشوار ہے اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ خود غرضی ہمیشہ مقتضی اس امر کی ہے کہ کوئی اوسمیں مخل نہو اور اپنی حسب خواہش اعمال کرنے دے اور اگر راستی کے عمل کرنے میں کسیکی آسایش میں تھوڑا سا بھی فرق آتا ہو تو اوس راستی کی

ج نسبت ایسی چہوٹی باتیں زیادہ پسند ہوتی ہیں کہ جس میں کوئی روک ٹوک نہو مثلاً کہاؤ پیو چین کرو عقبے کی خبر کسکو ہے جو ہوگی دیکہی جائیگی یہہ زندگی کے چارون کے مزے کیون چہوڑیں - مصرعہ - اب تو آرام سے گذرتی ہے - عاقبت کی خبر خدا جانے - یہہ باتیں عموماً زیادہ پسندیدہ ہوتی ہیں اور طبیعت کا خاصہ ہے کہ جسمیں فوراً کسی فایدہ یا عوضانہ کی امید نظر نہ آتی ہو اوسطرف رجوع نہیں ہوتے اس زمانہ کے لوگ ہاتہوں ہاتہہ ظاہری فوایدا وٹہانیکے مشتاق ہیں اور نعمت روحانی سے بالکل بیخبر ہیں اور تہیوصوفی کے اصول اونکو بالکل اجنبی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اونکے بہت سے پسندیدہ خیالات اور جمے ہوئے اعتقادات سے کئی باتوں میں اسکے اصول مخالف پاتے ہیں اور سب سے بڑی وجہ یہہ ہی کہ جو لوگ حلقہ اندرونی یعنے تہیوصوفی کے درجۂ مخفی میں شامل ہونا چاہتے ہیں اونپر ذاتی ہمت اور نہایت پاک طریقۂ زندگی اختیار کرنا لازمی کیا جاتا ہے اور چونکہ اصل تہیوصوفی بہت تہوڑے سے شخصونکے لیئے مقصود ہوسکتی ہے ایسی باتونسے معلوم ہوسکتا ہے کہ تہیوصوفی کو زیادہ لوگ کیون نہیں قبول کرتے تہیوصوفی اون لوگونکی فلاسفی ہے کہ جو تکلیف پاتے ہیں اور جنکو زندگی کی تکالیف سے چہوٹنے کا اور کوئی ذریعہ ملنے کی امید نرہی ہو +

س ہاں اب میں سمجہا لیکن مینے سنا ہے کہ جنکو تہیوصوفی کا علم ہے اونسے حلف لیا جاتا ہے کہ وہ اسکا بہید کسی سے ظاہر نہ کریں + ؟

ج حلف اس امر کا صرف اون لوگونسے لیا جاتا ہے کہ جو درجۂ مخفی میں شامل ہوکر گپت ودیا یعنے علم باطن کے علمونکی تعلیم پاتے ہوں اصول علمی اور عقائد کسی سے مخفی نہین رکہے جاتے جسکا جی چاہے دریافت کرے +

باب سوئم

س | تھیوصوفیکل سوسایٹی کے اغراض کیا ہیں ؟
ج | اس سوسایٹی کے تین اغراض ہیں۔
(۱) اول یہہ کہ جملہ انسان سے بلا لحاظ قوم یا مذہب سلوک برادرانہ کرنا یا اوسمیں تہ دل سے حتی الامکان کوشش کرنا۔
(۲) دوئم یہہ کہ عقاید مذہب قدیم و دیگر مذاہب و علوم دنیاوی کے مطالع میں کوشش کرنا اور ایشیا کے علوم فلاسفی یعنے فلاسفی برہمنان و بدھ و آتش پرستاں وغیرہ کے راست اصولوں کو ثابت کر کے دکھانا۔
(۳) سوئم یہہ کہ قدرت کے مخفی قوتونکو ہر صورت میں خصوصًا انسانکی مخفی اور روحانی طاقتونکی بابت تلاش اور تحقیقات کرنا۔
س | ان مراتب کی بابت کچھہ مفصّل بیان کر سکتے ہیں ؟
ج | ان تینوں اغراض میں سے ہر ایک کی تشریح جسقدر مفصّل چاہو ہوسکتی ہے +
س | اول غرض کی نسبت میرا یہہ سوال ہے کہ جب دنیا کے مختلف اقوام میں اسقدر مختلف عقایداور مذاہب اور رسوم اور خیالات جاری ہیں توکسطرح اتفاق اور ہمدردی برادرانہ پیدا ہوسکتی ہے اور اسقدر اختلاف کے کیا سبب ہیں ؟
ج | سب سے اول سبب انسانکی قدرتی عادت خودغرضی کی ہے یہہ عادت بچپا سے شروک ہونیکے روز بروز مضبوط اور سخت ہوتی جاتی ہے اور زمانہ حال کا طریقہ تعلیم مذہبی بجاے اسکے کم کرنیکے خودغرضی کیطرف زیادہ رغبت دلاتا ہی بلکہ اوسکو

س لازمی قرار دیتا ہے اور بدی کی اصلی یعنی مذہبی عقاید کی خود غرضیوں نے اور کے اور ہی بنا دئے ہیں اور آجکل کے قانون کا اصول گویا اسبات پر مبنی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی آنکھہ نکالڈالے تو اسکی عوض میں اوسکی آنکھہ بہی نکالنی چاہئے اور اگر کوئی شخص کسی کا دانت توڑ دے تو اوسکا بہی ایک دانت توڑ دینا چاہئے۔ ایسے اصولونکو درست کرنیکا ذریعہ سوائے تہیوصوفی کے اور کچھہ نہیں ہو سکتا اور یاد رہے کہ جملہ انسان آپسمیں سب ایک دوسرے کے بہائی ہیں اور سب کی اصلیت ایک ہی ہے۔

س یہہ کسطرح ثابت ہو سکتا ہے ؟

ج جب بذریعہ دلائل منطق اور علم فلاسفہ اور علم دنیاوی یہہ ثابت کیا جاوے۔

(الف) کہ جملہ انسان روحانی اور جسمانی ہر دو صورتونمیں ایک ہی اصلیت سے پیدا ہوئے ہیں جو کہ تہیوصوفی کا اصل اصول ہے۔

(ب) انسان بلاشبہ ایک جوہر لطیف سے پیدا ہوا ہے اور وہ جوہر لطیف بیحد اور لمیولد اور لافانی ہے چاہے ہم اوسکو خدا کہیں چاہے پرماتما کہیں چاہے نیچر کہیں چاہے گاڈ کہیں غرض کسی نام سے بیان کریں اصل میں واحدہٗ لاشریک ہے پہر یہہ خود بخود ثابت ہو جائیگا کہ جب ایک انسان یا ایک قوم پر کوئی بات آتی ہے تو اوسکا اثر جملہ انسان اور جملہ اقوام انسان پر ہوتا ہے جیسا کہ کسی بڑے گہرے تالاب میں ایک پتہر ڈالنے سے ہر ایک قطرہ پانی کو درجہ بدرجہ جنبش پہونچتی ہے اور اوس بڑی تالاب کے پانی کا ایک قطرہ بہی اوس جنبش سے نہیں بچ سکتا اسیطرح اس دنیا کے سمندر میں جملہ مخلوقات مثل قطرونکے ہیں اور جو اثر ایک انسان پر ہوتا ہے وہی باقی سب پر ہوتا ہے کیونکہ سب کی اصلیت ایک ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ مسیح نے فرمایا کہ

ایک دوسرے کی تجویز کرو اور اپنے دشمنوں سے محبت کرو کیونکہ اگر تم صرف انہی
ہی کی تجویز کرو جو تمہیں کرتے ہیں تو تم میں کونسا وصف بڑہکر ہوا اور اگر تم صرف اپنے
بھائیوں کو ہی سلام کرو تو تم نے اوروں سے کونسی بات زیادہ کی کیونکہ تیغیب بھی کرتے ہیں

س — جبکہ ثابت ہے کہ آپ یہہ کہتے ہیں کہ ہماری جسمی اصلیت کا ایک ہونا علم کی روسے ثابت
ہے اور ہماری روحانی اصلیت کا ایک ہونا برہم ودیا سے ثابت ہوتا ہے پھر جب
اوس عقائد کے لوگ جو انسان اور پرمیشور کی اصلیت ایک ہی مانتے ہیں اونکے
ساتھہ سلوک برادرانہ نہیں کرتے اسکی کیا وجہ ہے +

ج — اسی بات سے ثابت ہے کہ جو فقط عناصری عقاید کے قائل ہیں اونکے اصول غیر
مکمل ہیں اور اسی سے ثابت ہے کہ تہیوصوفی کے عقاید درست ہیں انکی
جسمی صورت ظاہری کی یگانگت کا خیال روحانی یگانگت کے خیال اعلی کو نہیں پہنچ
سکتا اگر مادے میں نور روحانی نہو یعنے اوسمیں جوہر الہی نہو تو انسانکے دلمیں
خیالات نہیں پہنچ سکتے لیکن جب لافانی روح کی احدیت روحانی کی شناخت
انسانکے ذہن نشین ہوجاتی ہے تو اوسکے خیالات خود بخود اصل رحم اور برادرانہ
نیک نیتی کیطرف رجوع ہوجاتے ہیں +

س — تہیوصوفی جملہ انسانکی توحید کسطرح سمجھاتی ہے ؟

ج — اس مسئلہ سے کہ کل مخلوقات ظاہر و مخفی اور ہر شئی جو قیاس میں آسکتی ہے اون سب
کی بنیاد ایک جوہر بیحد و بے انتہا ہے جس میں سے کل مخلوقات پیدا ہوتی ہے
اور جس میں کل عالم پہر صلب ہوجاتا ہے اور یہہ ہی ویدانت کا مت ہے اور یہہ ہی
بدھ مت اور اسی اصول کو پہیلانا اور سمجہانا اور اوسپر عمل کرنا تہیوصوفی کی

ج غرض اہم یہ ہے پس جب جملہ انسانوں کی جڑ ایک ہے تو ایک ہی راست اصول جملہ مذاہب کا
ہونا چاہیے اور کسی خاص فرقہ کے عقائد ایسے نہیں ہیں کہ اوسکے ہی سارے اصول
راست ہوں اصل راست اصول جملہ عقائد میں سے تلاش کرکے یکجا ہو سکتی ہیں اور
جب ہر ایک عقائد کے نقص چھانٹ دیے جاویں تو ایک عام مذہب اور راستہ اصول خود
بخود پیدا ہو جاوینگے مثلاً ایک درخت میں جڑ اور تنہ بہت سی شاخیں اور بہت سے
پتے ہوتے ہیں اوسی طرح چونکہ جملہ انسان ایک ایسا تنہ ہے کہ جسکی جڑ روح ہے اسلئے
وہ تنہ بھی مختلف شاخوں اور پتوں کا ایک منبع ہے اگر تنہ پر کچھ ضرر پہونچے تو اوسکا
اثر ہر پتے پر پڑتا ہے اسیطرح انسانوں کے معاملہ میں ایک کا اثر سب پر اور سب کا اثر
ہر ایک پر موثر ہوتا ہے ٭

س لیکن اگر ایک پتے کو یا ایک شاخ کو ضرر پہونچایا جاوے تو سارے درخت کو تو ضرر نہیں پہنچتا

ج اسلئے کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ایک انسان کو نقصان پہنچانے سے جملہ انسانوں کو نقصان نہیں
پہونچتا تم کیا نہیں جانتے کہ علم طبعی کے رو سے بھی ثابت ہے کہ ضرر خواہ کتنا ہی
خفیف ہو جو کسی درخت کو پہونچایا جاوے تو اوسکے کل دوران رطوبت اور قوت بالیدگی
وغیرہ پر موثر ہوتا ہے فرض کیا کہ تم اسقدر ظاہر بین ہو کہ اسبات کو یقین
نہیں کرسکتے کہ اگر ایک اونگلی کے سر پر ذرا سا زخم آجائے تو ممکن ہے کہ سارا
جسم اوس سے تکلیف پائے یہانتک کہ اوس سے ہلاکت پیدا ہو تاہم وہ پوشیدہ
قانون روحانی جو درختوں میں۔ اور جانوروں میں اور انسانوں میں موثر ہوتے ہیں گو انکو
اونکا اثر ظاہرا طور پر معلوم نہیں ہوتا ہے تو کیا تم اونکے وجود کا قیاس بھی نہیں کرسکتے ٭

س وہ قانون روحانی کیا ہیں ؟

ج | ہم اونکو قانون کرم یعنے اعمال کہتے ہیں جب کرم کی کیفیت تمکو مفصل معلوم ہوجائیگی تو تم اچھی طرح سمجھ جاؤ گے کہ ہر ایک کرم یعنے کام کا اثر قایم ہوجاتا ہے اگر کسی انسان کو جسمانی تکلیف دیجائے تو تمہارے نزدیک وہ تکلیف کسی طرح دوسرے شخص پر موثر نہیں ہوسکتی اور نہ جملہ انسان پر ہوسکتی ہے لیکن ہمارا یہہ قول ہے کہ اپنے وقت پر وہ نتیجہ ضرور دوسرے شخص بلکہ کل نوع انسان پر موثر ہوتا ہے اسلیئے ہمارا قول یہہ ہے کہ جبتک ہر ایک شخص اسبات پر پختہ یقین نہ کرسکے کہ ایک شخص کو نقصان پہونچانے سے ہم صرف ایک کا نقصان نہیں کرتے بلکہ جملہ انسان کو نقصان پہونچاتے ہیں تب تک اتفاق ہمدردانہ جو کہ ہر ایک مذہب کا اصول ہے عمل میں نہیں لاسکتا ؛

دیگر اغراض

س | اب آپ یہہ بتلائیے کہ دوسری غرض سوسائٹی کی کس طریقہ سے حاصل ہوسکتی ہے ؟

ج | وہ اسطرح حاصل ہوسکتی ہے کہ اس سوسائٹی کا جو کتب خانہ صدر مقام اڈیار مدراس میں واقع ہے اوسکے لیئے دیگر شاخہائے سوسائٹی کے ممبران اور نیز اپنے اپنے مقامی کتب خانوں کے لیئے جملہ مذاہب دنیا کی عمدہ عمدہ کتابیں جو دستیاب ہوسکیں تلاش کرکے جمع کریں اور زمانہ قدیم کی فلاسفیں اور روایتیں وغیرہ کی بابت درست واقفیت جمع کرکے ضبط تحریر میں لائیں اور اصلی کتابونکا ترجمہ کرکے معہ تشریحات شایع کرائیں اور ہر ایک فن کے علماء کی زبانی ہدایات جو دستیاب ہوسکیں تلاش کرکے ضبط تحریر میں لاویں ۔

س | اچھا اور تیسری غرض یعنے انسانکی مخفی روحانی طاقتیں پیدا کرنے میں

س	کیا تدبیر درکار ہے ؟
ج	جس جگہ زبانی تعلیم کا موقع نہیں ہے یہہ غرض چھپی ہوئی تحریر وںسے پوری کرنی پڑتی ہے یہہ ہمارا فرض ہے کہ انسانمیں نور روحانی قایم رہے اور ہمارا فرض یہہ بھی ہے کہ جملہ قوانین قدرت کے علم کے متلاشی ہوں اور اوسکو پہیلائیں۔ بعد تحقیقات اور تلاش اور ثبوت کامل جو خیالات تعصبانہ اور جہالت بابت علمی یا مذہبی یا اخلاقی امور تحقیق طور پر بے بنیاد ثابت ہوجائیں اونکو روکنا اور رفع کرنا اور معجزات کو قانون قدرت سے علیحدہ سمجھنے کا خیال رفع کرنا حاصل کلام قانون قدرت کے ہر پہلو سے واقفیت حاصل کرنا اور اوسکو پہیلانا اور اون قوانین قدرت کے علم حاصل کرنیکا شوق دلانا کہ آجکل کے زمانہ میں لوگ بہت کم سمجھتے ہیں اور نئی روشنی کے لوگ اوس گُپت ودّیا یعنے علم باطن کو جو سچے علم قانون قدرت پر مبنی ہے بیہودہ تعصّبانہ خیالات کہتے ہیں عام روائیتیں اور قصّے کہانیاں جو کسی زمانہ میں خواہ کیسی ہی عجیب اور نا معقول معلوم ہوتے ہوں اگر بغور اونکی چہان بین کی جاوے تو اونمیں سے بڑے بڑے قانون قدرت کے معمے جو مدت سے مفقود ہوگئے ہیں ظاہر ہو سکتے ہیں اسلیئے یہہ سوسائٹی ایسے ایسے وسیلوںسے علم حکمت اور علم طبعی کے پوشیدہ رازونکو جمع کرنیکی کوشش کرتی ہے ✣

استحکام حلف

س	کوئی ایسے اصول دینی بہی تہیوصوفیکل سوسائٹی کے ہیں کہ جنکی پابندی سوسائٹی پر لازم ہے۔ ؟

ج جو کوئی پابندی کرنا چاہے اوسکے لئے صاف صاف احکام دینی موجود ہیں اور وہ احکام دنیا کے بڑے بڑے رہبرونکے سکہلائے ہوئے مسائل کے لب لباب ہیں اسلیئے اس سوسائٹی کے اصولوں میں کنفیوشس - زبرد الیسٹر - لاؤ - بہگوت گیتا - گوتم بدھ - عیسیٰ مسیح - بلبل - فیبسا غورث سقراط - افلاطون - وغیرہ ہر ایک بزرگ کے اقوال و احکام موجود ہیں -

س کیا اس سوسائٹی کے لوگ اون احکام اور اصولوں پر عمل کرتے ہیں مینے تو سنا ہے کہ اکثر اونمیں بہت سے تنازعہ اور جھگڑے رہتے ہیں - ؟

ج یہہ بات کچھہ عجب نہیں کیونکہ گو یہہ طریقہ نیا سمجہا جائے تاہم عمل کرنیوالے تو وہی پورانے عادات کے لوگ ہیں کہ جو انسانکا خاصہ ہے لیکن پھر بھی بہت سے صادق اور نیک نیت لوگ ہیں جو حتی الامکان سوسائٹی کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں ہمارا فرض یہہ ہے کہ ہر ایک شخص کو اسبات کی ترغیب دیں کہ اپنی ترقی عقلی و اخلاقی و روحانی میں ہر وقت ساعی ہوں ہماری غرض یہہ ہے کہ جو ایسا نکر سکیں اونکو برا نہ کہیں اگر سچ پوچھو تو ہم کسی شخص کو خصوصاً اندرونی درجہ سوسائٹی میں داخل ہونیکے استحقاق سے انکار نہیں کرسکتے کیونکہ جب کوئی شخص اس درجہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ نوزائیدہ بچے کیطرح ہوتا ہے لیکن اگر کوئی ممبر صدق دل سے اپنے ایمان سے حلف اوٹھاکر اسمیں داخل ہونیکے بعد بھی اپنے نئے جسم میں اپنی پچہلی زندگی کے عیوب قایم رکہے اور گناہ اور عیوب بدستور کرتا رہے تو عجب نہیں کہ اوسکو سوسائٹی سے علیحدہ ہو جانیکو کہا جاوے یا اگر وہ علیحدہ ہونے سے انکار کرے تو جبراً نکالا جاوے ایسی صورتونکے لئے ہماری قواعد بہت سخت ہیں +

س اون میں سے کچھہ بتا سکتے ہیں۔ ؟

ج ہاں۔ اول تو یہہ کہ کوئی ممبر سوسائٹی کا خواہ درجہ بیرونی خواہ اندرونی کا ہو اپنی ذاتی رائے پر کسی دوسرے ممبر کو جبراً عمل کرانے یا یقین لانے پر مجبور نہیں کرسکتا اور سوسائٹی اعظم کا کوئی منصب دار یہہ استحقاق نہیں رکھتا ہے کہ کسی خاص جیسے مذہبی یا حکمتی کو عوام کے روبرو قول یا فعل سے بطور ضد بُرا یا بھلا ظاہر کرے ہر ایک شخص کو اپنے اپنے عقاید مذہبی کے ضروری اصول دنیا کے منصف مزاجوں کے روبرو پیش کرنیکا یکساں استحقاق حاصل ہے سوسائٹی کا کوئی منصب دار بہ حیثیت عہدہ یہہ استحقاق نہیں رکھتا ہے کہ اپنے خاص فرقہ مذہبی کے اصول اور عقاید ممبرونکے سماج میں بطور اُپدیش یا وعظ سناوے سوائے اوس صورت کے کہ جب اوس سماج میں صرف اوسی کے ہم مذہب لوگ موجود ہوں اگر مشتہر کردینے کے بعد بھی کوئی شخص اوس قاعدہ کے خلاف ورزی کرے تو وہ اپنے عہدہ سے معذول یا سوسائٹی سے خارج کیا جائیگا ایسے ایسے قواعد اور دستورالعمل سوسائٹی کے لئے بنے ہوئے ہیں یہہ قواعد خصوصاً سوسائٹی کے درجہ بیرونی کے لئے ہیں اور درجہ اندرونی جسکو اب **ایسٹرن سکول آف فلاسفی** یعنے مشرقی گیان ودیا کا مدرسہ کہا جاتا ہے سنہ ۱۸۸۰ء میں اوسکے لئے یہہ قواعد قایم کئے گئے تھے جنکی پابندی ابتک کیجاتی ہے کہ کوئی شخص جو اس درجہ میں شامل ہو کوئی راز یا ودیا جو اوسکو کسی دوسرے ممبر درجہ اعلیٰ سے حاصل ہو اپنے ذاتی مفاد کے لئے کام میں نہ لاوے اور جو کوئی شخص اس قاعدہ کے خلاف ورزی کریگا اوسکو سوسائٹی سے علیحدہ کردیا جائے لیکن اب یہہ قاعدہ ہے کہ ایسے راز اور علوم کی تعلیم سے پہلے درخواست کنندہ

ج — سے اسبات کا حلف لیا جاتا ہے کہ اپنے علم کو اپنے ذاتی غرض کے لیے ہرگز کام میں
نہ لاوے نہ بغیر اجازت کوئی راز کسی پر ظاہر کرے ؛

س — کیا وہ شخص جو اس درجہ سے نکالا جاوے یا مستعفی ہو جو راز اور علم اوسنے اوس سے پہلے حاصل
کیا ہو کسی پر ظاہر نہیں کر سکتا یا اپنی حلف کے کسی حصّہ کی پابندی کو نہیں
توڑ سکتا۔ ؟

ج — ہرگز نہیں اوسکا نکالا جانا یا مستعفی ہونا اوسکو صرف اپنے مرشد کی اطاعت کی فرض
سے بری کرتا ہے اور نیز اس بات سے بری کرتا ہے کہ سوسائٹی کے کام میں مدد کرے
لیکن جو پابندی حلف سے راز مخفی رکھنے کی بابت اوسپر عاید ہوتے ہیں
اوسکو نہیں توڑ سکتا ؛

س — یہہ بات کیا معقول اور قرین انصاف ہے۔ ؟

ج — بیشک ہر ایک مرد و عورت پر جسکو ذرا بھی اپنی عزت کا خیال ہو وہ راز پوشیدہ
رکھنے کا حلف جو اوس نے اپنے ایمان سے اوٹھایا ہے تا زیست اوسکی پابندی
لازم ہوتی ہے۔ ؛

س — یہہ تو زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ ؟

ج — بیشک جنکا ایمان اور جنکی عزت آجکل کے زمانہ کے موافق ہو اونکے لیے تو زیادتی
ہے کہ جو قسم کہانے اور توڑنیکو ایک معمولی سی بات سمجھتے ہیں جس شخص پر حلف
سے بہی اعتبار نہو سکے اوسکو گپت ودیا کسطرح حاصل ہو سکتی ہے اور جو کوئی
شخص اسطرح حلف توڑتا ہے اوسکو کرم کے قانون فوراً اوسکا اجر پہونچاتے ہیں
اور اوسکا نتیجہ اوسپر بہت جلد ظاہر ہوتا ہے جب حلف لیا جائے تو تازیست اوسکی پابندی دینا

ج اور آخرت میں قایم رہتی ہے ٭

باب چہارم

تہیوصوفی کے تعلقات جو سوسائٹی کے ساتھ ہیں

اپنی ذاتی ترقی

س کیا اخلاقی ترقی اس سوسائٹی کا لازمی اصول ہے ؟

ج بیشک جو کوئی شخص سچا تہیوصوفسٹ ہونا چاہتا ہے اوسپر یہہ پابندی لازمی ہے ٭

س پہر تو جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں بہت سے ممبروں کے چال چلن اور اطوار اس اصلی اصول سے برخلاف نظر آتے ہیں۔؟

ج بیشک یہہ بات صحیح ہے لیکن اسکا ہم کیا علاج کرسکتے ہیں جیسا اونکا حال ہے ویسا ہی اسکا ہے یہہ قصور ہمارے اصول اور قواعد کا نہیں بلکہ خاصہ انسان کا ہے سچے تہیوصوفسٹ پر لازم ہے کہ راستی پر اور نہایت حلم سے رہے -

ایک تہیوصوفسٹ کا قول ہے کہ انسانکا پہلا فرض یہہ ہے کہ اپنے تئیں پہچانے پہر اپنے حالات اندرونی پر غور کرے اور غور کرنیکے بعد خواہ وہ اپنے تئیں کتنے ہی نقصوں سے بہرا ہوا پاوے اگر دل سے کوشش کریگا تو ممکن نہیں کہ اون نقصونکو رفع کرنے میں ناکام رہے۔ لیکن سب اپنی ہی بہبودی اور بہتری چاہتے ہیں ایسے شخص بہت کم ہیں کہ جو دوسرونکی بہتری چاہتے ہوں۔ اسی تہیوصوفسٹ کا قول ہے کہ انسانکو دہوکہ کہاتے بہت عرصہ ہوچکا اب اوسکا فرض ہے کہ خودی کی شناخت

ج کو توڑے اور خود کام کرنے پر مستعد ہو لیکن اس سے بھی بڑھکر یہہ بات ہے کہ
جو اپنے ہی لئے کوئی کام کرے تو اوسکا کام کرنا لاحاصل ہے بہتر تو یہہ ہے کہ
دوسروںکے فایدہ کے واسطے خود کام کرے کیونکہ ایک ایک پہول دیا او محبت
یعنے ہمدردی کا جو کسی دوسرے کے باغ میں لگاتا ہے اوسکی عوض میں اوسکے باغ
سے ایک ایک خار و خس اوکہڑ جاتا ہے - اسیطرح انسان جو باغ بہشتی ہر گلزار
ہوجاویگا - کیونکہ دیا اور پرواوپکار ہر ایک دہرم کا اصول ہے کسی نے کہا ہے -
بیت - درد دلکے لئے پیدا کیا انسانکو + ورنہ طاعت کے لئے کچہہ کم نہ تہے کرّوبیاں
اس بات میں نئے الہام کی ضرورت نہیں ہر انسانکو چاہئے کہ اپنا الہام آپ بنے
اور اپنے روح پاک کو اپنے جسم کے مندر کا مالک بنا دے اور ہر ایک ناپاک نفسانیت
کو اوس سے نکالے تب وہ خود پاک ہوجایگا اور مندر بنانے والے کے ساتہہ
ایک ذات ہوکر اوسکو پہچانیگا اسلئے اگر دس ممبروں میں سے ایک شخص بھی ایسا
ہو تب بھی سوسائٹی کی غرض خالی نہیں جایگی +

تہیوصوفی کے معنے برہم وڈیا ہے اور اس سے مراد علم مطلق اور نیکی مطلق ہے
بعض ممبران صدق دل سے اسپر عمل کرنیکی کوشش کرتے ہیں اور بعض صرف
واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر عمل کرنا نہیں چاہتے اور بعض اسکو صرف
ایک نئی بات سمجھکر اسمیں شامل ہوتے ہیں اور بعض صرف اسلئے شامل ہوتی ہیں
کہ اونکے دوست آشنا اسمیں شامل ہیں تو پہر بتلاؤ کہ طریقہ اور اصول کا کیا قصور
ہے کہ جب ایسے لوگ اسمیں شامل ہوتے ہیں کہ جو برائے نام تہیوصوفسٹ ہیں لیکن
بروئے عمل اس نام کا استحقاق نہیں رکہتے +

س مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ آپ نے کبھی فرمایا تھا کہ ہمارے کوئی ذاتی اصول اور عقائد نہیں ہیں؟

ج ہاں۔ بیشک یہہ بات صحیح ہے۔ سوسائٹی اپنی کوئی دانائی نہیں سکھاتی بلکہ سوسائٹی اوس راست علم کا ذخیرہ ہے جو بڑے بڑے مہاتماؤں اولیاؤں اور پیغمبروں اور انبیاؤں نے وقتاً فوقتاً دنیا میں ظاہر کئے ہیں حاصل کلام اس راستہ سے انسانکی بڑے بڑے رہبرونکے راست کلام دنیا میں پہونچ سکتے ہیں*

س کیا یہہ راست کلام سوسائٹی کے علاوہ کسی اور جگہ سے نہیں پہونچ سکتے کیا ہر ایک مذہب یہی دعوی نہیں رکہتا*

ج نہیں یہہ بات ہرگز نہیں بڑے بڑے مہاتماؤنکے ہونے سے صاف ثابت ہے کہ یہہ ودیا چیدہ چیدہ لوگونکو ہمیشہ سے حاصل ہوتی رہی ہے لیکن پہلے ہی پہل بغیر گرو یعنے مرشد کے کسی کو میسّر نہیں ہوئی لیکن اون مہاتماؤنکے اکثر پیرو کار بجائے خود ہادی بنے ہیں اونہوں نے اپنا علم ایک محدود فرقہ کے مذہبی احکام میں محدود کردیا اور اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک ہی گروہ کے اصول کی پیروی اوس فرقہ کے لوگوں نے کی اور دوسرونکو بالکل خارج رکہا اسلئے ہر ایک مذہب گویا بذات خود راستی عظیم کا ایک جزو ہے جسکو انسانکے نہایت وسیع خیالات کا ایک ایک چہوٹا سا مرکز بنایا گیا ہے اور جسکو اوس فرقہ والوں نے کل راستیونکا مجموعہ سمجہا*

س لیکن آپ کہتے ہیں کہ تہیوصوفی کوئی خاص مذہب نہیں ہے۔؟

ج بیشک برہم ودیا کوئی مذہب نہیں ہے کیونکہ یہہ جملہ مذاہب اور راستی مطلق کا لبّ لباب ہے جسمیں سے صرف ایک قطرہ کے برابر ہر ایک مذہب میں موجود ہے اور دریا کی طرح جملہ مذاہب اس بحر عظیم میں جا ملتے ہیں حاصل کلام سب کا منبع برہم ودیا

ج | ہے خواہ اسکو کسی نام سے نامزد کیا جاوے ✤

س | تو آپ کے نزدیک جسقدر بڑے بڑے مذاہب دنیا میں ہیں وہ سب اسی بریہم دریا سے نکلے ہیں اور جب اونکی غلطیاں اور تاریکیاں نکل جائنگی تو سب ایک ہی ہو جائینگی؟

ج | بیشک - اور جو تہیوصوفیکل سوسایٹی اب قایم کی گئی ہے وہ صرف بطور بیج کے زمین میں بویا گیا ہے اگر اوسکی حفاظت اور پرورش ہوتی رہے تو کسی زمانہ میں درخت راستی کا سرسبز ہوکر حیات ابدی کا پہل دیگا کیونکہ جملہ بڑے بڑے مذاہب اور اونکی فلاسفیاں پڑہکر بے رو ورعایت ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے سے منصف مزاجونکو راہ راست کے ملنے کے امید ہو سکتی ہے کیونکہ خواہ مطالعہ یا تلاش یا کسی کی رہ نمائی سے جب ہمکو مخفی مراد اور معنے کسی امر کے معلوم ہو جاتے ہیں تو اوس سے قانون قدرت کے کسی نہ کسی جز کا بہید ضرور ہی کہلجاتا ہے ✤

س | کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں ست جگ تہا اور جو بات آپ فرماتے ہیں کہ کسی روز حاصل ہونیکی امید ہو سکتی ہے وہ تو گویا ست جگ کا ہی لوٹکر آنا ہے یہہ کب ممکن ہوگا

ج | جب تک جملہ انسان اسباتکی ضرورت معلوم نکریں تب تک یہہ بات حاصل نہیں ہو سکتی اور جب تک سب غلطیاں صاف ہوکر اصل راستی قایم نہو جاوے تب تک ایسا ہونا ناممکن ہے ✤

س | لیکن جن چند اشخاص نے ایسی راستی کی ضرورت معلوم کر لی ہو اونکو تو ضرور اسبات کی تلاش ہوتی ہے کہ اپنا اعتقاد کس بات پر مستقل طور پر ٹھہرائیں آپ کہتے ہیں کہ اس سوسائٹی کے کوئی خاص اپنے اصول اور عقایدنہیں ہیں ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ اپنا اعتقاد جس پر چاہے رکہے اس سے تو کوئی بات فایدہ کی نظر نہیں آتی کیونکہ جنکا اعتقاد غلط فہمیوں پر مبنی ہے اگر وہ سوسائٹی میں شامل

ہوکر بھی اوسی سے پابند رہیں تو راستی حاصل کرنیکے غرض کسطرح پر بھی ہو سکتی
ہے کیا تہیوصوفی ہیں کچہہ عقایدبھی ایسے نہیں کہ جنکی پابندی سب پر لازم ہو

ج جوکہ یہہ کہا جاتا ہے کہ اس سوسائٹی کے کوئی خاص اصول اپنی نہیں ہیں اوس سے
یہہ مراد ہے کہ اونکے عام ممبرونپر کسی خاص طریقہ اور عقایدکی پابندی لازمی
نہیں ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ سوسائٹی دو درجونپر منقسم ہے یعنے درجہ
بیرونی واندرونی۔ جو درجہ اندرونی میں شامل ہیں اونپر البتہ ایک خاص فلاسفی
یعنے طریقت کی پابندی درکار ہے اور اوسکا مفصل حال کتاب سیکریٹ ڈاکٹرائن
میں درج ہے زمانہ قدیم کی دنیا میں جو فلاسفیاں ہیں اونکے اصول اسی پر
مبنی ہے اسلیئے یہہ سب سے افضل ہے *

پانچواں باب

اصول تہیوصوفی

ایشور اور پراتہنا کا ذکر

س آپ پرمیشور کو مانتے ہیں۔ ؟

ج یہہ جواب تب دیا جا سکتا ہے کہ جب یہہ معلوم ہو کہ تم پرمیشور کو کیا سمجھتے ہو۔

س ہم خدا کو سب کا مالک اور عالم کے پیدا کرنے والا اور پرم تما کے سمان سمجھتے ہیں ؟

ج اس قسم کے خدا کو ہم نہیں مانتے ہیں برہمانڈ سے علیحدہ اور نرگن جیسا گن جس خدا
میں ہو اور جسکو عالم کے بنانیوالا خدا کہتے ہیں ہم اوسکو خدا نہیں مانتے کیونکہ ایسے خدا

سے کے ماننے میں غور کیوقت بہت سی ضدیں یکجا جمع ہوکر غیر ممکن الوجود بنجاتا ہے اسلئے ہم ایسے خدا کو خدا نہیں مانتے ہیں +

س آپ کے وجوہات کیا ہیں ؟

ج وجوہات بہت ہیں اور سارونکا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن صرف چند وجوہات بیان کئے جاتے ہیں۔ خدا کو اننت انادی یعنے قدیم اور بعید مانا جاتا ہے یا نہیں۔

س ہاں ایسا ہی عموماً مانا جاتا ہے ؟

ج اچھا اگر بے انتہا یعنے لامحدود مانا گیا اور خصوصاً اگر محیط مطلق ٹھہرا تو اوسکی شکل کس طرح قایم ہوسکتی ہے اور وہ کسی چیز کا بنانیوالا کسطرح ہوسکتا ہے شکل سے کوئی حد ضرور لازم آتی ہے اور نیز اوسکا آدادرانت یعنے شروع اور آخر بھی ہونا چاہئے اور عالم بنانیکے لئے تجویز اور خیال کا بھی ہونا ضرور ہے جب یہہ بات ہی تو محیط مطلق یعنے کیول روپ کسطرح اون چیزونسے تعلق خیال کا رکھہ سکتا ہے کہ جو محدود ہیں اور شروع اور اختتام رکھتے ہیں پس عالم کے پیدا کرنیکے لئے لازم ہے کہ سرشٹی کرنیوالا کچھہ حرکت کرے حرکت کرنے سے محیط مطلق کے وصف میں فرق پڑتا ہے +

س اچھا پھر آپ خدا کسکو مانتے ہیں ؟

ج ہم اوس ایکت یعنے ناقابل بیان صفت کو خدا مانتے ہیں کہ جو سب چیز کی جڑ اور اصلیت ہے اور جس میں سب کچھہ ظہور پکڑتا ہے اور جس میں سب کچھہ ایک میعاد محدود کے بعد لے یعنے جذب ہوجاتا ہے +

س تو آپ کا مسئلہ گویا پورا ہمہ اوست کا مسئلہ ہے اگر آپ کا اصول ہمہ اوست

کا ہے تو آپ توحید کے ماننے والے نہوئے اور اگر آپ توحید کے ماننے والے نہیں ہیں تو گویا آپ ناستک یعنے منکر ہیں۔

ج ناستک کا ہونا تو لازم نہیں آتا کیونکہ ہمہ اوست والونکا مسئلہ اگر درست طور پر سمجھا جاوے تو اوس سے یہہ مراد نہیں ہے کہ ہر ایک پتھر اور ہر ایک درخت وغیرہ جو شئی دنیا میں موجود ہے ایک خدا ہے یا وہی خدا واحد ہے جیسا کہ اکثر سمجھتے ہیں اصل میں ہمہ اوست کے مسئلہ سے یہہ مراد ہے کہ خالق اور مخلوق دو علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں ہم جب خدا کو قدرت کامل مانتے ہیں یعنے مداحی اور ملیولد مانتے ہیں تو ہم اون لوگونکی طرح خدا کو ایک علیحدہ شخص نہیں مانتے کہ جو آسمان ظاہرہ کو خدا کا تخت اور اس مٹی کی زمین کو اوسکے پیر رکہنے کی جگہہ بتلاتے ہیں ہم اوسکو خدا مانتے ہیں کہ جو نہ تو کسی خاص بہشت میں موجود ہے نہ کسی خاص درخت یا مکان یا پہاڑ میں ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر ذرہ بمقدار میں جو نظر سے باہر ہے یعنے ہر ذرہ کے اندر اوپر اور گرد موجود ہے کیونکہ وہ ہی خود قدرت آفرینش و معدومیت ہے اور وہی حاضر و ناظر و قادر و ہمہ دان قدرت کاملہ ہے

س آپ تو کہہ چکے ہیں کہ خدا ایسی چیز نہیں ہے کہ جسمیں خیال کا ہونا قیاس کیا جا سکے تو پہر آپ اوسکو ہمہ دان کیوں کہتے ہیں +

ج ہم کہتے ہیں کہ بیحد مطلق میں خیال جو ایک محدود وصف ہے قرار نہیں دیا جا سکتا اور یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ جب بیحد مطلق کہا جاتا ہے تو وہ حیثیت مطلق اور احیثیت مطلق ہر دو سے خالی نہیں یعنے اثبات یا نفی کسی صفت کا قرار دینے سے شرط لا محدود مطلق کی قایم نہیں رہتی +

س | تو اس سے یہہ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک بیحد مطلق بہی خیال کر سکتا ہے۔

ج | نہیں وہ خیال نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ خود ہی خیال مطلق ہے وہ گویا ہندسہ کی ایک[1] کیطرح ہے کہ جو جملہ ہندسوں کا جڑ ہے گو اوس سے سب ہندسے شمار کے پیدا ہوئے ہیں لیکن وہ ہندسہ ایک کا ضرب دینے سے حیثیت اور صورت اپنی شکل اور ہندسوں کے تبدیل نہیں کرتا یعنے وہ ہی ایک بنا رہتا ہے یعنے اگر ایک کو ایک میں ضرب دیا جائے تب بہی ایک ہی رہتا ہے شکل اور ہندسوں کے تعداد اور صورت نہیں بدلتا جیسے دو کو دو میں ضرب دینے سے نتیجہ چار ہو جاتا ہے جسکی صورت اور مقدار دونوں میں اصل ہندسہ دو سے فرق پڑگیا اسیطرح اوسکی توحید میں کبھی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اور نہ اسکی حد قیاس میں آسکتی ہے۔ اوسکا وجود ہے لیکن کوئی موجود نہیں ہے کیونکہ فانی شئی یا مخلوق کی فہم اور نظر اوسکو نہیں پہچان سکتی اور نہ اوسکی نسبت کہاں اور کیسا اور کیوں کہکر تصفیہ کر سکتی ہے حاصل کلام ہمارا خدا قدیم اور لا فانی ہے جو ہمیشہ مخلوق کی صورت میں ظہور پکڑتا رہتا ہے نہ کہ آپ علیحدہ رہکر بناتا ہے یعنے یہہ مخلوقات اوسی کی جوہر میں سے آپ ہی ظہور پکڑ کر پہر آپ ہی اوسی میں سما جاتی ہے وہ ایک ایسا کرہ ہے کہ جسکا محیط قایم نہیں ہے یعنے جملہ اوصاف جو قیاس میں آسکتے ہیں وہ سب پر محیط یعنے خود وہی وصف ہے وہ قانون قدرت ہے کہ لا انتہا بعید از فہم و قیاس اور نا قابل بیان ہے یعنے جسکی کوئی حد نہیں اور جس تک کوئی محدود عقل نہیں پہونچ سکتی اور جسکو کسی زبان سے یا کسی اور طور پر بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

مرید | مینے ایک تہیوصوفسٹ کو بیان کرتے سنا تہا کہ جو کہ خدا ہر جگہہ موجود ہے

وہ خراب چیز وہئیں بہی ہے - چنانچہ اوس نے کہا کہ بچے ہوئے چرٹ کی راکھہ میں بہی موجود ہے تو کیا یہہ بے ادبی اور کفر محض نہیں ہے - ؟

ج ہماری دانست میں کوئی بے ادبی نہیں ہے کیونکہ وجہ موجہ کو کفر اور بے ادبی نہیں کہہ سکتے اگر ہم اسمبات کو نہ مانیں کہ وہ خراب چیز وہئیں بہی موجود ہے تو بیحد اور محیط مطلق کسطرح ہو سکتا ہے -

پرارتھنا یعنے دعا مانگنا

س کیا آپ پرارتہنا یعنے دعا مانگنے کے قایل ہیں یا نہیں - اور کبہی پرارتہنا کرتے ہیں !

ج ہم زبانی پرارتہنا نہیں کرتے بجائے اوسکے ہم عمل یعنے کرم کرتے ہیں -

س آپ قدیم لافانی ناقابل بیان خدا سے بہی دعا نہیں کرتے ہیں -

ج دعا کی ضرورت کیا ہے - جب ہمکو کافی شغل ہے - تو زبان سے نرنکار اور لا انتہا ناقابل بیان اور عالم الغیب کے آگے زبانی دعا سے کیوں وقت ضایع کریں ناقابل بیان بیحد خدا صرف جز کیصورت میں ایک دوسرے سے تعلق رکہہ سکتا ہے لیکن محدود تعلقات سے اوسکا وجود نہیں ہے درشن حکمت یعنے پیار ظاہرہ کا حصر باہمی فشکل صورتوں اور اونکے قانونوں پر قایم ہے دعا یا پرارتہنا پر قایم نہیں ہے -

س کیا آپ کے نزدیک دعا سے کچہہ فایدہ نہیں ہوتا -

ج عموماً جسکو پرارتہنا کہتے ہیں یعنے درخواست یعنے ظاہرہ الفاظ سے ناقابل بیان خدا سے کچہہ مانگنا اگر اسکو پرارتہنا کہتے ہیں تو اوس سے کچہہ فایدہ نہیں ہے -

ج کیا اور بہی کسی قسم کی پرارتہنا ہے -

ج بیشک۔ اُس پرار تہنا کو ہانشنک پرار تہنا یعنے انتری سبگتی بلکہ ہانشنک شکتی کہتے ہیں۔

س وہ پرار تہنا کس کی ہے۔

ج وہ پرار تہنا اوس ناقابلِ بیان خدا کی ہے کہ جسکا سب پسارا ہے۔

س کیا وہ اوس خدا سے جُدا ہے کہ جسکو عام لوگ خدا کہتے ہیں؟

ج ہاں وہ عالم کبیر سے جدا خدا نہیں کیونکہ اگر جدا ہو تو وہ خدا محدود ہو جاتا ہے۔ وہ بیحد ہے جو انسان میں بہی موجود ہے اور علیحدہ نہیں یعنے جو عالم کبیر میں ہے وہی جسم انسان یعنے عالم صغیر میں موجود ہے۔

س تو گویا آپ کے نزدیک انسان بہی ایک پرمیشور ہے۔

ج ایک پرمیشور نہیں پرمیشور ہی کہو کیونکہ جیو آتما ہی پرمیشور روپی ہے اور اوسیکو ہم پرمیشور جانتے ہیں اور جبکہ ہم ایشور کو سروبیاپک مانتے ہیں تو اوسکا وجود یعنے ظہور جو جسم انسان میں جیو آتما یعنے روح کی صورت میں ظاہر ہے اوسی کو ایشور کیوں نہ مانا جاوے وہی جیو آتما انسانکا چیتن روپ یعنے آگاہی ہے اور اوسکو کسی اور علیحدہ سروپ کو اپنے سے جدا سمجھنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بائیبل میں لکھا ہے کہ تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارا جسم خدا کا تخانہ ہے اور جوہر الہی یعنے روح تمہارے میں رہتی ہے لیکن اسلئے یہہ نہیں کہنا چاہئے کہ وہ جیو آتما یعنے روح انسان سے علیحدہ ہے یعنے انسانکی دُعا سُن سکتا ہے یا اوس جوہر بیحد سے علیحدہ ہے کہ جسکا وہ جزو ہے کیونکہ اصل میں سب ایک ہی ہے دعا مانگنے والا اور دعا سننے والا اگر دونوں جدا جدا ہوں تب تو دعا کرنیکی ضرورت ہے جب انسا نہیں

جونسی چیز دعا کرنے والی ہے اور وہی چیز سننے والی ہے تو پھر دُعا کی ضرورت کیا رہی - ہماری پرارتھنا اصل میں ایک راز ہے کہ جس طریقہ سے محدود خیالات اور خواہشات جوکہ بذاتِ خود یعنے اپنے معمولی حالت میں اوس بیحد ناقابل بیان آتما روپی خدا تک نہیں پہونچ سکتی ہیں اونکو ابھیاس یعنے شغل کے ذریعہ سے چیتن شکتی بنا دینا اسکا نام پرارتھنا ہے یعنے ہمارا شوق کامل اور پریم ہماری پرارتھنا کو ایسا پارس بنا دیتے ہیں کہ وہ ہی چیتن شکتی کریا شکتی بنکر سرشٹی اور پرکاش اپنی مرضی کے موافق کرنیکے قابل بن جاتی ہے -

س کیا آپ کی رائے میں پرارتھنا ایسا گپت طریقہ ہے کہ اوس سے ظاہرہ یعنے پرکاش مان نتیجے پیدا ہو سکتے ہیں -

ج بیشک ہو سکتے ہیں مانسک شکتی یعنے قوت تصور چیتن شکتی بن جاتی ہے لیکن افسوس اون گپت ودیا کے عالموں اور تھیوصوفسٹوں پر ہے کہ جو ایسی شکتیونکے حاصل ہونے پر کام آدک اچھیا یعنے ہوس دنیاوی کو دبانے اور معدوم کرنیکے بجائے اور اپنی آتما سے یہہ درخواست کرنیکے بجائے کہ بجائے میری مرضی کے جو کچھ تیری مرضی ہو وہ ہونے دے اپنی مانسک شکتیونکی دھاریں خود غرضی اور ناپاک غرضونکی طرف رجوع کر کے کام لیتے ہیں اسی کو فن جادوگری یا روحانی جادو کہتے ہیں جسکو پرمارتھی لوگ ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے بڑے بڑے مدبران سلطنت اور حکمران فوجی اسی قسم کی پرارتھنا عمل میں لاتے ہیں یعنے جب کسی ملک کو سر کرنا یا کسی دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے تو فوج کشی سے پہلے خدا سے ہر دو فریق یہہ دعا مانگتے ہیں کہ اسے خدا تو ہمیں ہماری دشمنونکی

گلا کاٹنے میں مدد دے اور ایسی دعا اوس خدا سے وہ لوگ مانگتے ہیں کہ جنکے
خدا کا یہہ حکم ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے محبت کرو اور جو تم سے نفرت کرے تم
اوس سے نیکی کرو معلوم نہیں کہ اونکو اپنے خدا سے یہہ دعا مانگنا کس نے سکھلایا
کہ اے خدا تو ہمارے دشمنونکو مار دے اور ہمکو اونپر فتحیابی بخش اسلئے ہم زبانی دعا
مانگنے کے قایل نہیں ہیں*

س اگر آپ زبانی دعا کو نہیں مانتے ہیں تو دنیا میں اتنے مذہب اور فرقے اور اقوام جو خدا
اور دیوتاؤنکی پرستش کرتے ہیں اور بعضے ناپاک روحونکی پرستش کرتے ہیں
اور دعا مانگتے ہیں تو کیا وہ سب ہی غلطی پر ہیں اور دعا مانگنے سے کچھہ بھی فائدہ نہیں ہے

ج اسکا جواب تو پہلے آچکا ہے اونکی پرارتھنا زبانی گڑگڑا کر درخواست کرنا نہیں ہے
بلکہ زمانہ سابق میں پرارتھنا سے مراد اوپاسنا یعنے شکتیونکو بلانا اور جگانا
تھا۔ ہندوؤنکے منتروں سے وہی مراد ہے۔ اور براہمن اوسکو کہتے ہیں کہ جو
معمولی دیوتاؤں سے زیادہ شکتی رکھتے ہوں چنانچہ وہ اون دیوتانکو یعنے اون
شکتیونکو کہ جن پر وہ خود قادر ہوتے ہیں اون منترونکے ذریعہ سے جگا کر یعنے
وہ شکتیاں اپنے میں پیدا کر کر کام لیتے ہیں یہی اونکی پرارتھنا اور اوپاسنا تھی پرارتھنا
یعنے دعا۔ ور۔ یعنے برکت اور سراپ یعنے بددعا اور غضب دونونکے نازل
کرنیکے لئے ہو سکتی ہے چونکہ خاصہ عموماً انسانکا خود غرضی کا ہے اور عموماً انسان صرف
اپنی روٹی کی دعا مانگتا ہے بجائے اسکے کہ وہ کام کرے کہ جس سے روٹی
ملے اور جب خدا سے یہہ دعا مانگتا ہے کہ صرف ہمکو ہی لالچوں اور برائیوں سے
بچا اور وں سے کچھہ غرض نہیں تو اسکا نتیجہ دوہری خرابی کا ہوتا ہے ایک تو یہہ

کہ اپنے ہمت ہارتا ہے اور دوسرے اپنی معمولی عادت خود غرضی کو دوچند اور زیادہ مضبوط کرتا ہے ہم وصل روحانی کے قایل ہیں اور ہمارے خالق کے ساتھہ جب حالت وجد میں وصل حاصل ہوتا ہے جس حالت کو حالتِ زندگی میں سمادہی اور بعد موت سے نروان کہتے ہیں اوس ابیکت یعنے ناقابلِ بیان آنند کے ہم قایل ہیں محدود مخلوق یعنے دیوتا - اولیا - فرشتہ وغیرہ سے پرارتہنا کرنیکو ہم بُت پرستی سمجھتے ہیں اور ابیکت بیحد سے پرارتہنا کرنیکی ضرورت نہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا اسلیے بجاے بیفایدہ زبانی دعا مانگنے کے ہم اون اعمال کو یعنے اون کرمونکو پرارتہنا سمجھتے ہیں کہ جنکے نتیجے یعنے پہل اچھے ہوں +

س اُسکو تو اکثر لوگ آہنکار اور کفر کہینگے کیا یہہ بات نہیں ہے ؟

ج ہرگز نہیں بلکہ جو شخص اسکو آہنکار اور کفر کہتا ہے وہی خود آہنکاری اور کافر ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ بیحد ناقابلِ بیان خدا اوسکی محدود خواہشونسے تعلق رکہتا ہے اور اوسکی خود غرضی اور جہالت کی بہری ہوئی درخواستونکو مان لینے والا ہے اور وہی لوگ جو اوسکو عالم الغیب کہتے ہیں پہر بہی شور مچا کر اور گڑگڑا کر زبانی دعا مانگنے کے بغیر نہیں رہ سکتے اور یہہ نہیں سمجھتے ہیں کہ بغیر دعا مانگنے کے بہی وہ عالم الغیب اونکی خواہشونکو معلوم کر سکتا ہے بدہ دیوا اور حضرت عیسیٰ ہر دو یہہ کہتے ہیں کہ کچہہ مت مانگ اوس خدا سے جو خود کچہہ نہیں کر سکتا بلکہ عمل کر کیونکہ اندہیرا کبھی روشن نہوگا خاموش سے کچہہ نہ کہو کیونکہ نہ وہ کچہہ بول سکتا ہے نہ سن سکتا ہے اور حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ جو کچہہ تو ہمارے نام سے مانگے گا وہ ہم کرینگے جسکی مراد اصلی یہہ ہے کہ صرف اوس پرماتما کو مانوں

اور اوس سے ملکر کام کرو کہ یہہ وہیہہ جسکا مندر ہے +

س | آپ کی رائے میں کس کی شکتی سے انسان اپنی خواہشات اور خود غرضیوں پر غالب آسکتا ہے ؟

ج | اپنی ایشور روپی چیتن آتما سے یعنے روح آگاہ اور اپنے کرم ہونے +

جیو آتما کہاں سے آتا ہے

س | انسانکا جیو آتما کہاں سے آتا ہے ؟

ج | کوئی سرگن ایشور اسکو انسانکے جسم میں پھوک مارکر داخل نہیں کرتا جیساکہ بہت سے عقاید کے لوگ سمجھتے ہیں - آتما کہیں سے نہیں آتی وہ سرب بیاپک یعنی سب پر محیط ہے اور ہر جگہہ اور ہر شئی میں موجود ہے -

مختلف محل یعنے آورنو نمیں - یعنے ظرف کے مطابق اوسکی مختلف حالتیں اور کیفیتیں معلوم ہوتی ہیں - اوسکے آورن یعنے ظرف یا خرقہ کے بدل جانے کا نام آنا اور جانا کہا جاتا ہے - اور چونکہ آورن یعنے ظرف کئی قسم کا ہوتا ہے اسلئے ہر آورن کے لئے جُدا جُدا نام یا درجہ مقرر کیا گیا ہے - چنانچہ

(۱) پرماتما یعنے **سپرٹ** یا **روح** محیط کی دو کیفیتیں ہیں -

(اول) **شُدھ** یعنے پاک جو سرب بیاپک یعنے سب پر محیط ہے -

(دوم) **بدھستھ** یعنے جسکا ظرف بدھی یعنے عقل ہے - یہہ حالت صرف انسان میں ہی ہے - اسیکو تھیوصوفی میں سپرچوال سول کہتے ہیں -

(۲) آتما کی جو کیفیت انسان میں بُدھی یعنے عقل اور من یعنے ضمیر کے ملے

رہنے سے ہوتی ہے اوسیکو جیوآتما ہیومن ایگو - روح انسانی - انانیت روحانی
یا احدیت روحانی یعنے ہیومن سول کہتے ہیں یہی چت یعنے چیتن ہے جسکو آگاہی کہتے ہیں۔
(۳) جیو یعنے جان یہہ صورت ہر جاندار میں ہوتی ہے اور اوس حالت کو پران
کا لک تنتو یعنے جوہر نفس اور خواہشات کا مجموعہ کہتے ہیں اسیکو روح حیوانی
یعنے انی مل سول کہتے ہیں۔ اور یہی حرکت یعنے موشن ہے -
(۴) چوتھی کیفیت اوسکی جڑ یعنے بیجان چیزوں میں ہے۔ اسیکو جوہر عناصری یعنے
تتو یا مادہ کہتے ہیں اور انگریزی میں اسیکو انی منل سول کہتے ہیں -
سمندر میں ایک قسم کی مچھلی نہایت لطیف جسم والی جسکا جسم حباب کی مانند
ہوتا ہے پیدا ہوتی ہے اوسکو انگریزی میں جیلی فش کہتے ہیں اوسکا جسم
ایسا لطیف ہوتا ہے کہ وہ صرف دیکھنے ہی میں جاندار متحرک صورت معلوم
ہوتی ہے لیکن ہاتہہ لگانے سے بالکل معدوم ہوجاتی ہے جسطرح اس مچھلی کا جسم
سمندر سے پیدا ہوکر پہر سمندر میں ہی ملجاتا ہے اوسیطرح پرماتما روپی سمندر
سے آتما اور جیو وغیرہ مختلف کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں کوئی اونکو گہڑ کر نہیں بناتا -
انسان میں جو آتما ہے اوسی کا نام جیوآتما ہے اور اوسی کو میں یا ہم یا
آہنگ کہا جاتا ہے۔ جسم کا نام میں نہیں ہے یہہ آتما لافانی لازوال اور
قدیم ہے اور دُکہہ سوکہہ وغیرہ اسی چیتن کے ذریعہ سے من کو اور من کے
ذریعہ سے اندریونکو اور اندریونکے ذریعہ سے جسم کو محسوس ہوتے ہیں
اگر یہہ آتما یعنے روح ایشور جدا جدا گہڑکے ہرایک جیو میں ڈالتا ہو۔ تو اوسکی
دانائی اور ہمہ دانی میں نقص پڑتا ہے اور پہر دیا اور انصاف اوسمیں عاید نہیں

ہو سکتے ۔

اسپارہ میں ایک پادری صاحب کی بحث جو ایک بُدہ دہرمی سے ہوئی تھی اُسکا خلاصہ لکہا جاتا ہے اوس بُدہ نے پادری صاحب سے سوال کیا کہ آپ کے ہاں خدا نے جو حکم حضرت موسیٰ کو دیے کیا وہ حکم صرف انسان کی تعمیل کرنیکے واسطے ہے اور خود خدا کے توڑنیکے لئے یا دونوں کے عمل کے لئے۔ پادری صاحب نے کہا کہ خدا جو آپ نہیں کرتا وہ دوسرے سے نہیں کراتا پہر بُدہ نے سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ خدا قانون نہیں توڑتا اور کوئی روح بغیر اُسکی مرضی کے پیدا نہیں ہو سکتی یعنے وہی پیدا کرتا ہے تو پہر خدا جو زنا کو سخت گناہ بتلا کر منع کرتا ہے ایسے بچوں کو روح کیوں دیتا ہے کہ جو حرام کاری سے پیدا ہوتے ہیں اسمیں جب روح داخل کی تو ایک حکم جس سے کہ حرام کاری کی معاونت کی گئی اوسکو آپ ہی بُرا نہ سمجہا پس اسصورت میں اگر روح خدا نے پیدا کی تو وہ شریک حرام کاری بہی ہوا کیونکہ بغیر اوسکی مرضی کے حرام کاری بہی نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت میں حرام کار والدین اور خصوصاً بیگناہ بچے کو کسطرح گناہ کی سزا ملسکتی ہے یعنے اونکو سزا دینا کسطرح قرین انصاف ہو سکتا ہے اس سوال پر پادری صاحب نے اپنی گہڑی دیکہکر کہا کہ اب وقت تنگ ہو گیا اب زیادہ بحث کی فرصت نہیں ہے +

س آپ کو معلوم نہیں ہے یہہ سب بہید کی باتیں ہیں اُنکی بابت کہوج کرنیکی اونکے مذہب میں ممانعت ہے ۔

ج معلوم تو ہے لیکن ایسی بے بنیاد اعتقاد کو ہم مان نہیں سکتے نہ ہم یہہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارا اعتقاد مانو ہمنے صرف تمہارے سوال کا جواب دیا ہے جو بہید تم

کہتے ہو اوسکے معنے سوائے ناواقفیت کے اور کچھ نہیں ہیں۔

باب چھٹا کیفیت انسان

مسئلہ توحید

س | ایشور اور جیو اور منش کی کیفیت علیحدہ علیحدہ فرمائی کہ جس سے معلوم ہو کہ یہ کیا ہیں۔

ج | یہ تینوں ابتدا ہیں اور اصلیت ہیں برہمانڈ اور ہر شئی موجودہ برہمانڈ کیطرح اوس ایکت۔ اناد ی۔ اننت واحد لاشریک کے جو ہرے ہیں یعنے وہ بیحد سب میں بیپت یعنے سب پر محیط اور سب اوسمیں داخل ہیں غرض کل پسپارا ایک ہے اور کل پسپارے کا مجموعہ ایک ہے ہم سرشٹی کو گھڑا ہوا نہیں مانتے صرف وقتاً فوقتاً غائب سے ظہور میں آنیکا نام سرشٹی ہے اور یہہ سب ظہور اپنے اپنے درجہ کے موافق مختلف مقررہ معیاد اوقات میں پورے ہوتے ہیں *

س | اسکو مفصل طور پر سمجھائے ؟

ج | تمثیل یہہ ہے کہ فرض کیجئے کہ معمولی آفتابی سال جسمیں دو شش ماہی شامل ہیں اور اون دونوں ششماہی میں کتب شمالی میں ایک ششماہی دن اور دوسری ششماہی رات ہوتی ہے تو گویا ہماری معمولی سال کے حساب سے تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن کا ایک دن ہوا جو ہمارے ہاں صرف چوبیس گھنٹہ کا ہوتا ہے اسی طرح ہر ایک درجہ کا ظہور با معدودیت کا عرصہ بموجب مقدار اوس درجہ کے کم یا زیادہ ہوتا ہے اور اسی تفریق کو جگ منوانتر۔ پرلے اور مہا پرلے وغیرہ کہا گیا ہے۔

سرشٹی - مایا

س وہ کون ہے جو ہر دفعہ سرشٹی کو پیدا کرتا ہے۔

ج پیدا کوئی نہیں کرتا وہ خود ہی ظہور یعنے پرکاش پکڑتا ہے یعنے غیب سے نمودار ہوتا ہے غرض وہ ست روپ انادی۔ اننت گویا ایک ایک جھلک سی سرشٹی کے ظہور کا باعث ہوتا ہے اور اس جھلک یا چمکارے کو برہمانڈ کی سرشٹی کہا جاتا ہے لیکن ہم اسکو مایا یعنے ناپائدار دہوکہ کی چیز یعنے اسّت سمجھتے ہیں اور صرف اوسی انادی۔ اننت۔ ایکت روپ کو جو ہمیشہ قائم رہتا ہے ست جانتے ہیں۔

س اسطرح تو گویا آپ اور ہم بھی صرف دہوکے کی چیزیں اور اسّت ہیں؟

ج جبکہ ہم اپنے تئیں علیحدہ علیحدہ جیو مانتے ہیں یعنے آج ایک جسم ہیں اور کل دوسرے جسم ہیں تو آج جس جسم میں داخل ہوکر اپنے تئیں ہم قرار دیتے ہیں کل وہی ہم ایک دوسرے نام کے جسم میں داخل ہوکر اوسی کو ہم سمجھتے ہیں تو بیشک دہوکہ اور ناپائدار ہوئے کیا وہ چمکارا شالی روشنی کا جسکو آرورا بوری ایلس کہتے ہیں اور اصلی دکھائی دیتا ہے۔ اصلی ہے۔! ہرگز نہیں۔ البتہ وہ سبب جہانسے وہ روشنی پیدا ہوتی ہے مستقل اور ست ہے باقی ناپائدار ظہور ہے۔

س میری صاف سمجھہ میں نہیں آیا کہ یہہ دہوکہ یعنے مایہ روپی برہمانڈ کسطرح پیدا ہوتا ہے یعنے اچیتن ہستی سے چیتن ظہور کسطرح پیدا ہوتا ہے۔

ج ہمارے محدود چیتن کے نزدیک وہ اچیتن ہے اور بیحد چیتن گویا بیحد اچیتن ہے اصل میں یہہ برہمانڈ یعنے رچنا اپنی غائب حالت سے سب سے پہلے نہایت لطیف اور اوسکے بعد درجہ بدرجہ کثیف ظہور پکڑتا پکڑتا سات مختلف درجے یا طبقے کے بعد

کثیف تر حالت یعنے دنیا کی موجودہ صورت یعنے ورش جگت برہمانڈ روپ پہنچاتا ہے
اور ایسے ایسے بڑے بڑے برہمانڈ ہیں جسمیں مثل ہمارے برہمانڈ کے دنیا۔ چاند۔ سورج وغیرہ
بہی موجود ہیں جنکی حیثیت خاصیت شکل صورت وغیرہ ہمارے برہمانڈ سے مختلف
بیان کئے جاتے ہیں ❊

س اسکا ثبوت کیا ہے ؟

ج اسکے ثبوت کو عالم لوگ کبھی نہ مانینگے لیکن یہہ ہزاروں برس کے تجربونکا نتیجہ
اور بڑے بڑے پہونچے ہوئے سنت۔ اولیا۔ پیغمبر۔ اوتار۔ منی
رشی وغیرہ کی آنکہونسے دیکھی ہوئی بات کا علم اور اوسکا بیان ہے جس سے
زیادہ اور کوئی ثبوت معتبر اور قابل یقین نہیں ہوسکتا ❊

س کیا آپ اسلیئے اسپر پختہ یقین کرتے ہیں ؟

ج تہیوصوفی میں یقین اور اعتقاد کا لفظ ہی نہیں ہے صرف علم یعنے گیان جو دیکھنے
سے اور تجربہ سے حاصل ہوتا ہے اوسپر تہیوصوفی مبنی ہے نہ کہ بحث مباحثہ
کے نتیجوں اور دلیلونپر۔

سات طبقہ اس دنیا کے یعنے اوسکے سات درجہ یا حالتیں

س آپ کے کہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دنیا گویا سات دانونکی ایک لڑی میں سے پچھلا دانہ ہے۔

ج ہاں۔ لیکن چونکہ باقی چھہ دانے پرکاش یعنے ظہور کے اوس حالت یعنے اوس درجہ
کے نہیں ہیں کہ جس درجہ کی یہہ دنیا یعنے ساتواں دانہ ہے اسلیئے وہ چھہ دانے
ہماری معمولی آنکہونسے نظر نہیں آتے

س کیا بوجہ فاصلہ زیادہ ہونیکے وہ نظر نہیں آتے ؟

ج نہیں اگر فاصلہ کا سبب ہوتا تو چاند۔ سورج وغیرہ ستارے جو بہت فاصلے سے واقعہ ہیں وہ کیوں نظر آتے باعث نظر نہ آنیکا یہہ ہے کہ ہماری قوتیں صرف کثیف درجے یعنے طبقہ پر کام کرتی ہیں لطیف درجوں تک نہیں پہونچتیں درجوں سے مراد حالت ہے اور ہر ایک حالت کے دیکھنے یا معلوم کرنیکے لئے قوتیں بھی ویسی ہی درکار ہیں

س مختلف درجونکی قوتوں سے کیا مراد ہے اسکی کوئی تمثیل دیسکتے ہیں۔

ج تمثیل دینے کی تو کوئی چیز نہیں البتہ کسیقدر اوسکی حیثیت کے تبدیل ہونیکا قیاس انسانکے جاگنے کی حالت کو حالت خواب سے مقابلہ کرنے پر ہو سکتا ہے یعنے جیساکہ خواب میں انسان باوجود بند ہونے آنکھونکے جو کہ بیداری کی حالت میں دیکھنے کا آلہ ہے سب چیز مثل اصل چیز و نکے دیکھتا ہے اور باوجود نہ پہونچنے کسی آواز بیرونی کے وہ حالت خواب میں گفتگو سنتا ہے بغیر ہلانے زبان کے اوسکا جواب دیتا ہے گویا اپنے کثیف جسم کی قوتونسے کوئی کام نہیں لیتا تاہم اپنی لطیف جسم کی لطیف قوتونکے ذریعہ سے سب کارروائی مثل اپنے جسم کثیف کے کرتا ہوا اپنے تئیں معلوم کرتا ہے جسکی بابت اوسکے پاس والے کو کچھ بھی خبر نہیں ہوتی ہے اسی طرح ہر ایک درجہ کے کام کے لئے اوسی درجہ کی قوتیں مطلوب ہوتی ہیں حاصل کلام تہیوصوفی کے نزدیک انسان دو حصونپر منقسم ہے ایک روحانی اور دوسرا جسمانی۔ خیال کرنے والے حصہ کا نام روحانی اور خیالات کو قبول کرنے اور اونکے بموجب حتی الامکان عمل کرنے والے کا نام جسمانی حصہ ہے اسلئے روحانی حصہ تین حالتوں یا خاصیتونسے مرکب سمجھا جاتا ہے اور جسمانی حصہ چار صورتوں یا خاصیتوں یا حالتونسے مرکب سمجھا گیا ہے ان ساتوں خاصیتونکا مجموعہ انسان ہے ❖

انسان کے سات حصے یعنی حالتیں یا درجے یا غلاف

س انسان کی سات حالتوں سے کیا مراد ہے کیا اس سے روح یعنے آتما اور جیو یعنے جیوآتما اور دیہہ یعنے جسم مراد ہے۔

ج نہیں۔ روح اور جیو یعنے آتما اور جیوآتما مختلف عقیدہ کے لوگوں نے مختلف طور پر سمجھکر اونکی شناخت میں ایسا ایک جھمیلا ڈالدیا ہے کہ نہ آتما کی کیفیت اور نہ جیوآتما کی ماہیت صاف طور پر سمجھہ میں آتی ہے چنانچہ انگریزی میں سپرٹ اور سول کے معنے میں بھی ایسا ہی جھمیلا پڑا ہوا ہے کبھی تو سپرٹ کو سول اور کبھی سول کو سپرٹ کہا جاتا ہے ٹھیک ٹھیک تقسیم نقشہ ذیل سے اچھی طرح سمجھہ میں آجائیگی ۔

نام حالت یا درجہ یا غلاف	کیفیت
اول ستھول شریر	یہہ دیہہ یعنے جسم عناصری یعنے غلاف بیرونی ہے جسمیں چمڑا ۔ گوشت ۔ رگ پٹھے چربی ۔ ہڈی ۔ خون ۔ مغز اور بیرج وغیرہ شامل ہیں ۔
دویم پران	یعنے جان یہہ سب سے لطیف عنصر یعنے نفس ہے جسکو زندگی یعنے حرکات کا ذریعہ مانا جاتا ہے اور جسکو سنسکرت میں پانچ قسم کی وایو ۔ پران ۱ ۔ اپان ۲ ۔ ویان ۳ ۔ سمان ۴ اور اودان ۵

کیفیت	نام حالت یا درجہ یا غلاف
کہا ہے اور جس سے جسم کی مختلف حرکات عمل میں آتے ہیں ۔	
یہہ غلاف اول کا مثنیٰ یعنے اون ہی عناصر کا اور بعینہٖ اوسی شکل کا اور اوسی قدوقامت کا ایک لطیف خول ہے کہ جسکا کثیف خول جسم بیرونی ہے یہہ جسم یعنے غلاف چہونے کے قابل نہیں لیکن بعض اوقات نظر سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ پران وایو اسکے ذریعہ سے غلاف بیرونی یعنے جسم بیرونی پر اپنا کام کرتی ہے یعنے پران اور جسم بیرونی کے درمیان میں لنگ شریر گویا راستہ ارتباط باہمی کا ہے ۔	سوم لنگ شریر
یہہ خواہشات نفسانی اور کام ۔ کرودہ ۔ لوبہ ۔ موہ آہنکار وغیرہ خواص حیوانی یا انسانی کا غلاف ہے اور اسی غلاف کے بعد سے آتما یعنے انسان کا لا فانی حصہ جسکو جیوآتما یعنے ادنے درجہ کا روحانی حصہ کہتے ہیں شروع ہوتا ہے ۔	چہارم کام روپ
اس میں انتہ کرن یعنے خیال کرنیوالا دل شامل	پنجم من

نام حالت یا درجہ یا غلاف	کیفیت
	ہے اس من کے دو حصے ہیں اوپر والہ حصہ بدہی یعنے عقل مداد کے ساتھہ شامل ہے اسکو اعلی درجہ کا من یعنے جیو آتما کہتے ہیں اور اس من کا نیچے والہ حصہ کام روپی اچہیا وغیرہ کے خول سے لگا ہوا ہے -
ششم بدہی	اسکو پرماتما کی دہار یعنے کرن کا راستہ کہا جاتا ہے اور اسکو تہیوصوفی میں سپرچوال سول کہتے ہیں گویا یہہ انسان کا چہٹا غلاف ہے -
ساتواں آتما (نوٹ - واضح رہے کہ تہیوصوفی میں لفظ آتما بجائی پرم آتما کے استعمال کیا گیا ہے)	جو سب سے سوکشم اور پرماتما کی دہار اور چیتن سروپ ہے اور جو اننت - اِنادی اور ابیکت روپی ایشور کی ایک دہار ہے -

واضح رہے کہ من کا اوپر کا حصہ جو بدہی سے ملا ہوا ہے اور بدہی اور آتما جو کہ پرماتما کی ایک دہار ہے یہہ تینوں ملکر جیو آتما کہلاتے ہیں اور یہی انسانکے مرجانیکے بعد قایم رہکر دوبارہ دیہہ دہارن کرتا ہے اور اسکی رہائی یعنے آزادی کا نام مکتی ہے اور یہی تینوں انسانکا روحانی حصہ ہے اسیکو ہایر ایگو کہتے ہیں اور من کا دوسرا حصہ جو کہ کام روپی خول یعنے خواہشات سے لپٹا ہوا ہے یعنے جو خود ہی اچہیا روپ بنا ہوا ہے اور جسکو کام روپ کہا گیا ہے معہ لنگ شریر اور پران اور استہول شریر کے جسم حیوانی یعنے جیو یا جاندار کہلاتا ہے -

جیو اور آتما کی تفاوت

س سنا ہے کہ برہم ودیا والے ہر ایک شخص کا ناش یعنے گم ہو جانے شخصیت کو نروان یا مکتی کہتے ہیں۔

ج نہیں ہم ایسا نہیں مانتے۔ یہہ لوگوں کا غلط خیال ہے۔ بالکل نروان یعنے شخصیت کا مطلق نیست و نابود ہو جانا بہت ہی شاذ و نادر ہے اور عموماً جو قانون عام ہے وہ یہہ ہے کہ شخصیت کی علیحدگی جو فانی ہے وہ گم ہو کر ایک لافانی چیتن آتما سروپ ہو جاتا ہے اور صرف نیچے والے چار حصے یعنے کام روپ لنگ شریر پران اور ستھول شریر جب یہہ چاروں خول جس سے جیو یعنے شخصیت علیحدہ ہوتی ہے اوتر جاتی ہے تو آتما ایک کی ایک رہ جاتی ہے اور جدا کرنیوالی کثافتیں بیچ میں سے نکل جاتی ہیں یعنے صرف وہ حصہ جسکو جیو کہا جاتا ہے نیست و نابود ہو جاتا ہے اور اکثر یہہ حصے مرنے پر یا اوسکے کسیقدر عرصہ بعد نظر سے گم ہو جاتے ہیں۔

س تب آپکے نزدیک دوبارہ یعنے بعد مرنیکے اسی جسم کا پھر زندہ ہونا ممکن نہیں ہے۔

ج ہرگز نہیں۔ یہہ جسم بجنسہ پھر نہیں زندہ ہو سکتا۔ جو کہ اوپر غلاف یعنے خولوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے پیاز کے چھلکوں کے طرح علیحدہ علیحدہ چھلکہ مراد نہیں ہے ان خولوں سے صرف گن یعنے خاصتیں مراد ہیں البتہ جسم اور پران اور لنگ شریر جو موت کے بعد فنا ہو جاتے ہیں وہ ہی اسطرح کے چھلکے یعنے غلاف ہیں جو فانی ہیں اور خول صرف چیتن کے درجہ سے مراد ہے یعنے ست

صرف ایک جیو آتما ہے جو عرصہ زندگی میں قایم رہکر اپنے لافانی جوہر کو قایم رکھتا ہے (گو اوسکے وصف یعنے صورتوں میں تفاوت اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے) اور اوسیکا نام من ہے۔ جو لوگ ایسا مانتے ہیں کہ من اور چیتن بغیر مادہ کے کام نہیں کر سکتی ہم یہہ اونکی غلط فہمی سمجھتے ہیں کیونکہ کیا وہ مادہ کی جملہ صفتوں سے واقف ہیں اگر مادہ کی کسی صورت کا نام من اور چیتن ہو تو اوسکے برخلاف وہ کیا بحث رکھتے ہیں کہ مادہ اور روح دونوں کا مجموعہ لطیف تر جو ناقابل بیان اور حواس سکے ہے اوسکو بیحد اور لا انتہا چیتن روپ ایشور برہم وغیرہ کے نام سے نامزد کیا گیا ہے جیو آتما صرف اوسی مادہ اور روح کے بے انتہا مجموعہ کا ایک نہایت کم حصہ ہے جو چیتن آتما ہے۔ جو اپنی حیثیت کے موافق آنند یا بہشت کا سامان بنا لیتا ہے گو اس بیحد اور بے انتہا آنند کو نہ پا سکے۔

س دیباچن کسکو کہتے ہیں۔

ج جسکو دیو لوگ کہتے ہیں۔ یعنے من کے آنند کی ایسی حالت جو خواب کی مانند ہوتی ہے لیکن اس سے زیادہ دیرپا ہے اور حقیقت اصلیت کی رکھتی ہے اکثر اچھی روحوں کا حال بعد مرنے کے یہی ہوتا ہے ؎

باب ساتواں

جسمانی اور روحانی انسان

س آپ جیو کو امر یعنے لافانی جانتے ہیں یہہ بڑی اچھی بات ہے ۔؟

ج ہم جیو کو لافانی نہیں جانتے صرف آتما یعنے روح کو لافانی مانتے ہیں اور وہی ایک دفعہ جسم کے مرنیکے بعد پھر دوسری دفعہ دوسری جسم میں جنم لیتا ہے۔

س آتما اور جیو میں کیا کچھہ فرق ہے۔

ج بہت بڑا فرق ہے۔ آتما کسی خاص جسم انسانی کی ملکیت نہیں۔ یہہ جوہر الہی ہے کہ جسکا کوئی جسم یا شکل یا وزن نہیں ہے اور جو دیکھنے میں نہیں آسکتا اور جزو نہیں تقسیم نہیں ہو سکتا جو وجود نہیں رکھتا ہے لیکن پھر بہی ست ہے۔ فانی انسانپر صرف اسکا پرتوہ ہوتا ہے اور جو انسانمیں داخل ہوتا ہے اور جو تمام انسانپر محیط ہے وہ اسی کی سروبیاپی دہار یا کرن یا رشمی ہے جو بدہی کے ذریعہ یعنے راستہ سے پرکاش یعنے ظہور پکڑتا ہے اوسیکا نام آتما ہے۔

س میں تو اب تک جان یعنے جیو کو ہی آتما سمجہتا تہا۔

ج یہہ بات درست نہیں ہے جیو میں اور آتما میں بڑا فرق ہے آتما بجنسہ انسان میں داخل نہیں ہو جاتی صرف اپنی دہار یعنے رشمی کم یا زیادہ جیو پر پہونچاتی ہے جو مانسک یعنے ضمیری اور آتمک یعنے روحی کارن بہوت یعنے جوہروں کا مجموعہ ہے بعضے یہہ مانتے ہیں کہ آتما سروبیاپک پرماتما سے جدا ہو کر جیو میں داخل ہوتا ہے اور زندگی کی حالت میں جسم کے اندر کارن بہوتونکے خول میں قید رہتا ہے لیکن ہمارا یہہ اعتقاد نہیں ہے کہ ہم صرف یہہ مانتے ہیں کہ کارن بہوت کے لطیف خول میں صرف آتما کی دہار یعنے کرن ہوتی ہے اور ہم یہہ کہتے ہیں کہ جیو کو امرپد کے حاصل کرنے یعنے لافانی بننے کے لئے یہہ لازم ہوتا ہے کہ اوس واحد منبع کی طرف چڑہے اور اوسمیں داخل ہو جائے کہ جسکی کرن اوسپر پہونچتی ہے اور اوسصورتمیں بہی چیتن یعنے گیان شخصیت کا موجود رہتا ہر گو وہ حالت

اننت یعنے دامی ہوتی ہے البتہ ایسے جیو جو نہایت پاپی اور جادوگر ہوتے ہیں اور
جو کسی جنموں سے بُرے کام کرتے آتے ہیں ممکن ہے کہ وہ باریک رشتہ جو کہ آتما کی کرن
کا اوسکے ساتھہ ہے درجہ بدرجہ ایسا باریک ہو جائے کہ آخر کار اوسکی روشنی گویا
اوسپر سے بالکل جاتی رہے تو درجہ بدرجہ اوسکا چیتن یعنے شخصیت کا گیان بالکل
جاتا رہتا ہے اور انسانکی شخصیت بالکل نیست و نابود ہو جاتی ہے اگر زندگی کے عرصہ
میں جیو آتما کا باہم اچھی طرح تعلق پیدا نہ کیا جاوے تو جیو مثل اور جیوانوںکے ہو جاتا ہے
اور درجہ بدرجہ اوسکی شخصیت گم ہو جاتی ہے۔ لیکن آتما کی شخصیت پھر بھی قائم رہتی
ہے اور ایسی صورت میں چونکہ آتما پر جیو کے کسی نیک اعمال کا اثر موجود نہیں ہوتا ہے
اسلئے دیوا چن کے آرام کا موقعہ اوسکو بہت کم ملتا ہے اور فوراً اپنا تجربہ حاصل کرکے
نجات حاصل کرنیکی غرض سے پھر جنم لیتا ہے اور جنم لینے سے پہلے ایسی آتمائیں کچھہ
عرصہ تک سورج لوک وغیرہ میں چین کر لیتے ہیں۔

س آئی سس انویلڈ میں تو یہہ لکھا ہے کہ دیوتا یعنے وہ روحیں یا فرشتے جو
کہ سورج لوک وغیرہ میں رہتے ہیں اس دنیا میں پھر آدمی بنکر جنم نہیں لینگے۔

ج یہہ نہیں لکھا ہے کہ انمیں سے کوئی بھی جنم نہ لیگا بلکہ یہہ لکھا ہے کہ کچھہ درجہ اعلیٰ کی ایسی
روحیں اس دنیا پر جنم نہیں لینگے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ وہ پچھلے دنیاؤں سے آزادی
حاصل کرکے وہاں پہونچی ہیں اسلئے وہ اس دنیا میں جنم لیکر پھر انسانکے خرقہ میں
نہیں آئینگے البتہ جب برہم پرلے یعنے اونکے درجہ کی میعاد ختم ہو جائیگی تب اونکو
بھی جنم لینا پڑیگا انسان اور جیوانوںمیں فرق صرف یہہ ہے کہ جیوانوںمیں کارن بھوتوں
کا عکس جیو کی صورت میں رہتا ہے اور انسانوںمیں جیو آتما کا نام پاتا ہے یعنے کارن

بہوت بڑا تفرقہ رہتے ہیں یہی مسئلہ حکمت میں سب سے باریک ہے۔ اور اسجگہ
اکثر حکما نے دہوکہ کہایا ہے اور بڑے بڑے داناؤں نے کارن کا رج سے مخلوط
کرکے غلطی کہائی ہے جس انانیت نے امر پد یعنے درجہ لافانی حاصل کرلیا ہے
وہ دنیا میں ہر ایک جنم میں اپنی شخصیت قایم رکہتی ہے لیکن اس سے یہہ مراد نہیں
ہے کہ اوسکی دیہہ جواب رام پرشاد نام رکہتے ہے وہی جسم بعد مرنیکے بہی اوسکی
شخصیت قایم رکہنے کیلئے ضرور ہو اسلئے ممکن ہے کہ جیوا اور اوسکا ستہول شریر دونوں
لطیف عنصر یعنے تنت بنکر مفقود ہوجائیں اور اونکو اپنی شخصیت کی خبر نہ رہے لیکن
انانیت اعلی پہر بہی بذات خود جیتین اور اپنی احدیت کو قایم رکہے گو کہ اوسکا
تجربہ جو جیو کے ساتہہ حاصل ہوا ہو جیو سے علیحدہ ہونیکو وقت بالکل جاتا رہے۔

س — اگر روح یعنے آتما انادی ہے اور پہلے ہی سے اپنا علیحدہ وجود رکہتی ہے اور جیو آتما
بہی ویسی ہے تو وہ بہی اننت آنادی ہے تو پہر انسان یا حیوان چاہے جسطرح
کے اعمال کرے اوسکی انانیت کسطرح گم ہوسکتی ہے۔؟

ج — یہہ اصول بالکل غلط ہے کہ ہم سب برہم روپ اور امر ہیں اگر اسکے درست معنے
سمجہائے جاتے تو دنیا کی حالت بہت اچہی ہوتی لیکن درستی سے نہیں سمجہا یا گیا
افلاطون وغیرہ حکما یونان نے یہہ قرار دیا کہ انسانکی روح یعنے آتما سروبیاپک
پرماتما سے نکلی ہے اور انکے نزدیک وہ پرماتما آکاش روپی ہے اسلئے وہ کارن بہوت
جسکو وے آتما کہتے ہیں وہ خالص جوہر نہیں ہے کہ جسکو فیثاغورث موناس اور
ہم آتما بدہی کہتے ہیں کیونکہ جیو آتما بدہی کا کارج یعنے نتیجہ ہے یعنے آتما بدہی کے
سوکشم پرکاش کا نام جیو ہے انسانکی روح یعنے جیو آتما اور بدہی جسکو روحانی کہا جاتا ہے

ہر دو نونکا وجود دامی ہے لیکن جیوآتما آہنگ روپ یعنے اپنی شناخت قایم رکہتا ہوا
پہلے سے بذات خود علیحدہ موجود ہے اور جیو یعنے جان بیاپک چیتن کی جز
یعنے اچیتن جز و کیطرح پہلے سے موجود ہے اور یہہ دونوں اوس بے انتہا اور
بیحد خزانہ نور سے بنے تہے لیکن جیسا کہ آتش پرست فلاسفروں نے بیان کیا
ہے کہ آگ میں دو قسم کے جوہر موجود ہیں ایک عیان یعنے جو دکہلائی دیسکتا
ہے دوسرا نہاں کہ جو نظر سے غائب ہے اور اونکے نزدیک روح حیوانی
اور روح الٰہی دو علیحدہ علیحدہ روحیں ہیں ام پیڈو کلیز کا یقین مستحکم
یہہ تہا کہ جملہ انسان اور حیوان میں دو دو روحیں ہیں اور ارسطاطالیس ایک
روح کا نام روح عقلی اور دوسری کا نام روح حیوانی رکہتے ہیں اور ان فلاسفرونکی
رائے یہہ ہے کہ روح عقلی یعنے بڑی روح محیط کے اندر سے آتی ہے اور دوسری
یعنے روح حیوانی - روح محیط کے باہر سے پیدا ہوتی ہے ✤

س کیا روح یعنے آتما جو نیک و بد کی تمیز کرنے والی ہے اور جسکو آپ ایگو کہتے ہیں کوئی مادہ ہے

ج مادہ تو نہیں لیکن شئی ضرور کہنا چاہئے کیونکہ انادی مادہ کہنے سے ہی تو کوئی شئی ہی
کہا جائیگا ہم کہتے ہیں کہ وہ ایسا مادہ ہے کہ جو روح کے ساتہہ انادی اور اننت رہتا
ہے لیکن وہ مادہ نہیں ہے جو ہمارے مادہ کی تعریف میں آسکے یعنے وہ
ایسا مادہ نہیں ہے کہ جو دیکہنے میں چہونے میں یا تقسیم میں آسکے بلکہ ایسے مادہ کا
لطیف سے لطیف جوہر ہے روح پاک صرف عدم سے ایک درجہ درے یعنے
ہستی مطلق ہے جب تک تم اس بات کو نہ مانو کہ انسان اصلی لطیف سے
لطیف مجموعہ جوہر مادی و روحانی سے پیدا ہوا ہے اور درجہ بدرجہ مادہ و روح کے

مجموعہ یعنے ہر دو کے جوہر لطیف سے کثیف ہوتا ہوا کثیف تر مادہ بنگیا ہے تو جیو آتما
کسطرح لافانی سمجہا جا سکتا ہے اور اوسی پہر کسطرح احدیت روحانی اور نیز انسان
فانی کہا جا سکتا ہے -

س اچھا پہر جیو آتما کو ہی پرماتما یعنے خدا کیوں نہیں مانتے - ؟

ج جیو آتما محدود نام ہے اور پرماتما بے انتہا اور بیحد ہے اور بے انتہا کی کوئی شکل
یا کوئی خاص حالت نہیں ہے کہ جسکا کچہہ نام رکہا جاوے آہنگ کار یعنی انانیت
جسکو ہوں میں کہتے ہیں صرف بذات خود یعنے اپنی اصلیت سے لافانی ہے اوس
کی صورت فردیت یا احدیت لافانی نہیں ہے جب جیو آتما کا دورہ ختم ہوجاتا
ہے تو وہ اپنی ابتدائی حالت میں مستحیل ہوجاتا ہے اور جب اوسکا آہنگ کار یعنے
ہوں میں مٹ جاتا ہے تو وہی روح پاک یعنے ایکت بن جاتا ہے - انانیت
کی صورت اوسکی میعاد قیام یعنے مہامنونتر تک ہی لافانی ہے اور اوسکے بعد
وہ روح محیط یعنے ایکت بنجاتا ہے اور اپنی علیحدگی یعنے آہنگ کار اور انانیت قایم
نہیں رکہتا ہے اور جیو آتما یعنے وہ چیتن کہ جسکے ذریعہ سے بدہی میں آہنگ کار
یعنے اپنے پچہلے جنم کی شخصیت کی یادگار قایم رہتی ہے یہہ صرف دیباچن کی میعاد
تک باقی رہتی ہے اور بعد اوسکے شل اور بے شمار پچہلے جنمونکے یادگار ذخیرہ یادداشت
میں شامل ہوجاتی ہے - جب خدا کو بیحد مانا جاتا ہے تو محدود حالتیں اوسپر کب
عاید ہو سکتی ہیں صرف وہی جوہر لافانی ہیں کہ جنکو آتما نے باہم اسطرح پیوست
کر دیا ہے کہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہو سکیں یعنے بدہی اور من - حاصل کلام بدہی
اور من یہہ دونوں جوہر آتما کی نورسی ملکر جیو آتما کہلاتے ہیں - بدہی آتما اور من دونوںکے درمیان

کا راستہ ہے یعنے اسکے ذریعہ سے آتما کی کرن یا دہار من پر پہونچتی ہے اور من جب اسی دہار کے ذریعہ سے اور بدہی کے راستہ سے اوپر کو چڑہتا ہے تو آخر کار اوس ایک خزانہ میں جا پہونچتا ہے کہ جو اوسکا اصلی مقام ہے اُسی جیو آتما کو یعنے آتما بدہی من کے مجموعہ کو بہت سی کتابوں میں صرف آتما کہا گیا ہے اصل میں روح حیوانی فانی ہے انسانی جسم میں مُنش تین جز درجہ اعلی کے رکہتا ہے یعنے آتما بدہی اور من اور اگر وہ ایسا انسان ہو کہ جسکا تعلق آتما سے کٹ گیا ہو تو وہ فقط خواہشات حیوانی رکہتا ہے اور آتما کی روشنی اوسکے اندر نہیں سمجھی جاتی ؎

س جبکہ آپ کہتے ہیں کہ روح کی اصلیت ذات الٰہی ہے تو گو آپ کے عقیدہ کے بموجب عذاب اوسکو انسان کے جسم میں نہیں پہونچا پہر بہی وہ لافانی کیوں نہیں ہوسکتا

ج اصل میں ہر ایک ذرہ مادہ کا بذات خود لافانی ہے البتہ اپنے فردیت کے علم میں یعنے آہنگ کار کی آگہی کی حالت میں لافانی نہیں ہے یعنے سب حالات وقتاً فوقتاً بدلتی رہتے ہیں اور ہر ایک شئی کی اوسی حالت کا نام ایکت اناد ی اور اننت ہے کہ جسکے بعد اور کوئی تبدیلی ممکن القیاس نہیں ہے یعنے جو بدہی یعنے عقل کا خاتمہ اور انتہا یعنے عقل مطلق ہے جسکے معنے صرف ست یعنے وجود ہستی اور چت یعنے چیتن اور آنند یعنے فرحت مطلق ہے۔

سورگ یعنے بہشت کا آنند اور نرک یعنے جہنم کی سزا اوسکا اور نروان یعنی مُکتی یا تکلیفات سے نجات کا ذکر

س چونکہ بعض مذاہب کا عقیدہ ہے کہ مرنیکے بعد اچہی روحونکو آرام ابدی بہشت میں

اور بُری روحونکو عذاب ابدی جہنم میں ملیگا آپ اسکے قایل ہیں یا نہیں -

ج جسطرح سے عام لوگ اوسکو سمجھتے ہیں اور خصوصاً یہہ امر کہ سزا یا جزا ابدی ہیں اسکے ہم قایل نہیں ہیں لیکن سزا اور جزا کے وجود کے ضرور قایل ہیں اور ہم کرم یعنے اعمال کو مانتے ہیں کہ جسکا قانون انصاف مطلق اور دانائی مطلق پر مبنی ہے اسلئے ہم مدامی اسایش یا مدامی تکلیف کو نہیں مانتے ہیں کیونکہ اسکے ماننے سے انصاف قایم نہیں رہتا ہے اور انصاف کے لئے ایسے قانون کی ضرورت ہے کہ سزا بمقدار گناہ مقرر ہو یعنے تہوڑی سے گناہ کے لئے زیادہ سزا اور تہوڑی سی نیکی کے لئے اوس مقدار سے زیادہ جزا یا انعام یہہ دونوں صورتیں انصاف سے بعید ہیں کیا ایسا خدا کہ جسکو سب لوگ دانا اور رحیم اور منصف مانتے ہیں اوسمیں وہ خاصتیں اوس درجہ کی بہی نہوں کہ جو فانی انسانمیں قیاس کی جا سکتی ہیں -

س اسکے علاوہ مدامی سزا اور جزا کے نہ ملنے کی آپ کے نزدیک کوئی اور بہی وجہ ہے -

ج بہت بڑی وجہ ہمارے نہ ماننے کی یہہ ہے کہ ہم آواگون یعنے تناسخ کے قائل ہیں اور ہم اسسبات کو نہیں مانتے ہیں کہ جتنے بچے دنیامیں پیدا ہوتے ہیں سب کے واسطے علیحدہ علیحدہ روحیں تیار کیجاتی ہیں ہم یہہ مانتے ہیں کہ ہر ایک جسم مثل اور جسمونکے آتما کا آدہار ہے یعنے جیسے چند برتنونمیں پانی بہر کر آفتاب یا چاند کی روشنی میں رکہکر دیکہنے سے ہر ایک برتن میں ایک ایک پورا سورج وچاند بذاتہ علیحدہ علیحدہ دکہلائی دیتا ہے اور بموجب تعداد برتنونکے اونکی تعداد بہی کم و بیش معلوم ہوتی ہے گو کہ اصل میں سورج یا چاند ایک سے زیادہ نہیں ہیں -

س لیکن یہہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ روحونکے پیدا کرنے میں اور ایک پرکاش

ان روح سے مختلف روحونکے بنجانے میں کیا فرق ہے ۔

ج فرق یہہ ہے کہ جب اصلی منبع کو بلا تشخصیت اور بے انتہا مانا جاتا ہے تو وہ بنانے یا پیدا کرنیکی محدود صفتونسے کب موصوف ہو سکتا ہے کیونکہ بنانیکے لئے تجویز اور خیال اور مرضی ہر ایک محدود صفت کی ضرورت پڑتی ہے جس سے اوسکا بھید اور ایکیت ہونا قایم نہیں رہتا چونکہ یہہ سبہاو مطلق یعنے عادت مطلق ہے کہ ہمیشہ پرکاش یعنے ظاہر اور گپت یعنے غایب ہوتا رہتا ہے اور ہر ایک سرشٹی کے ابتدا میں اپنی ہی جوہر ونکو پرکاش کرتا ہے اور اسطرح سرشٹی نہیں کرتا ہے کہ تہوڑے سال بعد اسکو پچہتانا پڑے اور پہر سرشٹی کا ناش کرنیکی ضرورت ہو کیونکہ اگر ایسا مانا جاوے کہ پرمیشور روحونکو بناتا ہے تو یہہ بات کب معقول ہو سکتی ہے کہ تہوڑی تہوڑی زندگی کے لئے روحیں بنائی جاویں اور کوئی امیر اور کوئی غریب کوئی خوش اور کوئی دکہیا پیدا ہوویں حالانکہ اوس سے پہلے ایک کے حالات اچھے اور دوسریکے برے ہونیکی کوئی بہی وجہ پیدا نہوئی ہو اور اگر بلا وجہ ایک کو سکہی اور ایک کو دوکہی کرتا ہے تو اوسکا انصاف کہاں رہا اسلئے ہم کرم یعنے اعمال کے قایل ہیں اور جسکو ہم خدا کہتے ہیں وہ روحونکے پیدا کرنیوالا یعنے بنانے والا نہیں ہے وہ پیدا کرنے اور ناش کرنیکی صفتوں سے مبّرا ہے پیدایش اور ناش ۔ سُکہہ اور دُوکہہ وغیرہ سب ہموں میں یعنی آہنگ کار کے فعل ہیں

س تناسخ یعنے روح کا بار بار دیہہ دہارن کرنا یعنے جسم اختیار کرنا جسکو جنم لینا کہتے ہیں سوائے ہندونکے کوئی اور بہی مانتا ہے اور کسی اور مذہب سے بہی یہہ بات پائی جاتی ہے ۔

ج بیشک فایلو جوڈیس ۔ ڈیسیم نائس صفحہ ۵۵ ہ میں لکہتا ہے کہ ہوا روحوں سے پُر ہے اور انہیں سے جو زمین کے قریب فانی جسمونکے ساتہہ باندہے جانیکے لئے

اوترتی ہیں اور دوسرے جسمونمیں رہنے کی خواہش کرکے اونمیں داخل ہوتی ہیں ظہر
ہیں لکھاہے کہ روح خدا کے حضور ہیں اپنی آزادی کے لئے فریاد کرتی ہے اور کہتی
ہے کہ میں اس جہان میں خوش ہوں دوسرے جہان میں نہیں جاناچاہتی کہ
جہاں میری خود اختیاری جاتی رہیگی اور ہرایک قسم کی ملوثات سہنی پڑینگی تب
خدا نے جواب دیا کہ یہہ اجل کا قانون اٹل ہے چاہے تیرا جی چاہے یا نہیں تجھے ضرور پیدا
ہونا پڑیگا اگر اندہیرا نہو تو روشنی کی شناخت کیونکر ہو اور آنند کی قدر کب رہی
اگر دوکہہ سے اوسکی قدر نہ پہچانی جائے یعنے سہ قدرِ عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید
اور اپنے نیک اعمال یعنے کرم کا پہل کس طرح مانگتا ہے کہ جب تک خواہشوں اور طمع
نفسانی کی بھٹی میں سے بے داغ نہ نکل آوے کوئی شئے اننت اور اچل یعنے ناقابل
تبدیلی نہیں ہے سوائے ذات الٰھی کے اور جو کچہہ کہ محدود ہے خواہ اس وجہ سے
ہوکہ اوسکی ابتدا ہے خواہ اِس وجہ سے ہو کہ اوسکا خاتمہ ضرور ہے یکساں قایم
نہیں رہ سکتی یا تو بڑہیگی یا گھٹی گی یعنے اوسکا رُخ یا تو ترقی کیطرف یا تنزل کیطرف
ہوگا چنانچہ کوئی روح جو ہمیشہ اپنی اصلیت کیطرف رُخ رکہتی ہے اوسپر لازم ہے
کہ تناسخ کے درجونمیں دورہ کرتی ہوئی اپنی صفائی حاصل کرکے مدامی آنند یعنے
آرام حاصل کرے جسکو ظہر ہیں محبت کا محل لکہا ہے اور جسکو ہندو موکش
اور بدہ مذہب والے نِروان کہتے ہیں تاہم یہہ ساری حالتیں محدود ہیں مدامی
یعنے اننت نہیں ہیں ۔

س اسمیں تو دوبارہ جنم لینے یعنے تناسخ کا کچہہ ذکر نہیں پایا گیا ؟

ج جب روح یہہ فریاد کرتی ہے کہ مجھے اسی جگہ رہنے دو تو ثابت ہوا کہ جنم لینے سے

پہلے بہی اوسکا وجود تہا تو پہر ہر ایک جسم کیواسطے ایک نئی روح کا بنانا کہاں ثابت ہوتا ہے اور ظہر کے جلد ۳ صفحہ ۶۱ سے صاف ظاہر ہے کہ تناسخ اوسوقت بہی مانا جاتا تہا کیونکہ لکہا ہے کہ اون روحونکو کہ جو بہشت میں خالق پاک سی علیحدہ ہوئیں اونہوں نے اپنے تئیں تحت السرا میں ڈالا اور جان لیا کہ اونکو پہر ایکدفعہ زمیں پر اوترنا پڑیگا

س آپ کی بحث سے تو ایک اور نئی بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ آپکی نزدیک نروان سے مراد بہشت اور سُرگ آدک کا آنند پانا ہے لیکن کچہہ عالموں نے نروان کے معنے نیست و نابود ہو جانا لکہا ہے ؟

ج نیست و نابود ہو جانے سے اصلی مراد صرف جسم اور علیحدہ شدہ مادہ کا منتشر ہو جانا ہے اور کچہہ نہیں - برہم میں لے ہو جانے یا پرماتما میں ملجانے سے جو یہہ مراد سمجہی جاتی ہے کہ نیست و نابود ہو جانا ہے یہہ بات غلط ہے البتہ جیو یعنے روح کی انانیت اوس حالت سے پہلے گم ہو جاتی ہے لیکن آگاہی نہیں گم ہوتی اور جیسے اس انسانکے معمولی حالت میں پچہلے جنم کی کوئی بات یاد نہیں رہتی اوسیطرح موکش یعنے ذات میں ذات ملجانے کے بعد جو پہر سرشٹی ہوتی ہے تو پہر نئی سرے سے انانیت قایم ہوتی ہے اور پہلے جتنے جنمونکے سُکہہ دُکہہ کا تجربہ ہوا ہوتا ہے وہ سب بہول جاتا ہے پس گو انانیت پہلے ہی نروان سے گم ہو جاتی ہے آگاہی نہیں جاتی -

س میری یہہ باتیں صاف صاف اچہی طرح سمجہہ میں نہیں آئیں اگر مہربانی سی اور زیادہ مفصل کر کے سمجہا دیں تو شاید سمجہہ میں آجادیں -

ج جب تک تم اچہی طرح نہیں سمجہوگے کہ مُنش کس کس تت یا گنہونسے بنا ہوا ہے اور مرنیکے بعد اوسکی کیا کیا حالتیں ہوتی ہیں تب تک یہہ باتیں اچہی طرح سمجہہ میں

نہیں آویگی - اسلئے اب تمہیں انسان کی مختلف صورتوں یعنے جزونکا حال سناتے ہیں کہ جسکو آتم تت کہتے ہیں تم غور سے سنتے جاؤ -

س ہاں یہی جھمیلے میری سمجھ میں نہیں آتے کوئی تو انسان کی پانچ کیفیتیں یعنے حالتیں اور کوئی سات حالتیں اور کوئی تین حالتیں بتاتے ہیں -

ج اگر اصل میں غور سے سمجھا جاوے تو سب ہی کی مراد ایک ہی سی پائی جاویگی کسی نے دو دو حالتونکو ملاکر ایک حالت اور کسی نے ایک ایک حالت کو دو دو یا تین تین حصونپر علیحدہ علیحدہ نام رکھکر بیان کئے ہیں اسی لئے کسی نے پانچ اور کسی نے چھہ اور کسی نے تین حالتیں لکھیں ہیں اصلیت میں جو راست اصول ہیں اونمیں کچھہ فرق نہیں ہے - مثلاً ترک راج جوگ والوں نے انسانکو تین حصونپر تفریق کیا ہے ایک استھول اپادہی یعنے کثیف مادہ اور ایک سوکشم اپادہی یعنے لطیف مادہ اور ایک کارن اپادہی یعنے لطیف تر مادہ یا جیو آتما ہو بار بار دیہہ دہارن کرتا ہے اور چوتہا سروبیاپک ابیکت پرماتما -

ہماری تقسیم کے بموجب سات حصونمیں سے دو دو حصے ترک جوگ والونکے تینوں حصونمیں شامل کرنے سے چھہ حصے ہوتے ہیں اور ساتواں آتما ملکر انسانکی پوری صفتیں بنتی ہیں اوسی طرح اونکے ہاں کے تین صفتونمیں چوتھی ملکر پوری ہوتی ہے اگر ہم ستھول شریر اور لنگ شریر کو ستھول اپادہی اور پران اور کام روپ کو سوکشم اپادہی اور من اور بدہی کو کارن اپادہی اور آتما کو ابیکت پرماتما قرار دیں تو وہی مطلب نکلتا ہے - منش کا چیتن یعنے سُرت یا آتما جس جس وقت جس جس حالت یعنی خول پر کام کرتا ہے وہ خول یا حالت ایک علیحدہ نام سے نامزد کیا جاتا ہے

فرض کرو کہ انسانکو تین حصونپر تقسیم کیا جاوے تو ایک تو ظاہر اجسم اور دوسرا خیال کرنیکی طاقت جو عقل حیوانی سے تہوڑا سا اونچا درجہ رکھتی ہے اور جو جان یا روح حیوانی سے مراد ہے اور تیسرے وہ عقل جس سے انسانکا درجہ حیوانوں سے بڑہکر ہوا جس سے وہ اشرف المخلوقات کہلایا تو جب ہم ان تین حالتونکو علیحدہ علیحدہ حصونمیں تقسیم کرینگے تو کیا صورت پیدا ہوتی ہی۔ اول پرماتما یعنے روح محیط جسکے اوصاف انسانکی عقل سی بیان یا معلوم ہونیکے قابل نہیں ہے یعنے جو بیحد اور بے انتہا ہے۔ اور جو چہوٹے سے چہوٹے نقطہ موجودات کے جوہر پر بہی محیط ہے اوسکو جوہر انسان شمار کرنا فضول ہے بلکہ یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اوس بیحد میں سے صرف ایک ذرہ ہمیقدار کی برابر جگہہ انسانکا وجود اور اوسکا جسم روکے ہوئے ہے پس وہ نقطہ بہی انسانکی طرح محض فرضی اور خیالی ہے یعنے محض وہم ہے جسکو سنسکرت میں مایہ کہتے ہیں اور جب تک ہم سب اوس وہم میں گرفتار ہیں باہم ایک دوسرے کا اور خصوصًا اپنا وجود اور ہستی کا گمان کرتے ہیں اور اس وہم کے ایام کا نام زندگی ہے مبتدی کے سمجہانیکے لئے یہہ تفریقیں قایم کی گئی ہیں اور علم رازمیں اس ساتویں جوہر کو یعنے روح محیط کو یا پرماتما کو چہٹے جوہر یعنے عقل کا جسکو بدہی کہتے ہیں مجموعہ قرار دیا ہے اور بدہی یعنے عقل کو جو چہٹا جوہر ہے ساتویں جوہر یعنے روح محیط کا مرکب قرار دیا ہے یعنے بدہی۔ روح کی دہار انسان تک پہنچنے کا راستہ یا ذریعہ ہے اور اسیبا تمیں ایک راز نہایت مخفی ہے جو عوام پر مکشوف نہیں کیا جاسکتا اگر اوسکے کہولکر بیان کرنے میں کچہہ حرج نہوتا تو یہہ امر اور

بہی سریع الفہم ہوجاتا اور اوس راز کے مخفی رکہنے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ بہید خاص اُس قوت
کے متعلق ہے کہ جسکے ذریعہ سے انسان اپنا جسم لطیف اپنے اختیار سے اور اپنی مرضی
سے باہر نکال سکتا ہے اور اوس سے عجیب عجیب قسم کے کام لے سکتا ہے جو
انسانکی معمولی قوتوں سے باہر ہیں اگر نا اہل لوگوں کو وہ قدرت حاصل ہو جائے تو
خلقت کو بہت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اسلیئے یہہ راز نہایت احتیاط سے مخفی رکہا
جاتا ہے اور جب تک کسی شخص کی عادات اور اعمال کی نسبت مرشد کو پورا اطمینان
نہو جاسے۔ اوس راز کا کہولنا ممنوع ہے۔ عقل یعنے بدہی جو کہ روح کا مرکب ہے
اور روح یہہ دونوں ملکر اس حالت تک کوئی صفت اور شخصیت نہیں رکہتی ہیں
اور یہہ دونوں جوہر روحانی جوہر کہلاتے ہیں تیسرا جوہر انسانکا روح انسانی یعنے جیو آتما
ہے یہی انسانکی ضمیر یعنے من ہے اور اس ضمیر کے دو حصے ہیں ایک حصہ کو ہوش
یعنے عقل حیوانی اور دوسرے کو تمیز یعنے دانائی انسانی کہتے ہیں اور یہہ دونوں وہ جوہر ہیں
کہ جس سے حیوانی خیال یا فکر اور انسانی تمیز یا دریافت میں فرق کیا جاتا ہے یعنے
بے تمیز انسانکو بہی حیوان ہی کہا جاتا ہے۔ ضمیر یعنے من کے اعلی جزو کا نام تمیز اور
دانائی ہے اور جزو ادنی کا نام عقل حیوانی ہے اور یہی دو نام آئیندہ مستعمل ہونگے
یعنے ضمیر ادنے کو عقل حیوانی اور ضمیر اعلی کو دانائی کہا جاویگا ہر ایک انسانمیں
ضمیر کے یہہ دونوں حصے موجود ہیں کسی میں عقل حیوانی غالب ہے اور کسی میں
دانائی غالب ہے چونکہ دانائی یعنے ضمیر اعلی چہٹے جوہر یعنے بدہی یا عقل روحانی
سے توصل قریبی رکہتی ہے اس سبب سے وہ ہمیشہ خیالات اعلی و ترقی روحانی
کیطرف مائل ہے۔ اور ضمیر کا حصہ ادنی جو خواہشات و حوایج نفسانی کے ساتھہ

تو حصل قریبی رکھتا ہے وہ ہمیشہ عقل ناقص اور بُری کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہے
چوتھا جوہر انسانکا خواہشات نفسانی کا ہے جسکو کام یعنے اچھّا کہتے ہیں اور جو ضمیر
اونکے کا مقام یعنے قیام گاہ ہے - پانچواں جوہر انسانکا جسم لطیف ہے کہ جو چھٹے
جوہر یعنے پران یا جانکا مرکب یا آدھار ہے اور چھٹا جوہر پران یعنے جان ہے ساتواں
جوہر جسم یعنے دِہ انسانی ہے اطبّا انسانکے جسم کی ان تفرقیوں سے واقف نہیں
ہیں اور غالباً اسیوجہ سے ابتک طحال کی بابت اونکو کچھہ معلوم نہیں ہوا ہی
کہ اوس سے کیا فایدہ ہے یہہ آلہ جسم لطیف کا مقام ہے علیٰ ہذا القیاس انسانکے
جسم میں جانب راست جو ایک خاص آلہ ہے کہ جو کام یعنے خواہشات کا مقام
ہے اونکو ابتک کچھہ پتا نہیں لگا ہے کہ جسم کا اوس سے کیا کام نکلتا ہی اسیطرح
انسانکے دماغ میں ایک اور آلہ ہے جسکو پائنیل گلینڈ یعنے مثلث گلٹی کہتی ہیں
اوسکے بابت فقط یہہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک سخت گرہ ہے جسمیں ریتے کی
مانند کچھہ شئے ہے حالانکہ وہی انسانکی ضمیر اعلیٰ یعنے عقل روحانی اور قوت روحانی
کا مقام ہے اور وہی اعلیٰ سے اعلیٰ عقل اور جملہ طاقت قدرتی کا منبع ہے +

س — اب آپ بتلائیے کہ انسانکے ساتوں جوہروں میں سے وہ کونسا جوہر ہے کہ جو باربار
جنم لیتا ہے جیساکہ آپ مانتے ہیں -

ج — وہ جوہر خیال کرنے والا جوہر روحانی ہے کہ جسکو جیوآتما یعنے روح انسانی کہتے
ہیں اور وہی جوہر انسانکا لافانی کہا جاتا ہے اور وہی ضمیر کا مقام ہے حاصل
کلام جیوآتما من یعنے ضمیر ہی ہے وہ نہ تو پرماتما یعنے روح محیط ہے اور نہ روح
اور عقل یعنے آتما بدہی کا مجموعہ ہے کہ جسکو انسانکا جوہر الہی کہتے ہیں - ضمیر

اور عقل یعنے بدہی اور من یہہ دونوں ملکر کارن شریر یعنے احدیت روحانی بنتے ہیں اور یہی چیتن یعنے آگاہی ہے۔ کہ جو شخصیت کا تعلق پیدا کرتے ہیں۔ حاصل کلام ایک ہی روح انسانیں تین صورتیں یا حالتیں رکھتی ہے ایک روح حیوانی اور دوسرے روح انسانی اور تیسرا جوہر روحانی۔ صورت اول یعنے روح حیوانی کا بعد مرنیکے کچھہ قایم نہیں رہتا اور صورت دوسری یعنے روح انسانی جو ضمیر یعنے من سے مراد ہے اوسکا جوہر روحانی اگر ناپاک اور کثیف نہ ہوگیا ہو تو قایم رہتا ہے اور تیسرا یعنے جوہر روحانی کہ جو علاوہ اپنی خاصیت ہستی کی ضمیر اعلیٰ کے ساتھہ متوصل رہنے کے سبب سے اپنے میں چیتن یعنے آگاہی احدیت کی پیدا کرلیتا ہے۔ اور آگاہیت الہی کا جزو بنجاتا ہے۔ ہمیشہ قایم رہتا ہے۔ لیکن ان سب باتونکے سمجھانیکے لئے اول اصول تناسخ کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے +

باب ہشتم

تناسخ یعنے اواگون کا بیان

یادداشت یعنے ذہن کیا شئی ہے۔

س تناسخ کا ثابت کرنا ایک مشکل سی بات معلوم ہوتی ہے ابتک کسی شخص نے مجھکو تناسخ کے بارہ میں کوئی ثبوت قابل اطمینان نہیں دیا سب سے پہلا اعتراض تو یہہ

ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہ ملا کہ جو اپنا پچھلا جنم یاد رکھتا ہو چہ جائیکہ یہہ بھی یاد رکھتا ہو کہ وہ پچھلے جنم میں کون تھا۔

ج تمہارے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ تناسخ کے یقین نکرنیکی سب سے بڑی وجہہ یہہ ہے کہ اگر تناسخ صحیح ہے تو کسیکو پچھلے جنم کی بات یاد کیوں نہیں رہتی ہے لیکن میری دانست میں صرف یاد نہ رہنے کی وجہہ بتلا دینے سے تناسخ کا مسئلہ ثابت نہیں ہو جائیگا اور علیٰ ہذالقیاس یاد نہ رہنے کی وجہہ سے تناسخ کا مسئلہ غلط نہیں قرار دیا جاتا۔

س آپ کے وجوہات کیا ہیں؟

ج وجوہات یہہ ہیں اوّل تو معمولی عالموںکو ضمیر کی مختلف کیفیات ہی معلوم نہیں ہیں دوئم اوسکی مخفی طاقت اور قدرت اور اوسکے حالات وجہہ اعلیٰ سی وہ بالکل بے خبر ہیں یا پہلے تم بتلاؤ کہ تمہارے نزدیک یادداشت کیا شئی ہی

س عام لوگ تو ضمیر کے یعنے خیال کی اوس قوت کو یادداشت کہتے ہیں کہ جس سے خیالات یا واقعات گذشتہ کا علم ذہن میں قائم رہتا ہے۔

ج یادداشت ایک مجمل نام ہے جسکی تین مختلف حالتیں ہیں ایک کو یاد کہتے ہیں اس حالت میں واقعہ اور خیال ہمیشہ دلپر موجود رہتا ہے اور دوسری حالت کو یادداشت بولتے ہیں یہہ وہ کیفیت ہے کہ جس سے کسی متعلقہ خیال یا واقعات کے پیدا ہونے پر پچھلے دیکھے ہوئے یا خیال کئے ہوئے واقعات پھر یاد آجاتے ہیں اور تیسری حالت وہ ہے جسکو تائید باطنی یا الہام کہتے ہیں یہہ ایسے واقعات اور خیالات کا ذہن میں آنا ہے کہ جنکی بابت دماغ یعنے آلہ یادداشت جسمانی

ہیں کوئی ذخیرہ حواس ظاہری کے ذریعہ سے بظاہر جمع ہونیکا سبب معلوم
نہو سکے یعنے ایسی باتونکا ذہن میں آنا کہ جو اوس شخص نے اپنی حیات میں دیکھی
یا سنے نہوں یا خیال میں نہ لایا ہو اس تیسری قسم کی یادداشت کو یادداشت
روحانی کہتے ہیں اور جسمی آلہ یادداشت یعنے دماغ سے اُسکا کچھہ تعلق نہیں
لیکن پچھلے دونوں قسم کی یادداشتونکا آلہ دماغ ہے اور دماغ کے نقص سے
اون یادداشتونمیں بہی نقص آجاتا ہے جو انسانکی یادداشت معمولی ہے وہ جسم
کے قایم رہنے تک ہی قایم رہتی ہے کیونکہ اوسکا مقام دماغ ہے اور دماغ جسم
کے ساتھہ ہی ضایع ہوجاتا ہے۔ اسلئے صرف وہی یادداشت جسم کے ضایع
ہونیکے بعد قایم رہ سکتی ہے کہ جو لافانی روح کی یادداشت روحانی ہو اور
یہی یادداشت اکثر انسانکو اپنے وجود سابقہ کا خیال اور دوبارہ جنم لینے کا خیال
دلاتی ہے خواہ اوسکو سب لوگ سمجھہ سکیں یا نہیں +

ہمکو پچھلے جنم کی باتیں یاد کیوں نہیں آتیں

س۔ انسانکے ساتوں جوہر جو آپنے بیان کئے وہ کچھہ کچھہ سمجھہ میں آگئے ہیں اب آپ
براہ مہربانی اچھی طرح سے سمجھا دیجئے کہ پچھلے جنم کی باتیں بالکل بھول جانیکی وجہہ کیا ہے

ج۔ وجہ اسکی یہہ ہو کہ جو جوہر انسانی جسمی یعنے مادی ہیں بعد مرنیکے ضایع ہوجاتے
ہیں اور چونکہ ذہن یعنے یادداشت معمولی دماغ جسمی کا ایک فعل یا صفت ہے
دماغ کے ضایع ہونے پر وہ بہی گم ہوجاتی ہے اور دوسرے جسم اختیار کرنے
پر یعنے دوسرے جنم میں چونکہ نیا جسم اور نیا دماغ جیو آتما کو یعنے روح کو اختیار کرنا

پڑتا ہے۔ اسلیئے اوس دماغ میں اوس یادداشت کا ذخیرہ موجود نہیں ہوتا ہے کہ جو پہلے جنم والے دماغ میں موجود تھا اسلیئے نئے جسم کے جسمی دماغ میں پچھلے جنم کی باتیں یاد نہیں رہتی ہیں۔

س جب دماغ ہی نہیں رہتا تو معلوم کسطرح ہوتا ہے کہ پہلے بھی کوئی جنم تھا۔

ج معمولی وسایل سے البتہ معلوم نہیں ہو سکتا نہ کسی ایسی شئی کی شہادت پر یقین کیا جا سکتا ہے کہ جواب موجود نہیں ہے لیکن جو باتیں سلسلہ وار تصدیق ہوتی چلی آتی ہیں وہ بھی تو بجائے شہادت معتبر کے سمجھی جاتی ہیں مثلاً سکندر بادشاہ راجہ رامچندر دونکا وجود اسی قسم کی شہادت پر ماننا پڑتا ہے کیونکہ دونوں میں سے کسیکو موجودہ انسانوں میں سے کسی نے نہیں دیکھا پس فقط نہ دیکھنے کی وجہ سے اونکے ہونے پر توکسیکو شک نہیں ہے اسلیئے تناسخ بھی ایسی شہادت پر مانا جا سکتا ہے اور وہ شہادت ایسے شخصونکی ہے کہ جو اپنے تئیں اپنی لافانی روحانی یادداشت تک پہونچا سکتے ہیں اور اوس یادداشت کو وہانسے کھینچکر اپنے جسمی یعنے دماغی آلہ میں لاکر ظاہر کر سکتے ہیں اور معمولی انسان معمولی وسیلونسے وہ باتیں یاد نہیں رکھہ سکتا۔

س وہ لافانی یادداشت کسکی ہے یہہ اچھی طرح سمجھہ میں نہیں آتی۔

ج وہ یادداشت اوس جیو آتما یعنے لافانی احدیت کی ہے کہ جسکو پہلے ضمیر یعنے من کہا گیا ہے اور وہی آتما بدھی یعنے روح محیط اور عقل کا ظرف ہے اور اوسی ظرف کو بہشت کا سوکھہ اور دوزخ کے دکھہ ملتے ہیں اور اوسی ظرف پر ہر ایک جنم کے برے بھلے کاموںکے عکس یعنے صفتیں پڑتی رہتی ہیں ان صفتونکو اسکندہ

سکتے ہیں اور وہ صفتیں یہہ ہیں (اوّل) شکل یعنے مادی صفتیں (دوم) حواس (سویم) قیاس (چہارم) رغبت (پنجم) خیالی قوت - انہیں صفتونسے انسان بنا ہوا ہے -

س توگویا آپکے نزدیک یہہ یادداشت اوس روحانی احدیت کی ہے کہ جسپر شخصیت کا کچھہ اثر باقی نہیں رہتا -

ج نہیں اثر باقی کیوں نہیں رہتا ابھی ہمنے بیان کیا ہے کہ اوس ظرف پر برابر اثر پڑتے جاتے ہیں اور جو اون میں سے اوسکے قبول کرنیکے لایق ہوتے ہیں وہ مستقل طور پر اوسپر جم جاتے ہیں -

س اگر یہہ بات ہے توپہر جیوآتما یعنے روح جو ہر شخص میں موجود ہے اپنی یادداشت اپنے خرقہ جسمانی کے دماغ کو کیوں نہیں پہونچا سکتی -

ج ہم کب کہتے ہیں کہ نہیں پہونچا سکتی بلکہ ہزاروں شہادتیں اسبات کی موجود ہیں مثلاً تمنے سنا ہوگا کہ بہت سے لڑکے اور بہت سی عورتیں جنکو لکہنا پڑہنا بالکل نہیں آتا وہ خواب یا حالت استغراق میں ایسی ایسی عبارتیں اور اشعار وغیرہ پڑہتے ہیں کہ جو بیداری کی حالت میں اونکو معلوم بہی نہیں ہوتے یہہ سب اوسی روحانی ذہن کی کارروائی ہے اور چونکہ یہہ بات ثابت ہے کہ روحانی احدیت صرف اپنا کام اوسوقت دیسکتی ہے کہ جب جسمانی شخصیت کا کام بند ہو روحانی احدیت یعنے جیوآتما انسانکا ہمہ دان ہے لیکن جسمانی شخصیت یعنے دیہ کا علم اور یادداشت وغیرہ اوسکے آلات جسمانی اور اونکی صفات اور قوت وغیرہ پر موقوف ہیں اگر روحانی احدیت ہر شخص کی ہر ایک انسانکے آلات جسمانی پر بلا روک ٹوک

اپنی قوتونکا اظہار ویسا ہی کر سکتے جیسا کہ وہ اپنے علاقہ میں کر سکتی ہے تو ہر ایک انسان گویا ولی ہوتا۔

س پھر بھی کوئی نہ کوئی تو ایسا ہونا چاہیے کہ جسکو پچھلی باتیں یاد ہوں۔

ج ایسے شخص تو بہت ہیں لیکن اونکے کہنے کو کون یقین کرے نئی روشنی کے دانا تو ایسونکو خفقانی دیوانے اور مخبوط الحواس کہا کرتے ہیں لیکن اگر وے صاحب مسٹر ایس ڈی واکر صاحب کی مولفہ کتاب موسوم تحقیقات تناسخ پڑہیں تو اونکو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ تناسخ کیسی مضبوط شہادتوں پر مبنی ہے۔ علاوہ بریں جبکہ ہمکو اسی زندگی کی ساری باتیں یاد نہیں رہتیں تو پھر پچھلے جنم کی باتیں کیا معمولی طور پر یاد رہ سکتیں ہیں اگر کسی سے پوچھا جائے کہ جسوقت تم پیدا ہوئے تھے تو تمہارے پاس کون کون موجود تہا تو کیا وہ بتلا سکتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ علاوہ وجوہات مندرجہ بالا کے جب اسبات پر غور کیا جاتا ہے کہ جیوآتما یعنے احدیت کو مدت ایام دیباچن میں پچھلے جنم کے واقعات کا صرف لب لباب ایک جوہر روحانی کی طرح بنکر یاد رہتا ہے اور پھر جب یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک جنم کے بعد دوسرے جنم تک جو عرصہ ہے یعنے وہ عرصہ جو حالت دیباچن میں گذرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک ہزار برس سے پندرہ سو برس تک ہو سکتا ہے اور اون ایام میں حواس جسمانی بالکل نہیں ہوتے پھر جسمی یادداشت یعنے دماغ میں وہ باتیں کس طرح آسکتی ہیں۔

س آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ جیوآتما یعنے روحانی احدیت ہمہ دان ہے تو پھر اوسکی ہمہ دانی حالت دیباچن میں کہاں جاتی ہے۔

ج | حالت دیباچن ہیں وہ علم مخفی رہتا ہے کیونکہ جیوآتما یعنے ضمیر اور عقل کا مجموعہ وہ احدیت نہیں ہے کہ جو روح محیط کے ساتھہ یکساں ہونیکے سبب سے ہمہ دان مطلق یعنے عقل مطلق ہو جاتی ہے۔ اور دویم حالت دیباچن صرف ایک قسم کی روحانی زندگی ہے جو جسمانی زندگی کا ایک سلسلہ ہے اور جس عرصہ میں حیات جسمانی کی تکلیفوں کا اور اون تکلیفات کا جو نا واجب طور پر اوسکو زندگی میں سہنے پڑے ہوں اونکے عوض میں کچھہ آرام اور آسایش ملتی ہے اسلئے اوسکا علم اس حالت میں ویسا کامل نہیں ہوتا کہ جو نردان یعنے رسیدگی کے درجہ میں حاصل ہوتا ہے تاہم حیات جسمانی کی حالت میں جب کسی غیر معمولی وجہ سے جسمی حالت میں کچھہ تبدیلی واقعہ ہو کر اوس روحانی احدیت یعنے جیوآتما کو مادی غلافونسے یا ملونی سے کسیقدر آزادی حاصل ہو جاتی ہے تو اوسکا علم کسیقدر ظہور میں آجاتا ہے۔

انانیت اور شخصیت کا بیان

س | انانیت اور شخصیت کا فرق میری سمجھہ میں اچھی طرح نہیں آیا۔

ج | میں تمکو دوبارہ سمجھاتا ہوں تم غور سے سنو لیکن شرط یہہ ہے کہ اچھی طرح تب سمجھہ میں آویگا کہ جب تعصب مذہبی کے خیالات دل سے علیحدہ کر کے صرف انصاف اور عقل کی رو سے سمجھنے کی کوشش کروگے اگر جو بات تمکو نئی دریافت ہو اوسیکو کفر کہکر غضب سے بے اختیار ہو جاؤگے تو سمجھہ میں نہیں آویگا اول تو یہہ سمجھو کہ جوہر انسانی دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک جوہر روحانی اور دوسرے جوہر جسمانی۔ جوہر روحانی متعلق روح لافانی کے ہے اور جوہر جسمانی جسم فانی کے متعلق ہے انسان

کی روح کا نام لافانی انانیت ہے اور اوسکے فانی خرقہ کا نام اوسکی شخصیت ہے یعنے
روحانی انانیت۔ فانی شخصیت کا خرقہ پہنکر کبہی زید اور کبہی بکر اور کبہی عمرو کے نام سے
دنیا میں آتی ہے لیکن زید والہ خرقہ اوتارنیکے بعد یعنے زید کے مرجانیکے بعد بہی
وہ انانیت یعنے روح بدستور قایم رہتی ہے اور جب وہ عمرو کا خرقہ پہن لیتی ہے یعنی
ایک نیا جسم اختیار کر لیتی ہے تو صرف اوسکی شخصیت ہی تبدیل ہوتی ہے انانیت
بجنسہ قایم رہتی ہے اب ان جوہروں کے علیحدہ علیحدہ نام پہر مفصل طور پر بیان کیے
جاتے ہیں تم غور سے سنو۔ اوّل پرپاتما یعنے روح محیط کہ جو بعید اور بے انتہا اور ناقابل
بیان خدا ہے یہہ روح کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں ہے یعنے نہ تمہاری ہی ہے
اور نہ میری ہی ہے صرف آفتاب کی روشنی کی طرح سب پر محیط ہے یہہ نورالٰہی
اپنی ذات یعنے مادی اور روحانی جوہر مطلق سے علیحدہ ہونیکے قابل نہیں جیسا
کہ آفتاب کی کرنیں دہوپ سے علیحدہ نہیں ہوسکتیں۔ دویم بدہی یعنے عقل
یہہ جوہر اوّل کا مرکب یعنے ظرف ہے یعنے نہ تو یہہ دونوں فرداً فرداً نہ باہم ملکر انسان
کے جسم کو کچہہ فایدہ پہونچا سکتے ہیں جیسا کہ زمین میں دبے ہوئے بلور پر آفتاب
کی روشنی یا کرنیں کچہہ کام نہیں دیسکتیں یعنے روشنی نہیں پہنچا سکتیں
اسی طرح جب تک ان دونوں اوصاف الٰہی کے قبول کرنیوالی کوئی شئی نہو
یعنے جب تک کوئی چیتن یعنے آگاہی رکہنے والی شئی پر اوسکا عکس نہ پڑے تو کسطرح
اوسکا ظہور ہوسکتا ہے محض اعمال یعنے فعل سے کہ جسکو کرم کہتے ہیں نہ تو بدہی یعنے
عقل اور نہ روح محیط یعنے پرپاتما تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ فعل یعنے اعمال کی
بلند تر صورت یعنے انتہا روح محیط ہے کیونکہ وہ خود ہی ایک صورت ہیں

فعل اور ایک صورت میں فاعل ہے پس جب فعل ہی فاعل بنگیا تو فعل کی ہستی نہ رہی اسلئے فعل فاعل تک پہنچنے سے پہلے ہی خود ہی فاعل ہوجاتا ہے اور چونکہ بدہی یعنے عقل اس ذریعہ تک بذات خود آگاہ نہیں ہے اور چونکہ کرم بغیر آگاہی کے ممکن نہیں ہے اسلئے کرم بدہی تک نہیں پہنچ سکتا حاصل کلام جب تک ایک تیسری شئی نہو تو آگاہی نہیں ہوسکتی جیسا کہ انسان اپنے تئیں بغیر مدد دوسری شئی یعنے آئینہ کے اپنی صورت سے آگاہ نہیں ہوسکتا اسی طرح بدہی بغیر ایک شئی دیگر کے یعنے آگاہی کے آگاہ نہیں ہوسکتی اور وہ ذریعہ آگاہی ضمیر یعنے من ہے کہ جو تیسرا جوہر ہے۔ سویم من یعنے ضمیر جو آہنگ کار یعنے انانیت کا عکس یا سایہ ہے جب یہہ جوہر اوّل و دویم یعنے روح محیط و عقل جسکو آتما بدہی کہتے ہیں اسطرح سے پیوستہ ہو کہ علیحدہ نہوسکے تو اوسکو روحانی انانیت کہتے ہیں یہہ ہی جیو آتما یا روحانی احدیت ہے کہ جو چیتن یعنے آگاہی ہے یہی انسانکے بیہوش و حواس جسم میں داخل ہوکر اوسکو زندگی اور عقل بخشتا ہے اور اس خرقہ کو پورا انسان بناتا ہے کرم یعنے اعمال سے جس کسی قسم کا خرقہ شخصیت کا اوسکے لئے تیار ہوتا ہے وہ اُسی کو پہن لیتا ہے اور اس خرقہ کے ذریعہ سے ہر جنم میں جو جو اعمال کرتا ہے اونکا نتیجہ آپ ہی بہوگتا ہے۔

س لیکن یہہ کیا انصاف معلوم ہوتا ہے کہ اس انانیت کو اون کرموں یعنے اعمال کی سزا ملے کہ جو اوسکو یاد بہی نہ رہے ہوں۔

ج یاد کیوں نہیں رہتے کیا وہ بہول تہوڑا ہی جاتا ہے۔ کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ مادی جسم کیطرح یہہ بہی اپنے کئے ہوئے کو بہول جائے۔

س لیکن انسانکے جسمانی اور روحانی یادداشت میں باہم رسائی کا کوئی طریقہ بھی ہے۔

ج بیشک ہے لیکن آجکل کی روشنی والے اوسکو نہیں مانتے تائید باطنی - الہام آکاش بانی - پیشین گوئی - غیب دانی وغیرہ کیا ہیں وہ جسمانی اور روحانی دونوں درجونکے باہم ارتباط سے ہی تو پیدا ہوتے ہیں اور وہ روحانی درجہ انسانمیں من یعنے ضمیر ہے جسکو عام بول چال میں دل کہتے ہیں۔

جیوآتما یعنے انانیت روحانی کا جزا یا سزا پانا

س مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپنے ایکدفعہ کہا تہا کہ انسان چاہے کیسے ہی اعمال کرے اوسکی روح کو بعد جسمی موت کے کچھہ سزا نہیں ملتی۔

ج ہاں یہہ بات صحیح ہے سوائے کسی خاص صورت کے جو بہت شاذ و نادر واقع ہوتی ہے اور جسکے ذکر کرنیکا اوسوقت موقعہ نہیں ہے روح کو بعد جسمی موت کے کسی قسم کی سزا نہیں ملتی کیونکہ ہم دوزخ یا جہنم کا وجود اوس طور سے نہیں مانتے کہ جسطرح اور عقائید والے مانتے ہیں۔

س اگر روح کو اس جنم میں پچھلے جنم کے گناہوں کی سزا ملتی ہے تو اوسکو اس جنم میں یا مرنیکے بعد اوسکے نیک اعمالونکا پہل بہی تو ملنا چاہیے۔

ج وہ تو ملتا ہے اور ہم اس دنیا سے باہر جو سزا ملنا نہیں مانتے ہیں اوسکی وجہ یہہ ہے کہ روحانی حالت جسم چہوڑنیکے بعد صرف آنند یعنے آرام کی ہوتی ہے۔

س اسکے کیا معنے۔

ج اسکے معنے یہہ ہیں کہ وہ گناہ جو حالتِ جسمانی میں اور عالم مادی میں کیا جاوے اوسکی سزا حالت روحانی میں اور عالم روحانی میں کسطرح ملسکتی ہے۔ ہم جہنم یا بہشت کو بطور

مقامات خاص نہیں مانتے ہیں۔ نہ تو ہم جہنم کی آگ اور نہ اوسکے کیڑوں کے
قایل ہیں نہ ہم بہشت کے مرصع مکانوں کے قایل ہیں ہم صرف موت کے بعد ایک
روحانی حالت کے قایل ہیں جیسے کہ دلچسپ خواب کی حالت میں ہوتی ہے
ہم قادر مطلق کی قدرت کاملہ محض محبت اور انصاف اور رحم سے پر مانتے ہیں اسلیئے
ہم یہہ کہتے ہیں کہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو بہت سی تکلیفیں ایسی ہیں کہ جو انسانکو ایسے
سببوں سے بہگتنی پڑتی ہیں کہ جنسے بچنا اوسکے اختیار سے باہر ہے تو ایسی صورت میں اون
گناہوں کی بابت اوسکو سزا ملنا کب قرین انصاف ہے زندگی گویا ایک سمندر سے پار
اترنا ہے حاصل کلام یہہ زندگی ہی گویا تکلیفات کا دریا ہے اور پھر ایسے ناچیز اور مسکین
انسانکو جو بہت سی باتوں میں بالکل بے اختیار ہے مدامی جہنم یا محدود عرصہ کے لیئے
سزا دینا بعد موت کے کب قرین انصاف اور رحم میں داخل ہو سکتا ہی ہرگز
نہیں۔ ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ جب من یعنے روحانی انانیت انسانکی جسمانی زندگی سی
ایک دفعہ رہا ہو جاتی ہے تو چاہے اوسکے اعمال کیسے ہی ہوں ضرور کسیقدر عرصہ
کے واسطے خالص آرام اور خوشی کے پانیکی مستحق ہو جاتی ہے اور وہی اٹل کرم
یعنے اعمال کا قانون جو کہ انصاف پر مبنی ہے اور جو جسمانی حالت میں روح کو اپنے پچھلے
گناہوں کی سزا دیتا ہے وہی قانون جسم سے چہوٹی ہوئی روحونکو روحانی چین کی حالت
عطا کرتا ہے ہر قسم کے رنج اور تکلیفات کا خیال جو زندگی کی حالت میں اوسپر گذرے ہوں
اس حالت میں بالکل معدوم ہو جاتے ہیں اور صرف خالص خوشی کی یادگار روحانی یاد داشت
میں رہجاتے ہیں اور اسی حالت کا نام دیواچن ہے۔

س تو کیا آپ کی رائے میں چاہے کوئی قاتل ہو یا کسی قسم کا گنہگار ہو اوسکو کچہہ سزا

نہیں ملی گی -

ج | یہہ کون کہتا ہے - ہمارے عقیدے کے بموجب جو اصول سزا کا ہے وہ نہایت ہی سخت ہے البتہ بہت سے عقائد کی نسبت زیادہ معقول اور عین انصاف پر مبنی ہے ہمارے اصول یہہ ہیں کہ کوئی گناہ بلکہ گناہ کا خیال بہی سزا سے نہ بچیگا اور گناہ کے اصلی فعل کی نسبت گناہ کے نیت کی سزا کچہہ کم نہوگی کیونکہ فعل نیت یعنے آرادہ سے ہوتا ہے اور نیت ہی فعل کراتی ہے اسلئے نیت ہی زیادہ سزا کا مستوجب ہے چنانچہ دنیاوی قانون میں بہی نیت کے بموجب جرم قایم ہوتا ہے ہم کرم یعنے اعمال کے قانون کے قائل ہیں کہ جس سے نیک کا نیک اور بد کا بد ثمرہ ملتا ہے -

س | کرم یعنے اعمال کسطرح اور کہاں اثر دکہاتے ہیں -؟

ج | جو شخص جیسے کرم یعنے جیسے فعل کرتا ہے اوسکو ویسا ہی نتیجہ ملتا ہے جب روح جسم کی تکلیفات سے آزاد ہوکر دیواچن میں پہنچتی ہے تو کرم یعنے فعلونکے نتیجے کئی چند ہوکر گویا دیواچن کے دروازہ پر منتظر رہتے ہیں اور جب جیو آتما یعنے روح اپنے آرام یعنی دیواچن کی حالت پوری کرلیتی ہے تو اوسکے کرم اوسے کہینچکر پہر اپنے بنائے ہوئے جسم میں لاکر اوس روح کو پچہلے کئے ہوئے گناہونکی سزا دیتے ہیں گویا اسی دنیا کی زندگی سزا پانیکی جگہہ یعنے جہنم ہے ہمارے عقیدے کے بموجب جہنم کوئی علیحدہ مقام نہیں ہے اور نہ وہاں آگ اور شعلے اور دہدار شیطان وغیرہ ہیں اسی دنیا میں ہر ایک برے اعمال یا خیال کا نتیجہ روح کو بہگتنا پڑتا ہے اور کرم ہی اس روح کے گرد اون روحونکو پہنچا دیتا ہے کہ جنکو اوس روح کے پچہلے جنم یعنے پہلے جسمانی حالت میں اوسکے ہاتہہ سے خواہ جان بوجہہ کر خواہ بیخبری میں تکلیفات پہنچتی ہوں

س | اسمیں وہ انصاف کہاں رہا جبکہ روح کی نئی شخصیت کو اپنے گناہ یاد نہیں رہتے -

ج | فرض کرو کہ کسی شخص کی ایک صدری چوری گئی اور اوسنے چور کو وہ صدری پہنے ہوئے دیکھکر اپنی صدری پہچان لی اور صدری کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور چور کو کچھہ نہ کہا تو کیا یہہ کچھہ معقول بات ہوئی چوری تو چور نے کی تھی صدری کا کیا گناہ تھا اوسی طرح نئی شخصیت گویا ایک نیا جامہ ہے جسکے پہننے والا وہی پرانہ مجرم ہے جو انانیت ہے اور اسی انانیت یعنے جیوآتما کو جسمانی خرقہ پہننے سے اوسکے ذریعہ سے سزا ملتی ہے اور انسانکی تقدیر سے مراد صرف اُنکے پچھلے کرم یعنے اعمال ہیں اعمال کے سوائے اور کوئی وجہ بظاہر بے انصافی کی نہیں ہو سکتی - دیکھو کتنے لوگ جو دنیا میں بظاہر بالکل بے گناہ معلوم ہوتے ہیں اور ہر طرح نیک معلوم ہوتے ہیں تمام عمر رنج اور مصیبتوں میں گرفتار رہتے ہیں اور کتنے لوگ بڑے بڑے شہروںمیں بے سروسامان روٹی سے تنگ اور ہزاروں مصیبتیں اوٹھاتے ہیں اور کوئی محلونمیں پیدا ہوکر دنیا کے عیش و عشرت بہوگتے ہیں اور اکثر امیری اور حشمت اونہیں لوگونکو ملتی ہے جنکے اعمال موجودہ جنم میں اعلیٰ قسم کے نہیں ہوتے ہیں اور لائق اور اچھونکو کیسے شاذو نادر ملتی ہے اور جو بظاہر بھیک مانگنے والے ہیں اونکی روحیں نیک اور اعلیٰ انسانوں کے نزدیک کتنے جلیل القدر سمجھے جاتے ہیں اگر ایسی مختلف صورتونکی وجہ معقول دانایاں نکال سکیں تب تناسخ کا اصول اور کرمونکا نتیجہ باطل سمجھا جائے بڑے بڑے عاقل اور دانائوں نے اس اصول کو مانا ہے +

کام لوک اور دیوا چن

س کام لوک کس کو کہتے ہیں۔

ج جب انسان مرجاتا ہے تو اوسکے نچلے تین جوہر یعنے جسم اور جان اور جان کا ظرف جسم لطیف جو زندہ انسان کا ایک خول ہے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور تب باقی چار جوہر یعنے درمیانی جوہر جسکو روح حیوانی یعنے کام روپ کہتے ہیں اور جس میں ضمیر ادنےٰ سے کچھ نہ کچھ تاثیر پہونچ جاتی ہے۔ اور تثلیث اعلیٰ یعنے آتما۔ بدھی اور من۔ کام لوک کی حالت میں پہونچتی ہیں۔ کام لوک ایک عالم نورانی ہے اوسکا کوئی خاص مقام نہیں نہ کوئی محدود جگہ ہے وہ حالت صرف ہستی رکھتی ہے لیکن ہمارے حس و حواس سے باہر ہے اس حالت میں ہر ایک جاندار کو دوبارہ مرنا پڑتا ہے۔ جیوآتما کو یہہ دوسری موت جسم لطیف کے جوہر ونکے بالکل منتشر ہو جانے سے ہوتی ہے اور انسان کی دوسری موت تب سمجھی جاتی کہ جب آتما۔ بدھی۔ من کا مجموعہ یعنے روح محیط کا پرتوا اور عقل اور ضمیر کا مجموعہ جسکو جیوآتما یعنے روحانی انانیت کہتے ہیں اپنے نچلے چار جوہروں سے علیحدہ ہوکر جسمانی شخصیت کے سائے سے رفتہ رفتہ جدا ہوکر حالت دیوا چن میں پہنچے تب۔

س اوسکے بعد کیا ہوتا ہے۔

ج جب کام روپی خول یعنے خواہشات کا ہوائی جسم آگاہ کرنیوالے اور عقل پہنچانیوالے جوہر یعنے من یعنے ضمیر کے حصہ اعلیٰ سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور ضمیر ادنےٰ یعنے عقل حیوانی کو ضمیر اعلیٰ کی روشنی نہیں پہنچتی ہے اور بوجہ نہونے دماغ کے اپنے ظہور

سے عاری ہو جاتا ہے تب وہ درجہ بدرجہ منتشر ہو کر مفقود ہو جاتا ہے۔

س کیا بہوت پریت وغیرہ جو دکھلائی دیتے ہیں وہی مفقود الوجود مجسم ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔

ج ہاں گو انکو مفقود الوجود کہا جاتا ہے تاہم انکا وجود لطیف ہے گو عقل اور سمجھ نہیں ہوتی یہہ جسم بے اختیار کشش مقناطیسی کی کشش کیطرح کسی عامل کیطرف کہچکر اوسکے اندر ہو کر یا اوسکے ذریعہ سے کام کرتے ہیں اور عامل کی ہی دماغ یعنے کرنیں اوسکو حرکت اور گفتگو وغیرہ کی قوت عطا کرتیں ہیں اور پہر وہ خواہ عامل کے دماغ کے ذریعہ سے یا کسی اور شخص موجودہ کے دماغ کے ذریعہ سے بولتا چالتا ہے۔

س روح کسقدر عرصہ تک حالت دیوا چن میں رہتی ہے۔

ج پچہلے جنم کے کرم یعنے اعمال اور روحانی حالت کے بموجب اس عرصہ میں کمی بیشی ہوتی ہے ایسا ہمکو سکہلایا گیا ہے کہ اوسط اس میعاد کی ایکہزار برس سے پندرہ سو برس تک شمار کیجاتی ہے۔

س یہہ جیو آتما یعنے روح انسانوں کے ساتہہ کیوں تعلق نہیں رکہہ سکتی جیسا کہ عاملان علم سفلی کہتے ہیں کہ مردوں کی روحیں اوتر کر زندہ انسانوں سے بات چیت کرسکتی ہیں کیا وجہ ہے کہ جب کوئی شخص مرجائے تو دنیا میں جو اوسکے بیٹے بیوی وغیرہ پیچہے زندہ رہیں اونکے ساتہہ اوس مردے کی روح ملاقات نکر سکے۔ ایسا ماننا بلکہ ایک بہت تسلی کی بات ہے اور اسی سبب سے جو لوگ ایسا مانتے ہیں وہ اس بات کے اعتقاد کو نہیں چہوڑ سکتے۔

ج جسکو راستی کی تلاش نہیں وہ اپنے دلچسپ اعتقاد کو کب چہوڑتا ہے چاہے وہ جہوٹہہ ہی کیوں نہ ہو ہمارے اصول علم سفلی کے عاملوں کو خواہ کیسے ہی بیمزہ معلوم ہوتے ہوں تاہم وہ ایسے خودغرضی اور بیرحمی کے اصول نہیں ہیں جیسے کہ اونکے ہیں۔

س میری سمجہہ میں نہیں آیا کہ خودغرضی کسطرح ہوئی۔

عالم سفلی کے عامل مانتے ہیں کہ انسیت روحانی جاتی نہیں اور ترک انسان سے ہمکلام ہوتی
ہے پس جاننا ضرور ہے کہ اگر دیباچن کو جسکو بہشت یعنے خالص خوشی کا مقام یا حالت
کہا جاسکتا ہے اور جب ذرہ بہی خیال کسی قسم کی تکلیف کا وہاں نہیں ہوتا ہے
تو ایسی حالت کو چہوڑ کر اگر روح دنیا کے حالات اور اپنے رشتہ داروں کی
تکلیفات پہر بہی دیکہنے کی قابل ہو تو بتلاؤ اونکی خوشی کی حالت کیونکر قایم رہے
فرض کرو کہ کوئی عورت اپنے معصوم یتیم بچوں کو چہوڑ مرے جنسے کہ اوسکی ازحد محبت
تہی ہم کہتے ہیں کہ اوسکی روح یعنے انسیت روحانی کیلئے جسمیں تاثیر محبت اور ہمدردی
حالت جسمانی میں سرایت کرگئی ہے ۔ حالت دیباچن میں تکلیفات رنج دنیاوی سے
بالکل بیخبر ہوتا ہے خوشی کی حالت ہے لیکن عاملان سفلی کہتے ہیں کہ
اوس حالت میں روح کو دنیاوی محبت اور ہمدردی جسمانی صورت سے بہی زیادہ ہوتی ہے
لیکن ہم کہتے ہیں کہ حالت دیباچن کی خوشی وہ ہے کہ جس میں روح یقین کامل اس
بات کا رکہتی ہے کہ وہ دنیا میں ہی موجود ہے اور گویا موت اوسکو ہوئی ہی نہیں اور
اوسکی روحانی آگاہی اوسکو یہہ جتلاتی ہے کہ وہ اپنے بال بچوں میں بدستور موجود ہے
عاملان علم سفلی اسبابکو نہیں مانتے اور وہ اسباب کے قایل ہیں کہ بدبخت انسان
موت کے بعد بہی اس دنیا کے رنجوں سے نہیں چہوٹتا چنانچہ جبکہ یہہ بات ہے تو وہ عورت
جو اپنی حیات میں اپنے عزیز خاوند کے رنج رفع کرنیکے لئے اپنا خون تک بہانیکو تیار
ہوتی تہی روحانی حالت میں یعنے بعد موت کے اپنے زندہ خاوند کو تکلیف میں
دیکہتی ہے اور بے اختیار اپنے ہی آپ میں تڑپ تڑپ کر رہجاتی ہے اور اوسکی کچہہ
بہی مدد یا ہمدردی نہیں کرسکتی اور خصوصًا جب خاوند کو دوسری شادی کے بعد اپنی

جگہہ ایک دوسری عورت کو اوسکا ہم نشین دیکھتی ہے اور اپنے لخت جگر بچونکو جنکی
طرف اوس دوسری عورت کی کچھہ بہی محبت نہیں ہوتی اور جو اونکو ہمیشہ تکلیف دیتی
ہے اوسکو ماں کے نام سے پوکارتے دیکھتی ہے تو بتلاؤ اوسپر کیسی حالت گذرتی
ہوگی اس اصول کے بموجب تو زندگی کے بعد گویا ایک زیادہ سخت رنجونکے دریا میں جا پڑنا
ہے تو پہر بہشت یا دیباچن کی خوشی کہاں رہی بلکہ اوس حالت سے بدتر ہوا کہ جسکو لوگ
جہنم کہتے ہیں۔

س لیکن آپ کے اصول کے بموجب اسباب سے کب رہائی ہوسکتی ہے جب آپ روح
کو ہمہ دان مانتے ہیں تو حالت دنیاوی سے وہ کسطرح بیخبر ہوسکتی ہے۔

ج محبت اور رحم کا قانون ہی ایسا ہے۔ حالت دیباچن میں انانیت روحانی پر صرف شخصیت
کا عکس ہی باقی رہتا ہے یعنے صرف ایسی خاصیتوں کا لافانی جوہر باقی رہجاتا ہے
جیسے کہ محبت۔ رحم۔ نیکی کا خیال۔ راستی وغیرہ جو بعد موت کے روح کے ساتھہ
چسپیدہ ہوجانیکے سبب سے دیباچن میں ہی قایم رہتا ہے اور اس عرصہ کیواسطے
روح پر پچھلی حیات دنیاوی کی یادگار بطور تصور کے رہتی ہے اور یہہ حالت ہمہ دانی
کی نہیں ہے حالت ہمہ دانی حالت دیباچن سے علیحدہ ہے۔

س اس بات کے وجوہات کیا ہیں۔

ج ہمارے اصول کے بموجب تو وجہہ اوسکی یہہ ہے کہ سوائے ست یعنے راستی مطلق
کے کہ جسکی کوئی شکل یا رنگ یا حد نہیں ہے۔ باقی جو کچھہ اور حواس میں اور قیاس
میں آتا ہے وہ سب دہوکہ یعنے مایہ کا کہیل ہے۔ جس کسی نے اس پردۂ ظلمت کو
اوٹھا دیا یعنے جو مایہ کی حد سے باہر پونچگیا کہ جو حالت نہایت اعلی درجہ کی اور

اوبیاؤنکی ہوتی ہے اونکے لیئے دیباچن کی حالت نہیں ہے کیونکہ وہ درجہ یعنے حالت
گو معمولی انسانکے لیے نہایت ہی خوشی کا مقام ہوتا۔ تاہم محدود اور فانی ہے وہ حالت
ایک ایسی خواب کی سی آرام کی حالت ہے کہ حیات دنیاوی کے رنج اور تکلیفات
کو بالکل بہولا دیتی ہے بلکہ یہہ بہی خبر نہیں رہتی کہ تکلیف اور رنج بہی کوئی شئی ہے یا نہیں
حالتِ دیباچن میں جو دو دنیاوی حیات جسمانی کے درمیان کا عرصہ ہے خالص
آرام اور خوشی روح کو ملتی ہے اور کئی سو برس تک ایسی حالت رہتی ہے اور یہہ آرام
دنیاوی تکلیفات کے عوض میں ملتا ہے +

س یہہ تو کچھہ دل بہلاؤ اور دہوکے کی سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

ج تمہارے ذہن میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہوگا۔ لیکن یہہ غیب دان حکما یعنے فلاسفروں کی باتیں ہیں اور سچ پوچھو تو تمام عالم ہی دہوکہ ہے۔ راستی تو صرف ایک ہی شئی ہے کہ جسمیں کچھہ گفتگو ہی نہیں ہو سکتی۔

س آپ کی بحث تو معقول ہے میںنے اس بات پر کبھی خیال نہیں کیا۔

ج جو کوئی شخص غور کریگا اوسی کی سمجھہ میں آسکتا ہے اصل بات تو یہہ ہے کہ جسم فانی کے فناہ ہونیکے بعد روحیں بلکہ ہمسے زیادہ قریب ہو جاتی ہیں کیونکہ محبت صرف خاصہء انسانی نہیں ہے بلکہ یہہ لا فانی جوہر الٰہی ہے اور جس کسی کے درمیان محبت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ پاک روحانی محبت ہو تو کرم یعنے اعمال کسی نہ کسی عرصہ میں انکو ضرور ایک دفعہ دوبارہ اوسی گروہ یا خاندان میں لاکر پیدا کرتا ہے کہ جنہیں حالتِ زندگی میں وہ پہلے تہا اور وہ محبتِ روحانی جو بعد مرنیکے بہی قایم رہتی ہے اوسکی قوت الٰہی زندو نپر بہی موثر ہوتی ہے۔ ماںکی آتما یعنے روح میں جو اپنے بچّوںکی طرف

محبت حالتِ زندگی میں ہوتی ہے وہ محبت ہمیشہ زندہ سمجھے معلوم کئے گئے ہیں اور اوسکا ظہور اکثر حالتِ خواب میں اور بہت سے دیگر موقعونپر ہوا کرتا ہے مثلاً مصیبت اور سخت تکالیف کی حالتو نمیں کیونکہ محبت ایک بڑی موثر قوت ہے اور فاصلہ اور وقت سے محدود نہیں ہے۔

س تو آپ کے نزدیک روحانی انانیت کا بعد موت جسمانی کے دوبارہ زندہ انسانوں سے اپنی اصلی حالت میں ہمکلام ہونا ممکن نہیں ہے۔

ج دو خاص صورتیں ایسی ہیں کہ جسمیں روحانی انانیت کا عالم جسمانی میں ظاہر ہونا ممکن ہے انمیں سے ایک (۱) صورت تو یہہ ہے کہ مرنیکے بعد ہی چند دنونمیں اور حالتِ دیباچن میں پہونچنے سے پہلے انانیت روحانی زندہ انسانوں سے ہمکلام ہو سکتی ہے اور شاذ و نادر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب متوفی کی کسی خاص غالب خواہش کی وجہ سے اوسکی روحانی ہوش قایم رہے اور اوسکو کسی خاص غرض کیواسطے عالم روحانی سے واپس آنا ہو تو ایسی صورت میں روحانی انانیت بھی زندوں سے ہمکلام ہو سکتی ہے خواہ زندونکو اوس سے کچھہ فائدہ ہو یا نہو عموماً مرنیکے بعد روح بہت جلد یعنے بیہوش ہو جاتی ہے اور وہ خواب کی حالت دیباچن سے پہلی حالت کہلاتی ہے۔ اور دوسری صورت نرمان کایا کی صورت ہے۔

س نرمان کایا کسکو کہتے ہیں۔

ج نرمان کایا اون پاک روحونکو کہتے ہیں کہ جنہوں نے نروان یعنے حیات ابدی کا درجہ حاصل کر لیا ہو اور جو دیباچن وغیرہ مایہ یعنے دہوکہ کے درجات سے پار اتر گئے ہوں لیکن بوجہ رحم اور دیا کے مخلوق کو مصیبت اور تکلیفات سے چھوڑ انیکے غرض سے

ہر دم کی بے انتہا خوشی کی حالت چھوڑ کر بہی اپنی مرضی سے تکلیفات دنیاوی اپنے
اوپر محض دیا اور ہمدردی کی وجہ سے گوارا کرتے ہیں اور اپنی روحانی حالت میں غائبانہ
مخلوق کے فایدہ کے لئے دنیا پر رہتے ہیں وہ جسم مادی نہیں رکہتے لیکن باقی جملہ جوہر
انسانی بلکہ جسم لطیف کے اس دنیا میں موجود رہتے ہیں اور ایسی روحیں خاص
خاص لوگوں سے ہمکلام ہوتی ہیں بلکہ اونکو دکہلائی بہی دیتی ہیں۔ لیکن عاملان علم
سفلی پر نہ تو وہ ظاہر ہوتے ہیں اور نہ اونسے ہمکلام ہوتی ہیں۔

س اب معلوم ہوا کہ انکا وجود محض روحانی ہوتا ہے اور جسم بہی مادہ لطیف کا ہوتا
ہے اسلیئے سب کو نظر نہیں آتا اور جسم لطیف ہونیکے باعث سے ہی چاہے جونسی شکل
اختیار کرکے اونکو دکہائی دے سکتے ہیں کہ جنکی نظر اوس درجہ کی لطافت کو پہونچ
گئی ہو اچہا پہر ایسی صورت میں وہ دنیا کو کیا فایدہ پہونچا سکتے ہیں۔

ج دنیا کے انسانونکو فرداً فرداً تو کچہہ زیادہ فایدہ نہیں پہونچاتے کیونکہ کرم یعنے اعمال کے
نتیجہ میں وہ دخل نہیں دیتے البتہ صلاح اور تائید روحانی سے جملہ مخلوق انسانی کو
عام بہتری پر آمادہ کر سکتے ہیں۔ تاہم وہ ایسے فیض عام کے کام کرتے ہیں جو ہماری
قیاس میں بہی نہیں آسکتے۔

اسکندہ یعنی نتائج اعمال

س بعد جسمی موت کے نتائج اعمال جو شخصیت کی حالت میں کئے گئے ہوں وہ کہاں
جاتے ہیں کیا وہ مفقود ہو جاتے ہیں یا موجود رہتے ہیں۔

ج بلحاظ جسم یعنے شخصیت سابقہ تو وہ مفقود ہو جاتے ہیں۔ لیکن کرم یعنے اعمال کے

نتیجے جوہر لطیف یعنے بیج کی طرح عالم جسمانی میں موجود رہتے ہیں اور جب روح نیا
جسم اختیار کرتی ہے تو فوراً اسر سبز ہوکر اوس جسم میں جا پہونچتے ہیں اور اوس پر اپنا
اثر دکھلاتے ہیں۔

س کرمونکے اثر کی بات تو کچھہ سمجھہ میں آگئی اب یہہ بتلائیے کیا حالتِ دیباچن میں
بہ نسبت حیات جسمانی کے روح کو زیادہ علم ہوتا ہے۔

ج جس جس خاصیت کو انسان اپنی حیات میں زیادہ پسند کرتا ہے اور جسکو بڑہانی
کی طرف اوسکی زیادہ توجہ رہتی ہے بشرطیکہ وہ خواص متعلق ذہن اور قیاس کے
ہوں مثلاً شوق علم موسیقی۔ مصوری۔ شاعری وغیرہ تو حالتِ دیباچن
میں انہیں ترقی ہوسکتی ہے کیونکہ حالتِ دیباچن حیات دنیاویکا ایک روحانی سلسلہ ہے۔

س اگر حالتِ دیباچن میں روح مادہ کی کثافت سے پاک ہوتی ہے تو پہر اوسکو ہر شئی کا علم
یعنے ہمہ دانی کیوں نہیں حاصل ہوتی۔

ج وجہ اوسکی یہہ ہے کہ حالتِ دیباچن میں پچہلی حیات جسمانی کی یادگار کا سلسلہ قایم
رہتا ہے لیکن درجہ ہمہ دانی کا پیدا نہیں ہوتا یہہ حالت تو صرف روح کو تکلیفات زندگی
سے تہوڑے عرصہ تک آرام دینے کے لئے ہوتی ہے یہہ روح کا کمال نہیں ہے
کہ جسکو نجات یا نروان کہتے ہیں۔

س لیکن آجکل کے عالم یعنے نئی روشنی کے علماء تو یہہ کہتے ہیں کہ مرنیکے بعد انسان
کے جسم کے اجزاء منتشر ہوکر اپنے اپنے عنصر میں ملجاتے ہیں اور روح صرف
اوس کیفیت عارضی کا نام ہے کہ جو حیتن یعنے آگاہی ترکیب عناصری سے پیدا ہوجاتی
ہے اور جو دہوان کیطرح اوڑجاتی ہے کیا یہہ رائے اونکی عجیب نہیں ہے۔

ج نہیں اونکے لیئے تو عجیب نہیں کیونکہ جب بعد موت جسمانی کے روح یعنے چیتن کہ جسکو آگاہی کہتے ہیں قایم رہنے کے قابل نہیں ہے تو گویا وہ اپنے حال کی پیشین گوئی کرتے ہیں کیونکہ جب یہہ یقین یا راے اونکے ذہن نشین ہوجاے تو بعد مرنیکے اونکی روحانی زندگی یا آگاہی کا نام رہنا بالکل ناممکن ہے ۔

مرنیکے بعد اور پیدا ہونیکے بعد کا ہوش یعنے چیتن جسکو آگاہی کہتے ہیں ۔

س جبکہ بعد مرنیکے روحانی آگاہی کا قایم رہنا ایک لازمی بات ہے تو پہر عام قاعدہ کے خلاف یہہ بات کسطرح ہوسکتی ہے کہ جو اس بات کو نہیں مانتے ہیں اونکی روحانی آگاہی بعد موت کے قایم نرہے ۔

ج عالم روحانی کے اصلی اصولوں میں تو کوئی مستثنیات نہیں ہیں لیکن سجاکہ کا قانون اور ہے اور اندہونکا قانون علیحدہ ہے

س ہاں میں سمجہا یہہ تو ویسی ہی مثال ہے کہ جیسے اندہا اپنی آنکہونکے نقص کی وجہہ سے آفتاب کے وجود کا انکار کرتا ہے لیکن بعد مرنیکے اوسکی روحانی آنکہہ تو ضرور ہی کہلجایگی آپکی یہہ راے ہے

ج نہیں اوسکی روحانی آنکہہ بعد موت کے ہرگز نہ کہلیگی نہ وہ کچہہ دیکہہ سکیگا کیونکہ حالت زندگی میں بعد موت کے حیات روحانی کا تو کبہی خیال بہی اوسکے دل پر نہیں گذرا تو روحانی قوت تو اوسمیں پیدا ہی نہوے تو بعد مرنیکے پہر کہانسے بڑہیگی اور اوسکی آنکہہ کسطرح کہلیگی روحانی قانون وجود ابدیکا صرف اُن چیزونکے متعلق ہے جو اصلی ہستی رکہتے ہیں مانند کہ اوپنشد اور ویدانت سار میں اوسکی صاف تشریح ہے اگر بدہی یعنے عقل اور من یعنے ضمیر کے اعلی اور ادنے درجہ کی کیفیت اچہی طرح سمجہہ میں آجاوے تو

تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ لوگ جو روحانی وجود کے قایل نہیں ہیں حیات روحانی سے کیوں محروم رہینگے چونکہ من یعنے ضمیر کی کیفیت ادنیٰ دنیاوی ہیں یعنے ضمیر کا ظرف ہے اسلئے اوس سے فقط عالم فانی کا علم اور قیاس ہو سکتا ہے کہ جو اوس ضمیر کی شہادت پر ہی قایم ہے ضمیر کی اوس حیثیت سے عالم روحانی کا علم یا قیاس نہیں ہو سکتا حکما مشرقی کہتے ہیں کہ بدہی اور من یعنے عقل و ضمیر جو ملکر روح انسانی بنتی ہے اور ایشر اور پراکیہ یعنے خالق اور اوسکے فرداً فرداً مختلف صفت یا قوتونکے چیتن یعنے آگاہی ہیں دراصل وہی فرق ہے کہ جو جنگل اور اوسکے فرداً فرداً درختونمیں اور دریا اور اوسکے پانی ہیں ہے جیساکہ مانڈکیہ اوپنشد میں درج ہے یعنے اگر کسی جنگل کے سینکڑوں درخت جڑ سے اوکھڑ جائیں یا مرجائیں تو پھر بھی جنگل کا نام جنگل ہی رہتا ہے۔

س لیکن میری سمجھ میں تو یہہ آتا ہے کہ اس تشبیہ میں بدہی گویا جنگل ہے اور من تیجسی یعنے ضمیر منور گویا اوسکے درخت ہیں پس اگر بدہی یعنے عقل لا فانی ہے من تیجس جو وہی حیثیت رکھتا ہے وہ کسطرح اپنے نئے جنم لینے کے وقت تک بالکل بے خبر رہ سکتا ہے یہہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

ج تمہاری سمجھ میں نہ آنیکی یہہ وجہ ہے کہ تم ایک شئی کی مجموعی کیفیت جوہری کو اوسکے تبدیل شدہ صورتونسے مخلوط کرتے ہو یاد رکہنا چاہیئے کہ اگر یہہ کہا جائے کہ بدہی اور من کا مجموعہ بذاتہٖ لا فانی ہے تو ضمیر ادنیٰ کو ویسا ہی لا فانی نہیں کہا جا سکتا اور خصوصاً تیجسی یعنے نور کو تو کہا ہی نہیں جا سکتا جو کہ صرف ایک صفت ہے یعنے نہ تو ضمیر اور نہ تیجسی یعنے نور عقلی بذاتہٖ خود بدہی یعنے عقل سے علیحدہ قایم رہ سکتے ہیں کیونکہ ضمیر کی حالت ادنیٰ دنیاوی شخصیت کی ایک صفت یعنے کیفیت ہے اور تیجسی یعنے نور بھی اوسی ضمیر کے

حالت اعلیٰ کی منور صورت ہے صرف وہ منوری بوجہ نور عقل یعنے بدہی کے ہے اسلیئے بغیر اون کیفیتوں کے کہ جو بدہی روح انسانی سے عارضی طور پر حاصل کرتی ہے اور جنکی وجہ سے وہ اس دہوکہ کے عالم میں روح محیط سے دوران جسمی میں علیحدہ معلوم ہوتی ہے بغیر شخصیت رہ جاتی ہے یعنے بدہی منس یعنے عقل اور ضمیر کا مجموعہ نہ نو مر سکتا ہے نہ اوسکی مجموعی کیفیت یعنی انانیت اور آگاہی زائل ہوتی ہے اور چونکہ یہہ دونوں جملہ گذشتہ جسمانی حالتوں میں باہم پیوستہ رہتے ہیں اسلیئے یادداشت سابقہ بہی گم نہیں ہوتی لیکن جو عالم روحانی کے قائل نہیں ہیں اونکی روح انسانی کو روح آلھی کا جو بدہی یعنے عقل سے مراد ہے۔ کچھہ نور بہی نہیں پہونچتا بلکہ اوسکے وجود کا یقین ہی نہیں ہوتا تو وہ روح لافانی نہیں ہو سکتی اسلیئے اونکی روح بوجہ اوسکے کہ روح آلھی یعنے بدہی لافانی ہے لافانی نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر تم یہہ کہو کہ اگر روح لافانی ہے تو اوسکا نور جو انسانکے چہرہ پر عیاں ہوتا ہے وہ بہی لافانی ہے تو یہہ بات درست نہیں کیونکہ یہہ نور تو صرف ایک عارضی ظہور ہے۔

س آپ کی مراد یہہ ہے کہ میں اصل اور اوسکے عکس کو یکساں سمجھتا ہوں یعنے سبب اور نتیجہ دونوں میں فرق نہیں کرتا اسلیئے میری سمجھہ میں نہیں آتا۔

ج ہاں یہی تو میں کہتا ہوں تجسی یعنے نور جب ضمیر یعنے روح انسانی سے محدود ہوتی ہے تو اوسکا نور صرف عارضی ہوتا ہے۔ کیونکہ قیام ابدی اور آگاہی انسانکی دنیاوی شخصیت کیلیئے بعد موت کے صرف متعلقہ صفتیں بنجاتی ہیں کیونکہ اونکا وجود تعلقات اور تیقنات پر منحصر ہے کہ جو روح انسانی حیات جسمانی کی حالت میں خود پیدا کرتی ہیں کرم یعنے اعمال متواتر اپنا فعل کرتے رہتے ہیں اور جو افعال ہم اپنی حیات میں کرتے ہیں اونکا نتیجہ یعنے پہل بعد مرنیکے ملتا ہے۔

س — اگر جیو آتما یعنے انانیت روحانی بعد فنا ہونے جسم کے بالکل بے خبر ہو جاتی ہے تو پچھلے جنم کے گناہوں کی سزا کسطرح اوٹھاتی ہے۔

ج — کرم یعنے گناہوں کی سزا جیو آتما یعنے انانیت روحانی کو اوسکے دوسرے جنم یعنے دوسری دفعہ جسم اختیار کرنے پر ملتی ہے اور بعد مرنیکے جو آرام ملتا ہے وہ اون تکلیفات کے عوض میں ملتا ہے کہ جو پچھلے جنم میں اسکو ایسے سببوں سے سہنی پڑتی ہیں کہ جنمیں خاص اوسکا کوئی قصور نہیں ہے جو روحانی وجود کے قابل نہیں ہیں اونکی سزا یہہ ہے کہ وہ آرام جو بعد موتکے اور روحوں کو ملتا ہے اونکو نہیں ملتا کرم یعنے اعمال شخصیت جسمانی کے فعل ہیں اور نیز روحانی انانیت کے خیالات اور نیت کے نتیجے ہیں اور جو کرم حیات جسمانی کی حالت میں پچھلے اعمال کی سزا شخصیت کو پہونچاتے ہیں وہی پہر آئندہ جنم کی نئی سزائیں دینے سے پہلے جیو آتما کو کچھہ دیر تک آرام دیکر سزا برداشت کرنیکے قابل کر دیتے ہیں اور اگر یہہ کہا جاوے کہ کوئی بھی جسمانی اور طبعی تکلیف زندگی انسانی ایسی نہیں ہے کہ جو پہلے اعمال کی سزا نہو اور پہر جبکہ اوسکو وہ اعمال بالکل یاد نہیں رہتے ہیں اور اسیوجہہ سے اون سزاؤنکا پانا اوسکو سراسر ظلم معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اس زندگی میں اوسنے کوئی ایسا گناہ نہیں کیا کہ جسکی عوض میں وہ سزائیں بہگت رہا ہے تو یہہ صورت ہی بعد مرنیکے کسیقدر عرصہ کے لئے اوسکو آرام پانیکا مستحق کر سکتی ہے روحانی انانیت کو تکلیفات سے چھوڑانیکے لئے موت ہی گویا رفیق کا کام کرتی ہے جو باوجود ہونے یقین حیات روحانی کے اعمال اچھے کرتے ہیں تو اون کو درمیانی عرصہ یعنے موت کے بعد اور دوسرے جنم لینے سے پہلے جسکو حالت دیواچن کہتے ہیں اسطرح گذارنا پڑتا ہے جیسے کہ بے خبر گہری نیند کی حالت ہوتی ہے یا آرام اور خوشی کی خیالات

ایسے موہوم سایہ کیطرح بطور خواب کے معلوم ہوتے ہیں کہ اونکی کامل کیفیت اور لطف اوسکو حاصل نہیں ہوتے اور لوگونکو وہ حالت دلچسپ نظارونکے خواب کی طرح آرام اور خوشبو کی کیفیت صاف طورپر نظر آنیکی وجہہ سے پورا لطف دیتی ہے ۔

س | تو انسان کو ہمیشہ نابینے کی طرح بیخبری ہیں اون اعمالونکی سزا بہگتنی پڑتی ہے کہ جو روح یعنے جیو آتمانے اوسپر عاید کئے ہیں ۔

ج | نہیں بالکل بیخبری تو نہیں ہوتی کیونکہ عین موت کے وقت ہرایک انسان خواہ موت ناگہانی ہی ہو اپنی پہلی زندگی کے سارے اعمال بال بال تک دیکہہ لیتا ہے اور ایک لحمہ کے واسطے روح انسانی ہمہ دان روحانی انانیت بنجاتی ہے اب اوسکو اپنی اصلی حالت معلوم ہوتی ہے اور اپنی زندگی کے سارے اعمال اوسکے روبرو آتے ہیں تب جو تکلیفات اوسکو پہونچتی ہیں اوسکو واجب نظر آتے ہیں ۔

س | یہہ کیفیت کیا ہرایک سے ہوتی ہے ۔

ج | ہاں ہرایک شخص کو مرتے وقت اپنے سارے اعمال اور گناہ صاف صاف نظر آجاتے ہیں اور تب وہ یہہ بہی سمجہہ لیتا ہے کہ جو تکلیفات ہینے سہی ہیں وہ ان گناہونکے بدلے ہیں اور جو نیک اور پرہیزگار یعنے عابد اور عارف ہوتے ہیں اونکو صرف اپنے موجودہ جنم کے حالات ہی نہیں بلکہ پچہلے کئی جنمونکے اعمال بہی معلوم ہوجاتے ہیں ۔

س | دوبارہ جنم لینے سے پہلے بہی کچہہ اس قسم کی خبر ہوجاتی ہے ۔

ج | جسطرح مرتے وقت انسانکو اپنی حیات کے سارے اعمال نظر آجاتے ہیں اوسی طرح دنیا میں دوبارہ جنم لینے سے پہلے جب جیو آتما حالت دیوا چن سے جاگتی ہے تو اوسکو جو جنم اب ہونے والا ہے اوس کے آئیندہ حالات اور وہ سارے اسباب

جس سے وہ نتیجے ظاہر ہونیوالے ہوتے ہیں ہو بہو نظر آجاتے ہیں اور اوسوقت بھی اوسکی حالت اوسیطرح ہمہ دانی کی ہو جاتی ہے کہ جیسی موت کے وقت ہوتی ہے اور وہ سنہری تاگا ہر ایک موتی کو دیکھتا ہے کہ جو اوسمیں پروے جاتی ہیں۔

معدومی کے اصل معنے

س بعض تھیو صوفسٹ یعنے برہم بدّیا والے جسکو عالمان معرفت کہتے ہیں کہا کرتے ہیں کہ سنہری تاگے میں انسانکی زندگیاں پروئی ہوئی ہیں اس سے کیا مراد ہے۔

ج ہندوؤنکی مقدس کتابونمیں لکھا ہے کہ وہ شئی جو بار بار جنم لیتی ہے انسانکی روح یعنے سوتر آتما ہے سوتر سوتکو یعنے تاگے کو کہتے ہیں اور آتما۔ روح یعنے انانیت کا نام ہے روحانی انانیت کے تاگے سے تشبیہ دیگئی ہے اور وہ تاگا من اور بدّہی یعنے ضمیر اور عقل کا مجموعہ ہے جسمیں من یعنے ضمیر کی یادگار یعنے تجربے جو اوسکو پچھلے جنمونمیں ہوئے ہوں جمع ہوجاتے ہیں یہہ تشبیہ اسلئے دیگئی ہے۔ کہ جسطرح ایک تاگے میں کئی موتیوں کی دانے پروئے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ تاگہ ہر ایک موتے کے اندر سے ہو کر گذرتا ہے اسیطرح روحانی انانیت کئے جنمونکے علیحدہ علیحدہ حالتونمیں ہو کر گذرتی ہے لیکن بذاتہٖ خود ایک ہی مختلف حالتونمیں قایم رہتی ہے بعضے اوپنشدونمیں بار بار کے جنم لینے اور مرنیکو انسانکے روزمرّہ جاگنے اور سونے سے تشبیہ دیگئی ہے۔

س یہہ تشبیہ تو بہت صاف معلوم نہیں ہوتی کیونکہ جب انسان جاگتا ہے تو اوسکے لئے نیا دن ہوتا ہے لیکن اوسکا جسم اور روح ہر دونوں وہی ہوتے ہیں کہ جو سونے سے پہلے تھے مگر نئے جنم لینے سے صرف جسم ہی نہیں بدل جاتا بلکہ اندرونی ضمیر اور قوت

مزاجی وغیرہ سب ہی تبدیل ہو جاتے ہیں علاوہ بریں انسان جب نیند سے جاگتا ہے
تو جو کچھہ اوسنے کل پرسوں بلکہ مہینوں یا برسوں پہلے کیا ہے وہ سب کچھہ اوسے
بخوبی یاد رہتا ہے لیکن پچھلے جنم کی کوئی بات بھی کسیکو یاد نہیں رہتی خواہ رات
کے خواب کی باتیں جاگنے پر ساری یاد نہ رہیں تاہم انسان یہہ تو جانتا ہے کہ میں سویا
اور نیند کے عرصہ میں جیتا ہی رہا پر پچھلے جنم کی کوئی بات بھی موت کیوقت سے پہلے
نہیں یاد رہتی اسکی کیا وجہ ہے ۔

ج بعض لوگونکو حیات میں ہی پچھلے جنمونکی باتیں یاد ہوتی ہیں لیکن یہہ لوگ رسیدہ
یعنے بدھ ۔ مہاتما ۔ اولیا وغیرہ کہلاتے ہیں اور جوگی یعنے شاغلان اسحالت
کو سہم ۔ اسم ۔ بدھ یعنے پچھلے سارے جنمونکی باتیں یاد رکھنے والے کہتے ہیں ۔

س لیکن معمولی فانی انسان جو اوس حالت کو نہیں پہنچتے ہیں وہ اس تشبیہ کو کسطرح سمجھیں

ج اگر انسان تین قسم کی نیند کی حالت کو بغور سمجھنے کی کوشش کرے تو اس مسئلہ کو سمجھہ سکتا
ہے نیند ہر ایک جاندار کو لازمی ہے لیکن نیند کی مختلف قسمیں ہیں اور علی ہذالقیاس
خواب اور مظاہیر کی بھی مختلف قسمیں ہیں ۔

س یہہ تو اور طرف کی بات ہے وہ لوگ جو حیات روحانی کے قایل نہیں ہیں خواب کو
تو مانتے ہیں لیکن روح کی لافانیت کو نہیں مانتے ۔

ج جو نہیں مانتے ہیں اونکی روح لافانی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ روح بدھی تیجسی یعنے عقل منور
کے درجہ تک نہیں پہنچیگی وہ صرف من یعنے ضمیر کی حالت تک پہنچتے ہے اور من بذات
خود فانی ہے جو روحانی حیات ابدی حاصل کرنا چاہتا ہے اوسکو جسمانی زندگی کیحالت میں
ہی اوس حیات کی ہستی کا تیقن پیدا کرنا چاہیے کہ جس سے وہ ہستی قیام پکڑ جاے بعد

موت کے روح کی حالت بقدر فکر اوسکے ان تینوں حالتوں میں سے کسی ایک حالت کی ہوتی ہی وہ تینوں حالتیں یہہ ہیں کہ یا تو بعد فنا ہونے جسم کے کامل ہوش یا خبرداری رہتی ہے دویم نیم خواب کی سی حالت ہوتی ہے یا بیخبر نیند یعنے بالکل بیخبری گویا معدومی کی سی حالت ہوجاتی ہی نیند کی یہی تین حالتیں ہیں اطبا خواب کے اور اوسکے مظاہر کے سبب یہہ بتلاتے ہیں کہ جاگنے کی حالت میں بلا جانے بوجھے جو خیال یا فعل انسان کرتا ہی خواب میں اوسکو وہی نظر آتا ہے تو پھر بعد مرنیکے جو خواب کی حالت ہوتی ہے اوسکو بھی اسیطرح کیوں نہیں مانتے ہم کہتے ہیں کہ موت بھی نیند ہے اور بعد ہونیکے روحانی آنکھوں کے سامنے جو جو خیالات اور افعال یعنے حالت جسمانی میں پیدا کئے ہوں اور ترتیب دئے ہوں اونہی کا مناظرہ تماشے کیطرح شروع ہوجاتا ہے جسکا جیسا یقین جم ہوا ہوتا ہے اوسکو موت کے بعد ویسے ہی خواب دکھلائی دیتے ہیں مثلاً اگر کسیکا یقین کامل اسبات پر جما ہوا ہو کہ بعد مرنیکے بہشت میں سونے چاندی کے محل یا صاف پانی کے چشمے یا حوریں ملینگی تو خواہ وہ حالت عارضی ہی ہو وہی باتیں اوسکو خواب کیطرح نظر آوینگی۔

س — اب کچھ سمجھ میں آیا وہ لوگ جو حواس ظاہری یعنے حواس خمسہ سے جنکا وجود مان سکتے ہیں اونکے سوائے اور کسی شئی کی ہستی کے قائل نہیں ہیں اور صرف دنیاوی زندگی کو ہی چیتن یعنے آگاہی کی حالت مانتے ہیں پس اونکے یقین کے بموجب اونکی شخصیت جسمانی یعنے روح حیوانی دوسری دفعہ جنم لینے سے پہلے مرجاویگی یا بالکل بیہوش ہو جائیگی اور بالکل بیخبری کی حالت میں ہوگی یہی مراد ہے نا۔

ج — ہاں عنقریب یہی بات ہے یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ دو قسم کی باہوش یعنے آگاہ زندگی ہوتی ہے ایک جسمانی یعنے دنیاوی اور دوسری روحانی روحانی زندگی برحق

اور صحیح ہے کیونکہ وہ مدامی ناقابل تبدیلی اور لافانی انانیت روحانی ہے اور دوسری زندگی یعنے دنیاوی جسمانی حالت ہے وہ غیر مستقل یعنے عارضی اور دمبدم صورت تبدیل کرنے والی سراسر ادہو کے کا سا تماشا ہے اور لافانی انانیت روحانی اوس صورت میں مختلف جامے پہن کر طرح طرح کے رنگ ڈہنگ دکہلاتے ہے اور بذات خود بدستور قایم رہتی ہے اور اون مختلف لباسوں کا سوائے اوس جزو لطیف کے کہ جو انانیت روحانے پر اثر پزیر ہونیکے قابل ہوتا ہے اور سب کچہہ فنا ہوجاتا ہے۔

س کیا دنیاوی آگاہ شخصیت اسطور سے فنا ہوجاتی ہے کہ اوسکا کچہہ بہی نشان باقی نہیں رہتا

ج بیشک وہ بالکل فنا ہوجاتی ہے صرف اوسکے وہ لطیف صفتیں قایم رہتی ہیں کہ جو روحانی انانیت کے ساتہہ ملی رہنے کے سبب سے خود بہی روحانی انانیت کا جزو بنگئے ہوں لیکن جو روحانی وجود کا یقین بہی نہیں رکہتے ہیں اونکی شخصیت یعنے ضمیر کا تو کوئی جزو بہی لافانی نہیں ہوسکتا کیونکہ بدہی یعنے عقل لافانی کی روشنی بہی دہاں تک نہیں پہنچے ہے۔ روحانی انانیت لافانی ہے لیکن شخصیت میں سے صرف اوسیقدر لافانی ہوسکتا ہے کہ جو بدہی یعنے لافانی عقل کے ساتہہ استزاج پکڑ گیا ہو جسطرح پہولوں میں جو تل رکہے جاتی ہیں اونمیں پہولونکی خوشبو سرایت کرجاتی ہے یعنے پہولونکی صرف خوشبو ہی تلونمیں داخل ہوتی ہے پہول بجنس داخل نہیں ہوسکتا جسطرح کہ پہول خوشبو اوڑجانیکے بعدمرجہا کملا کر سوکہہ ساکہہ کر ضایع ہوجاتا ہے اسیطرح شخصیت دنیاوی بہی معدوم ہوجاتی ہے۔

س لیکن اس تقریر سے میری یہہ سمجہہ میں نہیں آیا کہ آپ حیات روحانی کو کیوں لافانی اور لامحدود اور برحق کہتے ہیں اور حیات دنیاوی کو صرف دہوکہہ اور وہم بتلاتے ہیں کیونکہ جو

زندگی بعد موت کے ہوتی ہے خواہ اوسکا عرصہ بمقابلہ حیات دنیاوی کے کتنا ہی دراز ہوتاہم اوس کی حد تو ہے ۔

ج بیشک یہہ بات تو صحیح ہے انانیت روحانی جنم اور موت کے درمیانکے عرصہ میں متواتر حرکت کرتی رہتی ہے اور چونکہ حیات اور موت کے عرصے محدود ہیں اور اونکی ابتدا اور انتہا بھی ہے لیکن روحانی انانیت بذات خود دائمی یعنے لامحدود ہے اسلئے وہ اپنا دورہ ایام محدود کا پورا کر لیتی ہے تو پھر اصل ہستی ہی قایم رہجاتی ہے اور وہ عرصہ محدود انانیت روحانی کے درجہ بدرجہ اپنی ترقی کر کے اصلی حالت الہی تک پہونچنے میں کچہہ مخل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک عرصہ اوسکے لئے اوسکے اصلی درجہ تک پہونچانیکے واسطے ایک لازمی وسیلہ ہوتا ہے اسمیں دردکہہ سوکہہ کے تجربے اوسکو ہوتے رہتے ہیں اور شہد کی مکھی کیطرح ہر پھول میں سے وہ شہد حاصل کر کے فضلہ کیڑے مکوڑوں کے واسطے چھوڑتی جاتی ہے اور اسی شہد یعنے عسل سے اوسکی اصلیت بنتی جاتی ہے یہانتک کہ وہ دیان۔ چوہان یعنے روح پاک بنجاتی ہے جس جنم میں یعنے جس حیات جسمانی سے اوسکو کچہہ شہد حاصل نہیں ہوتا ہے گویا وہ عرصہ اور وہ جنم اوسکا ناحق برباد جاتا ہے چنانچہ جس جسم میں ایسا شہد پیدا نہو اوسکی اصلیت حیات جسمانی کے بعد آگاہی کے ساتہہ قایم نہیں رہتی ۔

س اس سے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شخصیت دنیاوی کے لئے لافانیت اور بہی محدود ہے تو کیا لافانیت بہی لامحدود نہیں ہے ۔

ج لافانیت روح انسان لامحدود نہیں ہے مگر لافانیت بذات خود لامحدود ہے اور حالت لاوجودی ہے علیحدہ نہیں ہے اور یہی حالت روح انسان کو لافانی ہونیکے لئے حاصل کرنی پڑتی ہے جو کچہہ ست ہے وہی قدیم اور لافانی ہے اس لئے لافانیت اور بقاء ذات

دونو صفتیں لا محدود ہیں - مادہ روح کا دوسرا قطب یعنے دوسرا سرا ہے اصل میں دونوں ایک ہی ہیں اور ان تینونکا جوہر یعنے روح اور قوت اور مادہ تینوں ایک ہی جوہر میں موجود ہیں اور اوس جوہر کی نہ تو ابتدا اور نہ انتہا ہے اور اسی تثلیث کا مجموعہ جو وحدت ہے وہی اظہار جسمانی کی صورت میں ہمارے وہم یعنے دہوکہہ کی وجہہ سے عالم ظاہرہ نظر آتا ہے اسلئے ہم نروان یعنے حیات محیط کو ہی اصل اور برحق جانتے ہیں اور جملہ حالات علاوہ اوسکے مع شخصیت حالت دیباچن وغیرہ سب ہی کو مایہ یعنے دہوکے کا کہیل سمجھتے ہیں -

س | اچھا پہر نیند کو اصل اور جاگنے کو دہوکہہ کیحالت کیوں کہا جاتا ہے -

ج | یہہ صرف سمجھانیکے واسطے بطور تشبیہ کے کہا جاتا ہے -

س | پہر بہی میری سمجھہ میں نہیں آتا ہے کہ جب اگلا جنم پچھلے جنم کے اعمال کے بموجب دکھہ یا سوکہہ کا ہوتا ہے تو پہر وہ لوگ جو حیات روحانی کے قایل نہیں ہیں تاہم نیک نیت اور نیک اطوار رکھتے ہیں اونکی شخصیت کا مرجھائے ہوئے پہول کیطرح سوائے فضلہ کے اور کچھہ بہی باقی نرہے یہہ تو قرین انصاف معلوم نہیں ہوتا -

ج | ہمنے تو یہہ بات نہیں کہی خواہ کوئی کیسا ہی منکر ہو اوسکی روحانی احدیت بالکل معدوم نہیں ہوتی صرف یہہ کہا گیا ہے کہ ہوش یعنے آگاہی ایسے شخصونکی جزوًا یا مطلقًا جاتی رہتی ہے یعنے ایسا ہو سکتا ہے کہ اوسکی شخصیت کا کوئی بہی با ہوش جزو قایم نرہے -

س | پہر تو یہہ آپ ہی معدوم ہو گئے -

ج | نہیں ہرگز نہیں یہہ ایسا ہے کہ جیسا کوئی ریل کا مسافر ریل میں سوار ہو کر ایسی غافل نیند میں سو وے کہ کئی اسٹیشن گذر جائیں اور اوسکو کسی کی بابت ذرہ بہی خبر نہو اور کئی اسٹیشنونکے بعد کسی ایک اسٹیشن پر اوسکی آنکھہ کہلے تو اوسے ہوش آوے کہ اب کس اسٹیشن پر پہونچا اور کئے

اسٹیشن پیچھے رہ گئے کہ اونکو وہ دیکھنے نہ پایا تین قسم کی نیند بتلائی گئی ہے یعنے ایک بالکل غافل نیند کہ جسمیں خواب بھی نہیں آتا اور دوسری ایسی نیند کہ جسمیں خواب موہوم آتے ہیں اور تیسرے ایسی نیند کہ جسمیں خواب بالکل سچ معلوم ہوتا ہے اگر تم اس آخیر والے خواب کی حالت کو مانتے ہو تو تم موہوم خواب کی حالت کو کیوں نہیں مانتے اسیطرح جسکو حیات روحانی کا خیال بھی نہیں آتا ہے اوسکی حالت بعد موت کے دوسرے جنم سے پہلے بعینہ غفلت کی نیند یعنے معدومیت کیطرح ہوگی لیکن وہ لوگ جو علاوہ منکر ہونیکے بالکل خودپسند اور خودغرض ہوں جسمیں ہمدردی کا جوہر مطلق موجود نہو اور جو دنیا میں سوائے اپنے ذاتی غرض کے اور کچھہ سروکار نہ رکھتے ہوں اونکی شخصیت موتکے بعد بالکل گم ہو جائیگی یعنے اونکو کوئی ذریعہ نہوگا کہ جس سے اپنے تئیں سوتر آتما یعنے روح کے تاگے سے اٹکائیں۔ چنانچہ موت کے واقعہ ہوتے ہی سوتر آتما کے ساتھہ اونکا رشتہ ٹوٹ جائیگا ایسی حالت میں دیباچن کا آرام بالکل نہیں ملیگا اور موت کے بعد فوراً ہی دوسرا جسم انانیت روحانی کو اختیار کرنا پڑیگا لیکن وہ لوگ کہ جو سوائے منکر ہونیکے اور کوئی گناہ نہیں کرتے ہیں صرف ایک ہی اسٹیشن نیند کی غفلت میں بلا دیکھے چھوڑ جائینگے اور پہر کبھی نہ کبھی اونہیں ہوش آویگا اور تب شاید وہ اس ایک اسٹیشن کی بےخبری کو پچھتائیں۔

س اس صورت میں اگر یہہ کہا جاوے کہ موت گویا ایک نیا جنم ہے یعنے حیات ابدی کیطرف واپس جانا ہے۔ تو کیا سچ ہے ؟

ج ہاں کچھہ بیجا نہیں لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جنم بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں۔ مُردے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں اسمیں تو گویا قدرت ناکامیاب ہی رہتی ہے اور پہر آجکل کی روشنی کے بموجب تو زندگی اور وجود مرنیکے بعد کی حیات روحانی کو تو کہا ہی نہیں جاتا کیونکہ وہ تو صرف دنیاوی

زندگی کو ہی ہستی مانتے ہیں اور بعض روحانی زندگی کو بھی ایسی ہی زندگی مانتے ہیں یعنے
اوسمیں بھی کہانا پینا شادی کرنا اور اپسرا حور وغیرہ کی صحبت وغیرہ عیش و آسایش
جسمانی مانتے ہیں چونکہ بہت سے لوگونکے خیالات ایسے ہی جمے ہوئے ہیں اسی سبب
سے حیات دنیاوی اور حیات روحانی کا فرق اچھی طرح سمجھہ میں نہیں آتا۔

س روح محیط - احدیت روحانی - انانیت روحانی - روح حیوانی - اور شخصیت وغیرہ
الفاظ کی تشریح اچھی طرح سمجھہ میں نہیں آتی اگر انکو دوبارہ زیادہ مفصل طور پر سمجھادیں
تو شاید بہت سے شبہات نکلجاویں۔

ج ہاں یہہ بات درست معلوم ہوتی ہے اسلیے میں دوبارہ مفصل طور پر سمجھانیکی کوشش کرتا
ہوں تم غور سے سنو مسٹر اے - پی سنٹ صاحب لکہتے ہیں کہ احدیت روحانی
انسانکی درجہ بدرجہ روحانی اور جسمانی حالتونمیں دورہ کرتے ہوئی ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ
کو اپنے کرم یعنے افعال کے بموجب طے کرتی جاتی ہے اور اپنے پچھلے اعمال کے بموجب حیات
جسمانی بہوگتی ہے اور اوس جنم کے حالات کے موافق جسقدر موقعہ ملتا ہے نئے کرم یعنے نئے
اعمال اچھے یا برے پیدا کرتی ہے اور بعد ہر حیات جسمانی کے درمیانی حالت کام لوک میں سے
گذر کر دیواچن کی حالت روحانی میں پہونچتی ہے تاکہ اوس حالت میں آرام کرے اور دوسرے
دورہ کے لئے مستعد ہو جاوے اور جسقدر تجربہ حیات جسمانی سے دنیا میں حاصل ہوا ہو
وہ اوسمیں اچھی طرح امتزاج پکڑجائے جو عرصہ ہر ایک روح کو مختلف طبقات جسمانی یا روحانی
کے طے کرنے میں صرف ہوتا ہے اوسکی میعاد ہر ایک کے لئے یکسان نہیں ہوسکتی مثلاً
حالت کام لوک میں کسی کی روح زیادہ عرصہ تک اور کسی کی روح بہت کم عرصہ تک
رہتی ہے چنانچہ دوسرا مقام دیواچن بھی ایسے ہی سمجھنا چاہیئے اور روح کی حالت

بتدریج تبدیل ہوتی ہے یک لخت نہیں پلٹتی اور جب ایک حالت سے دوسری حالت میں پہونچتی ہے تو پچھلی حالت کی کچھہ نہ کچھہ تاثیر اور کیفیت اسمیں موجود ہوتی ہے علیٰ ہذا القیاس اوسنے حالت کے خاتمہ سے پہلے ہی آئندہ یعنے حالت بالاتر کی کچھہ کچھہ کیفیت اور تاثیر ہونے لگتی ہے پس احدیت روحانی کا اصل مقام روح محیط ہے اور جو جزو اوسکا اوسمیں ہوتا ہے وہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا نہ کوئی صورت پکڑتا ہے اوسی کو پرماتما کہتے ہیں اسی کا نام تہیوصوفی میں آتما کہا گیا ہے اور یہی روح محیط اور ابیکت اور ہستی مطلق وغیرہ ناموں سے موسوم ہے اور اسکو پار برہم باری تعالیٰ وغیرہ بھی کہتے ہیں حالت سمادہی یعنے حالت جذب میں درجہ اعلیٰ کی روحانی آگاہی یعنے ہوش عارف کامل کی اوسی وحدت میں جذب ہو جاتی ہے کہ جسکو آتما کہتے ہیں اسیلئے اوسکے لئے کوئی وجود ظاہری نہیں ہوتا احدیت کو کتب تہیوصوفی میں سلف لکھا ہے جسکے معنے خود ہے بعض لوگ اس لفظ میں اور لفظ انانیت میں کہ جسکو کتب تہیوصوفی میں ایگو لکھا ہے جس سے مراد روح انسانی ہے کچھہ فرق نہیں سمجھتے حالانکہ لفظ پرماتما اور احدیت اور سلف اور خود سے مراد خدا ہے من یعنے ضمیر (جسکو سنسکرت میں کارن شریر بہی کہتے ہیں) جب اوسکے اوس جزو اعلیٰ سے مراد ہو کہ جو بدہی کی روشنی سے منور ہے تو اوسکو ہائر ایگو یعنے انانیت اعلیٰ کہہ سکتے ہیں لیکن ہرگز ہائر سلف یعنے احدیت اعلیٰ نہیں کہہ سکتے کیونکہ بدہی یعنے عقل بھی بذات خود خدا نہیں ہے صرف اوسکا ظرف یا ادہار ہے بدہی کو یعنے عقل کو اسپرچوال سول یعنے لطیف تر روح بھی کہتے ہیں۔

ہائر سلف	اس سے مراد خدا تعالیٰ یعنے پرماتما ہے کہ جسکو کتب تہیوصوفی میں آتما لکھا ہے اور لکھا ہے کہ یہہ روح محیط یعنے سرو بیاپک پرماتما کی ایسی ایک کرن ہے کہ اوس سے علیحدہ نہیں ہو سکتی یہی پرماتما اور برہم اور ایشر وغیرہ

کے نام سے نامزد ہے جسکی روح میں اوسکا پورا نور پہونچا ہے وہی روح
اعلیٰ اور پاک ہے ۔

اسپرچوال ایگو

اس سے مراد لطیف تر روح یعنے بدھی ہے جو ضمیر کے یعنے من کے درجہ
اعلیٰ سے ملی ہوئی ہونیکی وجہہ سے احدیت روحانی کہلاتی ہے اور یہہ آتما کا ظرف ہے

ہائیر ایگو

اس سے مراد انانیت روحانی ہے یہہ من یعنے ضمیر ہے جو بدھی کو علیحدہ سمجھکر
انسانکا پانچواں جوہر کہا گیا ہے اسی کو روح انسانی کہتے ہیں اور من یعنے
ضمیر جب بدھی یعنے عقل میں جذب ہو جاتی ہے تب ہی اوسکو سپرچوال
ایگو یعنے احدیت روحانی کہتے ہیں اور یہی روح یعنے انانیت لافانی ہے
جو بار بار جنم لیتی ہے اور اسی کو جیو آتما بھی کہتے ہیں ۔

پرسنل ایگو یا لوور ایگو

اس سے مراد انسان معہ اپنے جسم اور من یعنے ضمیر ادنیٰ یا روح حیوانی کے
ہے جسکو شخصیت فانی کہا جاتا ہے اور جسمیں من یعنے ضمیر کا ادنیٰ حصہ
کام روپ یعنے طبق خواہشات میں بلکہ جسم لطیف اور جسم کثیف پر کام کرتا ہے

اب باقی رہا پران یعنے جان یہہ آتما کی قوت کا ظہور ہے یہہ جوہر کل عالم پر محیط ہے
اور ہر ایک شئی کے وجود کی حالت قایم رکھنے کے لئے ایک جوہر لازمی ہے اب تم سمجھہ گئے ۔

س ہاں اب سب باتیں اچھی طرح سمجھہ گیا ۔

باب دسواں

من یعنے ضمیر کی کیفیت

انانیت روحانی یعنے جیوآتما کا راز

س — کہتے ہیں کہ اسکند یعنے صفات معہ یادداشت ہر ایک جنم میں تبدیل ہوجاتے ہیں یہہ کہاجاتا ہے کہ پچھلے جنم کی یادگار جو اسکند یعنے صفتوں سے مرکب ہے قائم رہتی ہے میری عقل سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا شئی ہے جو قایم رہتی ہے کیا وہ صرف گمان یعنے وہم قایم رہتے ہیں یا وہ صفتیں ہیں یا وہ انانیت روحانی ہے کہ جسکو من یعنے ضمیر کہتے ہیں۔

ج — میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ انانیت روحانی کل حیات دوراں ہیں یعنے مختلف جنموں میں بجائے خود ایک خیال کرنیوالی لطیف شئی کیطرح لافانی موجود رہتی ہے اور گمان اور وہم اوس روحانی یادگار سے مراد ہے کہ جو حالت دیباچن میں وجود جسمانی کی صفتیں اور کیفیتیں اوسپر اثر پذیر ہوتی ہیں جس کے ذریعہ سے وہ اوس حالت میں اپنی انانیت کی شناخت رکہتی ہے کیونکہ حالت دیباچن گویا حیات دنیاوی کا ایک سلسلہ ہی ہے اور جو حیات دنیاوی آنند یعنے خوشی کی حالتیں ہوتی ہیں اونکو اس عرصہ میں روح یاد رکہتی ہے۔

س — توگویا روح باوجود ہونے جوہر الہی کے دو جنم کے درمیان کے عرصہ میں حالت غفلت یعنے عارضی دیوانگی کی حالت میں رہتی ہے۔

ج — تم چاہے کسی طرح سمجھو ہمارا تو یقین یہہ ہے کہ سوائے اوس ہستی مطلق کے سب کچھہ صرف دہوکے کا تماشا ہے۔ اسلیے ہم اوس حالت کو دیوانگی کی حالت نہیں سمجھتے بلکہ قانون قدرت کا ایک معمولی عمل اور حیات دنیاوی کا ایک ترقی کا درجہ سمجھتے ہیں کہ جو لازمی ہے۔ حیات دنیاوی

کیا ہے یہہ بہی متواتر تبدیل ہونے والے خیالات اور تصورات و جذبات کا مجموعہ ہے عالم جوانی میں انسان جب اپنی طبیعت کسی معشوق کیطرف مائل کرتا ہے تو اس میں کیسا محو ہوجاتا ہے اور پہر چند سال بعد جب جوانی کا جوش کچہہ کم ہوجاتا ہے تو جوش جوانی اور حالت عشق میں جو جو فعل کرتا ہے اونپر غور کرکے اپنے دل میں کیسا ہنستا ہے اور اون حرکات کو کسطرح محض نادانی سمجہتا ہے پس ہزیل برس کی عمر میں جو انسان ہوتا ہے عالم ضعیفی میں وہی انسان اور کا اور بنجاتا ہے حالانکہ اوسکی روح وہی رہتی ہے کیا تم انسانکے مزاج میں اس قسم کی تبدیلی ہوجانیکو بہی دیوانگی سمجہتے ہو۔

س لیکن اوسکو کیا کہنا چاہئے اور کسطرح ایک حالت کو عارضی اور دوسری کو مستقل قرار دیا جاتا ہے

ج اس امر میں ہمارے عقاید ایسے ہیں کہ جنکی وجہہ سے اوسکے سمجہنے میں کوئی دقت واقع نہیں ہوتی اور وہ بہید یہہ ہے کہ ہم من یعنے ضمیر میں دو قسم کا چیتن یعنے ہوش قرار دیتے ہیں ایک تو ہوش یعنے آگاہی روحانی ہے جو من یعنے ضمیر کے اوس حصہ اعلیٰ کا کام ہے کہ جو بدہی یعنے عقل کی روشنی سے منور ہے اور جسکا علم اور ہوش لطیف یعنے روحانی ہے اور دوسرے آگاہی یعنے ہوش حواس خمسہ کے متعلق ہے جسکا حصر ضمیر ادنےٰ پر ہے اور جو محسوسات انسانکے دماغ اور آلات حواس سے علیحدہ نہیں ہوسکتی چنانچہ یہہ دوسری قسم کا ہوش جسکو عقل دماغی کہتے ہیں دماغ اور دیگر آلات حواس خمسہ پر حصر رکہتا ہے اور اسی لئے دماغ اور اون آلات کے ضایع ہونے پر خود بہی زائل ہوجاتا ہے فقط اول قسم کا ہوش یعنے ہوش روحانی جو لافانی ہے قایم رہتا ہے اور اوسکے سوائے اور سب کچہہ وہم یعنے دہوکے کی چیزوںسے متعلق ہے۔

س اس دہوکے یعنے عالم بے ثباتی کے لفظ سے یہاں کیا مراد ہے۔

ج عالم روحانی جو لافانی ہے وہی عالم ہستی اور اصلیت ہے اور جو کچھہ حواس خمسہ سے محسوس ہوتا ہے وہ سب عارضی یعنے فنا ہونیوالا ایک دہوکے کا تماشا ہے اور عالم ظاہری کی بنیاد اوس ہوش یعنے آگاہی روحانی پر قایم ہے کہ جو ست یعنے اصلی ہستی ہے اور وہ نہ تو ابتدا نہ انتہا رکہتی ہے اور اوس بنیاد اصلی ست مراد خیال کرنے والی انانیت ہے اور اوسی کو چاہے فرشتہ کہا چاہیے روح کہا چاہیے تو شتہ ندرستانی انہیں سے کسی نام سے نامزد کیا جا سکتا ہے اسلیئے چونکہ ہر ایک اعلی خیال اور اعلی خواہش اوسی کے ذریعے سے انسانکو پہنچتی ہیں اسلیئے وہ خیالات بہی مستقل اور لافانی ہیں اور اوس ہوش اور آگاہی کو جو حواس خمسہ کے متعلق ہیں اور کام روح یعنے خواہشات پر موقوف ہیں اور جو من یعنے ضمیر کے سایہ یعنے ادنی حصے سے روشنی پاتی ہیں روح حیوانی کہتے ہیں اور یہہ ہوش فانی ہے جب انسانکا جسم بوجہہ نیند یا کسی اور وجہہ سے بے حس و حرکت ہو جاتا ہے تو بہی اعلی درجہ کی آگاہی اپنا کام کرتی ہے لیکن آلہ دماغ بسبب نقص اپنے کے اوس آگاہی کو صحت کلی کے ساتہہ اور پوری طرح سے قبول نہیں کرتا

س لیکن اسکی کیا وجہہ ہے کہ من یعنے ضمیر جسکو آپ روح یعنے جوہر آلہی کہتے ہیں خرقہ انسانی میں گرفتار ہوکر ایسی بے قوت اور کمزور ہو جاتی ہے ۔

ج یہہ سوال تو تمہارا ایسا ہی ہے کہ جیسا تمنے کوئی پوچہے کہ قادر مطلق نے شیطان کو اپنا مقابلہ کیوں کرنے دیا اور وہ خود اور نیز اوسکے مخلوق کیوں اوسکی زبردستی سے لاچار ہوگئی اسکا جواب تو تم غالبًا یہی دوگے کہ خدا کے بہید خدا ہی جانے اسمیں بحث کرنا کفر ہے لیکن ہمارا جواب یہہ نہیں ہے اور نہ ہمارے عقاید میں ایسے بہیدونکی تحقیقات کی ممانعت ہے ہمارا جواب یہہ ہے کہ سوائے اوس صورت کے کہ جب کوئی روح پاک یعنے دیوتا اوتار لیکر دنیا میں آتا ہے کوئی جوہر الہی مادہ کثیف میں پہنسکر بے اختیار ہو جانے سے بری نہیں رہ سکتا ہر ایک شئی اپنی اپنی جگہہ

اختیار اور طاقت پوری رکھتی ہے اور دوسری کسی مخالف شئی کی حد اقتدار میں اوسکو مغلوب ہونا پڑتا ہے اور جب کوئی جوہر اپنے مصدر کے قریب تر ہوتا ہے تو اوس حالت میں عالم کثیف پر اوسکا پورا زور براہ راست اوسی صورت میں پہنچنا دشوار ہوتا ہے قوت آلہی اور قوت روحانی ہر ایک انسان میں مخفی ہے لیکن جسقدر بصارت روحانی وسیع ہوتی جائیگی اوسیقدر اوسکے اندر کا جوہر الہی روشن ہوتا جائیگا لیکن چونکہ بہت کم لوگ اوس جوہر آلہی سے آگاہ ہوتے ہیں اسلیئے وہ قوت ہماری ابتدائے خیالات اور سمجھہ کے بموجب محدود اور مخفی رہتے ہیں۔

س کیا یہی انانیت خدا ہے۔

ج نہیں یہہ انانیت محدود خدا نہیں ہوسکتی یہہ اوس بحر بیحد کا ایک قطرہ بمقدار ہے خدا وہ ہے جسکو روح محیط یعنے آتما کہتے ہیں انانیت کی اصلی بنیاد وہ بیحد روح محیط ہے لیکن جب سے وہ قطرہ خرقہ مادی میں گرفتار ہوا تب سے اوسکی قدرت و قوت محدود ہوگئی اب یہہ مسافر اپنے گھر سے دور ہوگیا جوں جوں اپنا سفر تمام کرکے مخالفونکے علاقہ سے اپنی ذاتی حد کیطرف پہنچتا جائیگا تیوں تیوں اوسکی طاقت اور خوشی بڑہتی جائیگی۔

من یعنے ضمیر کی دو صورتیں یعنے دو حیثیتیں

س ضمیر کی اصلی حیثیت اور اسکند یعنے متقتیں انسانکی جسطرح باہم تعلق رکھتے ہیں اوس کا کچھہ حال بیان فرمایئے۔

ج یہہ بات ذرہ پیچیدہ اور مشکل سی سمجھہ میں آنے والی ہے اور اسکا سمجھانا بھی کچھہ مشکل سا معاملہ ہے۔ من یعنے ضمیر ایک جوہر ہے اور اسی کو انانیت کہتے ہیں یہہ روحانی ہے

تاہم دوران تناسخ میں اُسکو بار بار جنم لینا پڑتا ہے اور ہر ایک جنم کیواسطے اوسکو ذمہ دار ہونا پڑتا ہے اور تکلیفات سبگتنی پڑتی ہیں بظاہر اس اصول کو ماننا دشوار معلوم ہوتا ہے لیکن جہان کے بہت سے لوگ اس بات کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اس اصول کے قایل ہیں ہیں تمہیں انانیت کا حال شروع سے سمجھاتا ہوں فرض کرو کہ روح ایک آسمانی مخلوق ہے جسکی اصلیت ذات آلہی ہے لیکن وہ روح بذات خود اسقدر پاک نہیں ہے کہ روح محیط میں ملجانیکے قابل ہو چنانچہ اوس درجہ تک پہنچنے کے قابل صفائی حاصل کرنیکی اوسکو ضرورت ہے اور یہہ صفائی صرف تب ہی حاصل ہوسکتی ہے کہ جب وہ انانیت معہ شخصیت یعنے روح اور جسم دونوں ملکر عالم آفرینش کے ہر ایک قسم کے وجود اور خیالات کا علم اور تجربہ حاصل کریں یعنے پہلے موجودات قسم ادنی سے گذرتا ہوا درجہ بدرجہ ترقی کرکے درجہ انسانیت کے جملہ درجات کو طے کرے اوسکا جوہر اصلی ضمیر یعنی من ہے اسلئے اوسکو منس پوتر یعنے ضمیر محیط کا بیٹا کہتے ہیں اسی ضمیر کی احدیت کی حالت کو تہنو صوفی ہیں انانیت روحانی یعنے انسانکے خیال کرنے والی روح کہتے ہیں کہ جو خرقہ جسمانی یعنے گوشت ہڈی کے جسم میں مقید ہوجاتی ہے یہہ انانیت روحانی ہے مادہ نہیں ہے اور یہی اوس مجموعہ مادہ کو کہ جسکو انسان اور منش یعنے من رکھنے والا کہتے ہیں جیتن یعنے آگاہی بخشتا ہے لیکن جنم لیتے ہی یعنے خرقہ انسانی کے پہنتے ہی اوسی من یعنے ضمیر کی دو صورتیں یعنے جیتن ہو جاتی ہیں ایک جوہر آلہی جسکو ضمیر اعلی کہتے ہیں اور جسکی رغبت اپنے اصلی مقام روحانی یعنے روح محیط ذات الہی کیطرف ہوتی ہے اور دوسرے انسانکی خیالی قوت جسکو ہوش حیوانی کہتے ہیں اور جسکو بوجہہ اعلی ہونے دماغ انسانکے عقل انسانی کہا جاتا ہے اوسکی رغبت خواہشات نفسانی کیطرف ہوتی ہے۔ ضمیر کے اوس حصہ کو ضمیر ادنی یا روح حیوانی کہتے ہیں انہیں سے ضمیر اعلی بدہی یعنے عقل کیطرف مایل ہوتی ہے اور ضمیر ادنی خواہشات اور جذبات حیوانی

کیطرف کشش کرتی ہے۔ خواہشات حیوانی کو دیباچن میں کچھہ دخل نہیں نہ وہ تثلیث الہی کے ساتھہ رہ سکتے ہیں یعنی آتما بدہی او رمن جسکو روحِ محیط عقل اور ضمیر اعلی کا مجموعہ کہتے ہیں وہ تثلیث الہی ایک ہوکر بیحد آنند کی حالت کو پہنچتی ہے اور یہی انانیت روحانی جو گناہ اوسکے خواص ادنی سے سرزد ہوتے ہیں اونکی ذمہ وار ہوتی ہے جسطرح نادان بچے اونکے قصور کے لئے اونکے ماں باپ ذمہ وار سمجھے جاتے ہیں۔

س کیا شخصیت ایسا ہی نادان بچہ ہے۔

ج ہاں شخصیت کو بھی ویسا ہی سمجھو جسم انسانکا معہ اپنی صفتونکے کہ جنکا مجموعہ اوسکی صورت ظاہری کا باعث ہے مرنیکے بعد ضائع ہو جاتا ہے لیکن عرصہ زندگی میں جو کچھہ ذخیرہ روحانی یعنے خیالات نیک رحم محبت وغیرہ جو خودغرضی سے پاک ہیں جمع ہوتے ہیں وہ انانیت روحانی میں چسپیدہ ہو جاتے ہیں جتنے کہ کل عرصہ خواب دیباچن میں وہی حالت دلچسپ خواب کی طرح اوس روح کے پیش نظر رہتے ہیں اور جب تک وہ حالت ختم ہوکر دوسرے جنم لینے کا وقت نہ آوے تب تک بدستور جاری رہتے ہیں۔

س یہہ جو تھیوصوفی والے آسیب وغیرہ کے عمل اور اونکے عاملونکو برا بتلاتے ہیں اوس کی کوئی خاص وجہہ ہے۔

ج بیشک برا بتلانیکی وجہہ معقول ہے عنقریب پچاس برس کا تجربہ آسیب وغیرہ ہوائی مخلوقونکا ہمکو حاصل ہے اور اونکی عموماً ساری کیفیتیں ہمکو معلوم ہیں جو اس علم کا حال باغور پڑہینگے اونکو اچھی طرح معلوم ہو جائیگا کہ یہہ عمل جس سے آسیب وغیرہ کا تعلق پیدا کیا جاتا ہے دین اور دنیا دونوں کے لئے خطرناک ہے۔

س کیا آپ آسیب وغیرہ کے عجائب ظہور کے قائل ہیں۔

ج

بیشک ہم اسمیں کوئی بھی شبہہ نہیں رکھتے اور ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ
ہمکو یہہ بھی معلوم ہے کہ انکا عمل اچھا نہیں لیکن واضح رہے کہ شعبدہ ہائے ظاہری کو بھی ہم
برا کہتے ہیں یہہ کرامات روحانی یا تصوری سے بالکل علیحدہ ہیں جس قسم کا عمل اور جیسا عامل
ہوتا ہے فعل بھی ویسے ہی ظاہر ہوتے ہیں مثل مشہور ہے جیسی روح ویسا فرشتہ۔ صدہا
ایسی نظیریں موجود ہیں کہ پارسا انسانونکی ساری عمر مردونکی پاک روحیں یا پاک فرشتے جنکو کہ
دیوتا کہتے ہیں امداد اور دستگیری کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہہ اوس عالم کے مخلوق نہیں کہ جنکو
علوم سفلی والے یعنے سیوڑے وغیرہ اپنے عمل سے حاضر کرکے شعبدہ دکھلاتے ہیں اس قسم کے
مخلوق اپنے اعمال کے خاصیت کے بموجب اپنے مزاج کے موافق روحونکیطرف کشش کرکے
اونپر ہی ظاہر ہوکر اپنا کام کرتے ہیں اونکی حاضری کے لئے کسی خاص عمل کی ضرورت
بھی نہیں ہوتی اور جس کسی انسانپر ایک دفعہ ایسے مخلوق کا ظہور ہو جاوے تو پھر اوسی
قسم کے بہوت پریت آسیب وغیرہ ناپاک روحونکی آمدرفت اوسپر کہل جاتے ہے اور
وہ عامل پھر تمام عمر اونہی کا غلام رہتا ہے۔ اسی قسم کی آمدرفت اور تعلق پیدا کرنے والے عمل اور اوسکی
عاملونکو ہم برا کہتے ہیں علم روحانی جو قسم اعلی سے ہے اوسکو ہم برا نہیں کہتے وہ علم پاک اور بڑا بہا
ہے دوسرا علم سفلی ناپاک ہے۔ اور یہہ جادوگرونکا علم ہے جو ہر زمانہ میں معیوب سمجھا گیا
ہے مردونکی روحونکو جگانا ہمیشہ گناہ اور بے رحمی کا کام سمجھا گیا ہے کیونکہ یہہ فعل اون روحونکی
آسایش اور حالت اعلی کیطرف ترقی کرنے میں ہارج ہوتا ہے۔ اور علاوہ بریں یہہ آسیب
وغیرہ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بذات خود کچھہ ہوش نہیں رکھتے ہیں اور عامل کی ہوش
کے ذریعہ سے کام کرتے ہیں اور بعض ایسے خبیث عادات والے ہوتے ہیں کہ وہ جس پر
اپنا زور ڈالتے ہیں اوس سے نہایت مکروہ عمل و فعل کراتے ہیں اور چونکہ عوام کو اور نیز عاملان

کو یہہ تمیز نہیں ہوتی کہ جس مخلوق سے وہ کام لیتے ہیں وہ کس خاصیت کے ہیں اسلئے جو نتیجہ
نیک بد جو کچھہ اونکی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اوس پر عمل کر کے تکلیفات اوٹھاتے ہیں

باب ۱۱ گیارہ

تناسخ کے بہید

بار بار جنم لینا یعنے جسم اختیار کرنا

س آپ کیا اس بات کے قایل ہیں کہ ہم سب پہلے بہی اس دنیا پر رہ چکے ہیں اور ہمارے پیچھے کے جنم ہو چکے ہیں اور آیندہ بہی ہونگے ۔

ج بیشک ہم قایل ہیں ۔ دوران حیات با ہوش کی ابتدا انسانکی تذکیر و تانیث کی تفریق سے شروع ہوئی اور یہہ دورہ انسانکی آخری پشت دوران ہفتم اور نسل انسانکے درجہ ہفتم کے خاتمہ تک رہیگا اب اس عالم کا چوتہا دورہ آپہنچا ہے اور نسل انسان منجملہ اپنے سات درجوں کے چار درجے پورے کر کے پانچویں میں پہنچی ہے اس دنیا کی پیدائش سے اسطرح حساب کرنے سے معلوم کروگے کہ کب تک یہہ دور دوران جاری رہینگے ۔

س کیا ہم ہر دفعہ نئے جسم اختیار کرتے رہینگے ۔

ج بیشک کیونکہ یہہ دوران تناسخ جسکو چوراسی لکھہ جونی کہتے ہیں یہہ عرصہ دوران کا انسانکی عمر سے مطابق کیا جا سکتا ہے جسطرح انسانکی زندگی کا ہر ایک دن روز و شب میں منقسم ہے دن کو انسان چلتا پہرتا کام کرتا ہے اور رات کو خاموش ہوکر سو رہتا ہے اسیطرح انسان کی حیات جسمانی بطور دن اور موت کے بعد حالت دیوا چن گویا رات ہے اور جیسے زندگی میں کئی دن

اور کئی رات ہوتے ہیں اسیطرح انسانکو کئی دفعہ جنم لینا اور کئی دفعہ مرنا پڑتا ہے چنانچہ مولانا روم صاحب اپنی مثنوی میں فرماتی ہیں ہ سہ صد و ہفتاد قالب دیدہ ام ۔ ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ۔ اور اسیطرح جنم مرن کے ذریعے سے بیشمار روحیں اپنی اصلی حالت کیطرف ترقی کرتی جاتی ہیں ۔

س جنم کا عرصہ یعنے زندگی کا قیام اور اوسکی خاص خاص حالتیں یعنے دکھہ سکھہ ترقی تنزلی وغیرہ کس کا کام ہے ۔

ج کرم یعنے اعمال کے وسیع اور پُر انصاف قانون کا ۔

س کیا وہ قانون کوئی باہوش قانون ہے ۔

ج قدرت کا ﷲ کا قانون کوئی جسم نہیں رکھتا اسلیئے ہم اوسکو باہوش یا بیہوش کسی صفت سے موصوف نہیں کر سکتے ۔ لیکن اگر اوسکے عمل یعنے اثر اور نتایج کی بابت تم دریافت کرتے ہو تو ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ زمانہ ہائے قدیم کے تجربات سے ثابت ہے کہ اوسکے عمل اور نتایج میں انصاف اور دانائی اور کامل آگاہی کے ہیں اور وہ بلا لحاظ و رو رعایت نیک اعمال کا نیک اجر اور گنہونکی سزا پہنچاتا ہے اور اپنا عمل سب پر انصاف سے کرتا ہے اور چاہے کتنی ہی التجا کرو وہ اپنے نتیجے پہنچانے سے باز نہیں رہ سکتا ۔ کہتے ہیں کہ مٹائی نہ مٹے کرم کی لیکھہ ۔

س اس بات کے تو عموماً سبھی قایل ہیں ۔

ج نہیں سب تو قایل نہیں ہیں ۔ تو بہہ کہتے ہیں کہ خدا گریہ و زاری اور عذر معذرت کرنے سے اپنے رحم کی وجہہ سے گناہ معاف کر دیتا ہے ۔ لیکن ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ کیئے ہوئے گناہ رونے پیٹنے اور کفارہ وغیرہ سے کبھی معاف نہیں ہو سکتے ۔ اگر جزا یا سزا براہ راست حق تعالےٰ سے منسوب کیئے جاویں تو وہ اگر منصف قرار دیا جاوے تو رحم کی گنجایش نہو اور اگر رحم کرے

تو انصاف کہاں رہا ہم اسکو انسانکے اعمال کے ہی متعلق کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کو ان جھگڑوں سے منسوب نہیں کرتے اگر کسی شخص نے دریا کے کنارے تاپنے کی غرض سے آگ جلائی ہو اور ایک نادان بچہ اوس آگ میں ہاتھ ڈالکر ہاتھ جلالی اور جب اوسکے کپڑوں کو آگ لگجائے تو اوسکے پاس موجودہ دریا سے پانی لیکر اوسکو نہ بجھائے اور وہ لڑکا کپڑوں میں آگ لگنے کے سبب سے جلکر مرجائے تو جس نے تاپنے کے لئے آگ جلائی تھی کیا لڑکے کے مرنے میں اوسکا قصور سمجھا جائیگا۔ تو کیا تاپنے کے واسطے آگ جلانا بھی گناہ میں شامل ہوگا اگر یہہ ہو تو جزا اور سزا بھی خدا کی ذات سے منسوب کئے جا سکتے ہیں۔

س کیا جو کچھہ ہم اس جنم میں بھگتے ہیں اونھی سے نتیجہ نکالکر ہمکو پچھلے اعمال معلوم ہوتے ہیں۔

ج اس سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھہ ہم پر اب گذرتی ہے وہ پچھلے اعمال کے نتیجے ہیں البتہ سوائے اولیا اور رسیدہ اہل کمال کے عام انسان کو یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کیا گناہ تھے کہ جنکا عوض اب مل رہا ہے کیونکہ ہم میں تو اتنی بھی لیاقت نہیں کہ ہم بوجہ یہہ بھی معلوم کریں کہ اس جنم کی لڑکپن یا جوانی کی حالت میں ہمنے جو جو کام کئے ہیں عالم ضعیفی میں انہیں سے کس کا اب کیا نتیجہ ہوا علیٰ ہذالقیاس ہمکو پچھلے جنم کے اعمال معمولی طور پر معلوم نہیں ہوتے

کرم یعنے اعمال کسکو کہتے ہیں

س کرم کسکو کہتے ہیں۔

ج کرم کے معنے عمل ہے اور اس سے وہ قانون قدرت مراد ہے کہ جسپر تمام اور قانون مبنی ہیں یہی عالم ظاہری میں اور نیز باطنی اور روحانی میں سبب اور نتایج کے پیدا کرنیکا اور ان کی درستی سے عمل کرنیکا ذریعہ ہے چونکہ کوئی سبب بغیر پیدا کرنے نتیجہ کے نہیں رہ سکتا

اور یہ تفتیش سبب اسکے ضرورت ہوتا ہے اسلئے کرم وہ قانون قدیمی ہے کہ جو نہایت دانائی اور
انصاف اور کمال مضبوطی سے ہر ایک نتیجہ کو اوسکے سبب کے بموجب قایم کرتا ہے گو بذاتہ
خود معلوم کرنیکے قابل نہیں ہوتا ہم اوسکا اثر یعنے نتیجہ ظاہر ہے۔

س بموجب عقیدہ تناسخ صدق ہے انسان کی محتاجی اور وجہ سخت تکالیف جو اکثر غریب لوگونکو
یعنے محتاجونکو ہوتی ہیں انکا باعث کیا ہے۔

ج ہمارے عقاید کے بموجب ہر قسم کی دنیاوی تکالیف اسیری غریبی تذکیر و تانیث خوشی و رنج
وغیرہ سب کچھہ متعلق کرم یعنے اعمال کے کئے جاتے ہیں

س لیکن بہت سی مصایب جو ایک ہی وقت میں بہت سے لوگونپر بلا تشخیص حادث ہو جاتی
ہیں وہ ہر ایک شخص کے اعمال کے نتیجے کسطرح ہو سکتے ہیں۔

ج ہر ایک شخص کے ذاتی اعمال کے نتیجے اوس خاص مجمع کی خاص حالت ایسی باریکی کے ساتھہ
ذاتی اعمال سے متعلق نہیں کئے جا سکتے لیکن ہر ایک شخص اپنے ذاتی اعمال کی وجہہ سے اوس حالت
میں شامل ہو جاتا ہے کہ جو اورونپر بھی واقع ہوئی معلوم رہے کہ ایک ہی عام قانون ہر ایک
فرد و ذرہ پر موثر ہوتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ہر ایک کا مجموعہ کرم یعنے عمل جمع ہو کر
ایک قوم کا کرم یعنے عمل بنجاتا ہے کہ جسمیں وہ اشخاص فرداً فرداً شامل ہوں اور اسیطرح جملہ اقوام
کے اعمال کا مجموعہ عالم کا اعمال بنجاتا ہے وہ مصایب جنکا تم ذکر کرتے ہو کسی خاص شخص پر عاید
نہیں ہوتیں بلکہ قوم اور کسیقدر عالم دنیا پر عاید ہوتی ہیں اسیطرح انسانکا کرم ایک دوسرے کے
کرم سے مخلوط ہونے سے اسکے نتایج کی وجہہ اچھی طرح سمجھہ میں آسکتی ہے۔

س کیا آپ کی یہہ مراد ہے کہ یہہ امر لازمی نہیں کہ جو نتیجہ پیدا ہو وہ کسی کی صرف ذاتی
کرم یعنے عمل کا ہی ہو۔

ج ہاں ہماری یہی مراد ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسانکا انحصار باہمی نتیجوں کی تفریق کا مسئلہ ہے
اور جو بڑی تکلیفات اور آسائش جو اس قانون سے حاصل ہوتے ہیں اسی بات پر منحصر ہیں
آسکتے ہیں اور یہ بڑا قانون قدرت یہ ہے کہ کوئی انسان اپنے ذاتی نقصونسے بذات خود اکیلا
نیک ہوکر نہیں نکل سکتا جیسا کہ ہمارے سمجھنے کا جسمیں سے وہ خود ایک فرد ہے کچھ نہ
کچھ نیکی کا اثر پہنچ جاتا ہے یعنی کوئی انسان بڑی گناہ ایسا نہیں کر سکتا کہ جسکا اثر صرف اوسی پر پڑے
پس پوچھو تو علیحدگی کوئی شے نہیں ہے اور قانون زندگی سے جو وہ حالت علیحدگی یعنی خودغرضی
حاصل ہوتی ہے وہ صرف اسرار ہستی میں سے ہے۔

س کیا کوئی ایسا طریق نہیں ہے کہ جس سے شخص اپنا اعمال قوی اعمال علیحدہ کر سکے اور انکا نتیجہ نیک یا بد علیحدہ
ایسا ہی ہو اور ان سے بہتر نتیجے حاصل ہوں۔

ج قاعدہ عام تو یہ ہے کہ بعض حد تک ہمارے زمانہ کے کرم کے اعمال میں تعجیل یا روک نہیں ہو سکتی
اور یہ بات تحقیق ہے کہ ابتک کبھی ایسا ممکن نہیں ہوا تاہم دنیا کی ایک عدوت انکا عیب بھی
ہو گئے بیان کی جائیگی اوسکو سنکر تم معلوم کر سکتے ہو کہ جب ہم انسانکے ذاتی اور تعلقی کام کرنیکی
قابلیت اور استعمال کے منقسم نتائج کو مانتے ہیں تو ان مصیبتوں میں بہت سی تخفیف اور عوام کی بہلائی
ممکن القیاس ہے یا نہیں یہ تقریر ایک ایسے پارسا اور نیک شخص کی ہے کہ جو ہزارہا بیکسوں
کے دستگیر ہیں اور جنہوں نے باوجود ہونے اختیار اور مقدور کے اپنی خودی کو مار کر انسانکی خیر
پہنچانے میں کمربندی ہے اور جسقدر ممکن ہوا اپنا عین فرض یہی سمجھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کیا
تم نہیں خیال کرتے کہ صدائے قدرت ہمیشہ انسانکو متنبہ کرتی رہتی ہے لیکن ہم اکثر ایسا
شور مچاتے ہیں کہ وہ صدا بالکل مسدود ہو جاتی ہے اسلئے جب بستی سے باہر جاکر [illegible]
کی گود میں تھوڑی دیر بھی جا کر بیٹھتے ہیں تو کیسی امن وآرام کی حالت معلوم ہوتی

سے ہیں اوسوقت کا ذکر کرتی ہوں کہ جب ایک روز شام کو قصبہ ہیمپسٹڈ میں
ہم آفتاب کے غروب ہونیکی کیفیت دیکہہ رہے تہے اور اوس روز ہمیں نہایت مصیبت کا
دن گذرا تہا۔ ایک عورت بہت سی جنگلی پہول توڑ کر لائی اور ہمینے سوچا کہ ہیں پہولونکو
کیا کروں بہتر ہے کہ کسی ایسے شخصونکو پہنچاؤں کہ جو انکا استحقاق زیادہ رکہتے ہیں چنانچہ
میں وہائٹ چیپل کے ایک مدرسہ میں انکو لیگئی کہ جہاں بہت سے غریب اور
محتاج بچے پڑہتے تہے وہ ان پہولونسے اسقدر خوش ہوئے کہ بیان کے قابل نہیں
تب میں ایک نان بائی کی دوکان پر جو کہانا کچہہ بچوں نے کہایا تہا اوسکی قیمت ادا کرنے
کو گئی وہ دوکان ایسی ایک تنگ گلی میں واقع تہی کہ جہاں مارے بہیڑ کے داخل
ہونا بہی دشوار تہا اور مچہلی گوشت وغیرہ کی بدبو اسقدر متعفن تہی کہ انسان کی طبیعت
گہبراتی تہی اور جو کہانا اوس دوکان میں بکتا تہا وہ ایسا خراب تہا کہ قابل کہانیکے نہیں
اور چہوٹے چہوٹے خوبصورت بچے بہوک کے مارے میووں کی گٹہلیاں چن چنکر چوستے
تہے میں وہاں کی حالت دیکہکر تہراتی ہوئی آئی اور یہہ سوچتی تہی کہ سوائے غرق ہو جانے
اوس مخلوق کے اور از سر نو پیدا ہونے کسی اچہی حالت میں کوئی اور بہی صورت اونکی رہائی کی ہو سکتی
ہے یا نہیں تب ہمینے ہیمپسٹڈ کو یاد کر کے سوچا کہ اگر سب کچہہ کہو کر بہی یہہ بات حاصل ہو جائے
کہ یہہ لوگ بچ سکیں تب بہی سستی ہے۔ جو حالت اونکی اب ہے اس حالت میں اونکو
چاہے کہیں لیجائیں کچہہ فائدہ نہوگا بہر بہی متعلقہ حالات سے وہ تکلیفیں پاتے رہینگے اسبات
سے میرا دل ایسا کانپتا ہے کہ ان لاعلاج مصیبتونکا کوئی چارہ نہیں اور یہی حیوانی تنزل ان
مصیبتونکی جڑ ہے بڑ کے درخت کیطرح ہر ایک شاخ جڑ پکڑ کر نئی شاخیں نکالتی ہے اس حالت
کے ساتہہ اگر ہیمپسٹڈ کے امن و آسایش کا مقابلہ کیا جائے تو کیسا زمین و آسمان کا

فرق معلوم ہوتا ہے اور ہم جوان بچارے مصیبت زدونکے بھائی اور بہن ہیں ہم پاسعہ ڈ
میں رہنے کا حق تب ہی سمجھینگے کہ جب و ہائٹ چیپل کو مصیبت سے بچانیکا مقدور ہو۔

س یہہ تقریر تو نہایت پُرسوز ہے لیکن سوائے غرق ہوجانے دنیا کے ایسی تکلیفات سے
رہائی کی اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

ج جب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں آدہے سے زیادہ مخلوق ایسے ہیں کہ جو اپنے بھنسونکی تکالیف
خود رفع کرنیکی توفیق رکھتے ہیں تو پھر کسطرح کہا جاوے کہ اسکا کوئی چارہ نہیں جب ہر ایک
شخص عوام کی بہتری کے لئے جسقدر ممکن ہے زر اور محنت اور خیالات نیک دوسرونکو
پہنچاوے تب ہی قومی کرمونکی حساب فہمی ہو سکتی ہے اور جب تک یہہ نہو تب تک یہہ
کہنا واجب نہیں ہے کہ جسقدر آبادی دنیا پر ہے دست قدرت سے اونکا گذارا نہیں
پہنچ سکتا یہہ کام بہادرونکا اور قومی دستگیر اور رہنماؤنکا ہے کہ اعمال کا زیادہ دباؤ جس جگہ پڑتا
نظر آوے وہاں کی مصائب اور تکالیف کا باعث اصلی دریافت کر کے اونکو سدھارنیکی کوشش
کریں اور لوگونکو تنزل اخلاقی سے بچائیں کہ جو جسمانی تکلیفونسے کئے درجہ زیادہ سخت
مصیبتونکا باعث ہوتا ہے۔

س اچھا پھر آپ سمجہائے کہ کرم یعنے اعمال کے قانون کسطرح سے ہوتے ہیں۔

ج کرم اصل میں سنوارنیکا قانون ہے اور عالم ظاہری میں جو کوئی حالت برہم ہوتی ہے یا عالم
اخلاقی کی ہمواری میں کچھہ نقص واقع ہوتا ہے اوسکو سدھارنیکی طرف ہمیشہ مائل رہتا ہے کرم
کسی خاص ایک ہی طریقہ پر ہمیشہ عمل نہیں کرتا لیکن ہمیشہ ایسا کام کرتا ہے کہ جس سے ہر ایک چیز
کی ہمواری قایم رہے کہ جنکی وجہہ سے عالم کا قیام ہے۔

س کوئی مثال دیکر سمجہائیے۔

ج مثال بعد میں دینگے اب تم فرض کرو کہ ایک تالاب پانی سے بہرا ہوا ہے اوسمیں جب ایک
پتھر ڈالا جاوے تو اوسمیں ناہموار لہریں پیدا ہوتی ہیں اور وہ لہریں آگے پیچھے ہوتی ہوئی
جب سارے پانی کو متحرک کر چکیں تو پہر پانی بدستور ہموار ہو کر ٹک جاتا ہے اسیطرح جو کوئی عمل
کیا جاتا ہے ہر ایک طبقہ عالم پر ناہمواری میں جنبش پیدا کرتا ہے اور وہ جنبش آگے پیچھے
ہوتی ہوئی کل سطح کی ہمواری کو زائل کر ڈالتی ہے اور اگر [illegible] تو ہمواری دوبارہ
قائم ہو [illegible] ہے اور چونکہ ایک جنبش کسی خاص نقطے سے شروع ہوتی ہے
اسلئے حرکت پہلانے پیدا ہوئی ہے جب تک لوٹ کر پہر اپنے مرکز کو نہ پہنچ جاوے تب تک ہمواری
قائم نہیں ہوتی اسیطرح ہر ایک انسان کے اعمال اور خیالات وغیرہ پہر اوسی پر موثر ہوتے ہیں اور
جسقدر زور سے وہ حرکت پیدا کی گئی ہے اوسیقدر قوت سے اوسکا اثر واپس پہنچتا ہے۔

س یہہ جسمانی چیزونکی حرکت کا طریقہ ہوا کرم کا قانون اخلاق پر کسطرح موثر ہو سکتا ہے۔

ج جو صاحب نیکی اور بدی کے قائل نہیں اونکو سمجھانے کیلئے نیکی کے معنے ہمواری اور بدی کے معنے
ناہمواری کہکر سمجھانا پڑتا ہے اور ہم یہہ کہتے ہیں کہ تمام تکلیفات ناہمواری کے نتیجے ہیں اور
صرف ایک خود غرضی ہی کسی [illegible] طرح ناہمواری پیدا کرنیکا سبب ہے اسلئے کرم ہر ایک
شخص جو ایسے فعل کا اصلی نتیجہ پاتا ہے لیکن چونکہ وہ نیک نتیجے بہی پاتا ہے اسلئے اوسے بری
بہی بہگتنی پڑتی ہیں کتاب **سیکرٹ ڈکٹرن** یعنے طریق راز میں لکہا ہے کہ جو کرم یعنے اعمال
کے قائل ہیں اونکو تقدیر ماننی پڑتی ہے کہ جو ہر ایک شخص پیدا ہونیکے وقت سے موت تک اپنے
لئے ایک ایک تار کرکے بنتا ہے جسطرح مکڑی اپنا جالا بناتی ہے اور یہہ تقدیر دست قدرت
کی تائید سے یا باطنی جسم لطیف کی تائید سے کام کرتی ہے اور یہی جسم لطیف انسان کو برے
کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہے اور انسان کا جسم ظاہری اونہیں دونوں قوتوں کے بس میں آکر کام

کرتا ہے انہیں سے جو نسا غالب ہو جاوے جسم سے ویسے ہی فعل سرزد ہوتے ہیں اور جب انسان
اسیطرح اپنی تقدیر کا جال بُن چکتا ہے تو اپنے ہی بنے ہوئے جال میں پھنس جاتا ہے۔ راہ روان
طریقت معرفت اور حکما روحی عقل خدا اور جیم یا عذاب نہیں بتاتے بلکہ دُکہہ سکہہ کو کرم یعنے اعمالونسے
منسوب کرتے ہیں اور یہہ مانتے ہیں کہ کرم کا قانون نیکی اور بدی کا عوض اس جنم میں اور آئندہ
جنموں میں حق بحق پہنچا دیتا ہے اور جب تک بدی کی سزا پوری پوری نہ مل چکے تب تک کسیطرح
چھٹکارا نہیں ہوتا۔ اصل میں کرم جزا یا سزا نہیں دیتا لیکن انسان اپنے آپ جزا یا سزا اپنے اوپر
عاید کرتا ہے۔ کیونکہ اگر انسان قانون قدرت میں ناہمواری پیدا کرے تو کوئی فعل قابل جزا یا سزا
نہ عاید ہو جب تک انسان کرم یعنے اعمال کا قایل نہو تب تک اوسکی حیرانی اسبات کے رفع نہیں ہوتی
کہ دنیا میں جو سکہہ۔ عقل۔ عزت اور حشمت وغیرہ ایک دوسرے سے زیادہ اور لوگوں میں دیکھتا ہے
وہ اپنے آپ میں نہیں پاتا۔ حالانکہ بظاہر وہ لوگ جو ہر طرح آسایش اور چین سے گذران کرتے
ہوئے معلوم ہوتے ہیں اونکی عادات اطوار اور افعال میں کچھہ خصوصیت یا عمدگی بھی نظر نہیں
آتی ہے اور سینکڑوں مخلوق جو بظاہر نیک اور بیگناہ ہیں وہ ہزاروں مصیبتیں اوٹھاتے
ہیں اور ایسی تکلیف سے زندگی بسر کرتے ہیں کہ جو حد سے زیادہ ہے۔ ان سب کا باعث کیا
ہے۔ اصل میں کرم خود بخود کچھہ نہیں کرتا انسان خود ہی سبب اور نتیجے پیدا کرتا ہے کرم ایک
ہمواری کا قانون ہے وہ ہمواری کو ہمیشہ قایم رکہنا چاہتا ہے۔ جیسے کسی درخت کی شاخ
کو کوئی زور سے جھکا کر چھوڑ دے تو جسقدر زور سے جھکائی جاوے اوسیقدر زور سے وہ اوچھٹ
کر پھر اپنی جگہہ جا پہنچتی ہے اور اگر اوچھٹ کر جاتے وقت اوسکے جھٹکے سے کسی کا ہاتھہ ٹوٹ جائے
تو کیا تم کہو گے کہ ہاتھہ درخت کی شاخ نے توڑ دیا۔ یا اوسی کی بیوقوفی نے کہ جس نے ایسی حرکت
کی کرم نے کسی شخص کی ذاتی آزادی عقلی پر کوئی روک نہیں ڈالی ہے جیسا کہ ناواقف

لوگ خدا کے ذمہ اپنا قصور لگاتے ہیں جو کرم کے قانون کے بھید وں سے واقف ہو کر معقول عمل کرتا ہے کرم اوسکو سزا نہیں دے سکتا اسلئے جو کوئی اسکے پوشیدہ رازونکو اور پیچیدہ راستونکو گیان یعنے علم اور جوگ یعنے شغل وغیرہ سے اونکے بھید معلوم کرکے اورونکو آگاہ کرتا ہے اور گمراہی سے بچاتا ہے وہ گویا اپنے ہمجنسوں پر رحم اور ہمدردی اصلی کرتا ہے جیسے تیر کمان سے چھٹ جانیکے بعد پھر واپس نہیں آسکتا اسیطرح جب کوئی کرم فعل یا خیال سے ایسا سرزد ہو جاتا ہے کہ گناہ ہو تو پھر پچھتانے یا توبہ کرنے سے اوسکے نتیجہ سے انسان نہیں بچ سکتا ہے البتہ یہہ فایدہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ کے لیے ویسی گناہ پھر سرزد نہو۔

س آپ یہہ بھی بتا سکتے ہیں کہ کس عمل یعنے کرم کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

ج یہہ ہم نہیں بتا سکتے کیونکہ ہم اولیا نہیں۔

س ایسا کوئی اولیا رسیدہ شخص بھی ہے کہ جو اسبات کو بتا سکے۔

ج ہان جن کو علم کامل حاصل ہو گیا ہے اور جنمیں وہ قوت جو ہر ایک انسا نمیں موجود ہے درجہ کمال کو پہونچ گئی ہے وہ یہہ سب باتیں ذرہ ذرہ بتا سکتے ہیں۔

س آپ کہتے ہیں کہ مہاتماؤنکو کل علم ہوتا ہے کیا حقیقت میں اونکو کئی جنموں کا حال اور بعد کی حالتونکی خبر ہوتی ہے۔

ج بیشک ہوتی ہے۔ کئی جنموں میں وہ یہہ کمال حاصل کرتے ہیں۔

س کیا تہیوصوفی سے سب ویسے ہی مہاتما بن سکتے ہیں۔

ج یہہ ایک ایسی منزل ہے کہ جہاں انسان کئی جنمونکی کوشش سے پہنچ سکتا ہے۔ ایک جنم کا کام نہیں اسی سوسائٹی میں کئی مرد و عورت ایسے ہونگے کہ جو کئی جنم سے یہی راستہ طے کرتے آتے ہیں حالانکہ اونکو اسبات کی خبر نہیں اور کئی شخص ایسے ہیں جو دل و جان سے اسطرف لگے ہوئے ہیں۔

اعتقاد اور علم

س اعتقاد اور علم میں کیا فرق ہے۔
ج اعتقاد کے معنے ہیں بلا دیکھے کسی بات کو سچ مان لینا اور علم کے معنے ہیں جاننا یعنی وہ واقفیت
جو ذاتی تجربہ سے حاصل ہو تہیوصوفی کے جتنے اصول ہیں سب علم پر مبنی ہیں اونمیں سے
کوئی بات ایسی نہیں کہ جو محض سنی ہوئی باتوں کے اعتقاد پر مبنی ہو۔ تہیوصوفی کا اصول یہہ ہے کہ
انسان اوسمیں سے بنا ہے کہ جو جاننے کے قابل نہیں لیکن قدیم اور لا محدود جوہر الٰہی ہے اور
انسانکا جسم اور ہر قسم کی موجودات سوائے اوس ذات پاک کے فانی ہیں اور اسی لئے محض
دہوکہ اور وہم ہے انسانمیں صرف روح ہی لافانی ہے اور جب اوسکی علیحدہ احدیت جاتی
رہتی ہے تو وہی پہر روح محیط میں جا ملتی ہے۔
س جب احدیت باقی نہیں رہتی تب تو نیستی ہوگئی۔
ج نیستی کسطرح ہوگئی بلکہ جز واپنے کل میں جا ملا جب بچہ چہوٹی سے بوڑہا ہو جاتا ہی اور بچہ
نہیں رہتا تو کیا وہ نیست و نابود ہو جاتا ہے بڑی عجیب بات ہے کہ اپنی چہوٹی سی ہستی
کو تو ہستی سمجہیں اور اوس ہستی عظیم کو نیستی بتلائیں۔
س تو گویا اصل میں انسانکا وجود ہی ہے نہیں جو کچہہ ہے سب برہم یعنے روح ہی روح ہے۔
ج نہیں یہہ مراد نہیں ہے بلکہ اس سے یہہ بات نکلتی ہے کہ روح اور مادہ کا تعلق یعنے اوسکی
وہ صورتیں نظر آتی یہہ صرف عارضی ہے۔ کیونکہ روح اور مادہ اصل میں ایک ہی شئی کے
دو سرے ہیں ایک سر الطیف روح کہلاتا ہے اور دوسرا کثیف جو مادہ کہلاتا ہے اور کسیطرح
ماننا علم کا اصول نہیں البتہ اعتقاد کے اصول والے چاہے جسطرح مان سکتے ہیں۔

باب ۱۲ بارھواں

معرفت عملی کیا ہے

فرض

س جب کسیکو بہی مستقل یعنے مدامی آسایش حاصل نہیں ہوتی توپہر بار بار جنم لینے کا کیا فایدہ ہوا۔

ج جب تک بار بار کے جنم سے تجربات حاصل نہو جایئں تب تک درجہ اعلی یعنے آخری درجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ جسقدر جنم ہوتے ہیں اون سب میں ہی زیادہ تکلیفات اور مصائب ہوتی ہیں اور یہی مصیبتیں انسانکو راستی سکہلاتی ہیں خوشی اور عیش و عشرت سے انسانکو کچہہ ترقی حاصل نہیں ہوتی اور بڑی مدت میں اُنسے سیری حاصل ہوتی ہے یہہ سب خوشیں دنیاوی عیش و عشرت سب نقش بر آب ہیں جب انسان ان سب کی بے ثباتی پر غور کرکے زندگی کا کوئی بہی سامان مستقل نہیں پاتا تو اوسکی طبیعت اعلی اسطمینان نہیں ہوتی اور وہ دیکہتا ہے کہ اوسکے مطلب کی چیز صرف درجہ اعلی ہی میں میسر آسکتی ہے یعنے درجہ روحانی میں اور یہہ درجہ روحانی بغیر حاصل کرنے تجربات کئی جنمونکے نہیں ملتا۔

س کیا اس درجہ کے حاصل کرنیکی خواہش کا نتیجہ قدرتی یہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے زندگی کو قطع کرے

ج اگر تم اس خواہش سے مراد خودکشی سمجہتے ہو تو ہرگز درست نہیں کیونکہ یہہ خواہش خلاف قدرت ہے بلکہ خلل دماغی کا نتیجہ ہے اور منکروں کا کام ہے۔ اس سے سخت کوئی گناہ نہیں اور اسکا نتیجہ بہت ہی برا ہے اور اگر اوس خواہش سے تمہاری یہہ مراد ہو کہ شوق ترقی روحانی کا پیدا ہو دنیا کو چہوڑ جانیکا نہ ہو تو البتہ ایسی خواہش اچہی ہے جان بوجہکر اپنے تیئں ہلاک کرنا کرموں کے نتیجے برداشت کرنیکے خوف سے بہاگنا ہے اور اپنے فرایض اور ذمہ واریوں سے پہلوتہی

کرتا ہی جن مصیبتونسے نکلنے کیواسطے انسان ایسا کام کرتا ہے وہی مصیبتیں اس حرکت سے دوبارہ عاید ہوتی ہیں بلکہ زیادہ ہو جاتی ہیں۔

س اگر اس دنیا میں کام یعنے اعمال سے کبہی سیری حاصل نہیں ہوتی تو پہر فرائض کیوں لازمی قرار دئے گئے وہ بہی تو کام ہی ہے۔

ج ہمارے اصول یہہ ہیں کہ جو فرایض ہم ادا کرتے ہیں اونکی غرض یہہ نہیں ہے کہ ہمکو کچھہ ذاتی فایدہ یا آیندہ اوسکے عوض میں حاصل ہو۔ بلکہ جو فرایض ہم پہلے جماعۂ انسانکی طرف اور آخیر میں اپنی طرف ادا کرتے ہیں اوسکی غرض یہہ ہے کہ اور ونکو فائدے پہونچیں اور اور ونکو فایدہ پہنچنے سے ہمکو بہی اونکی فائدے سے فایدہ حاصل ہو نیک کام محض اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ وہ نیک ہیں نہ اسلئے کہ ہمکو اونکا کچھہ عوض ملے۔ گو یہہ امر لازمی ہے کہ جب کوئی فرض ادا کیا جاتا ہے تو خوشی بلکہ قناعت خود ہی حاصل ہوتی ہے لیکن ادائے فرض میں یہہ غرض مدنظر نہیں ہونی چاہئے نہ نیت میں یہہ ہونا چاہئے کہ ہماری ذات کو اس سے کچھہ فایدہ پہونچے۔

س تہیوصوفی میں فرض کے اصلی معنے کیا سمجھے جاتے ہیں شاید اوسسے وہ فرایض تو مراد نہیں ہیں کہ جو عیسیٰ مسیح نے قرار دئے ہیں۔

ج یہہ تمہاری غلطی ہے حضرت مسیح نے جو فرایض قرار دئے ہین وہی فرایض ہر ایک مذہب کے رہبرون نے حضرت مسیح کے پہلے اور بعد بہی مقرر کئے ہین صرف فرق اسقدر ہے کہ عمل ہر ایک مذہب مین کم ہے اگر بغور دیکہا جائے تو بہت سے مذاہب کے پیرو کار زمانہ سابق مین اون فرایضون پر بنسبت زمانہ حال کے عمل زیادہ کرتے تھے۔ اور ظاہرہ باتین کم بناتے تھے۔

س فرائض کی تشریح تہیوصوفی کے عقاید کے بموجب آپ کسطرح کرتے ہین۔

ج فرائض کے معنے وہ اعمال ہیں کہ جنکا مستحق ہر ایک انسان اور جنس ایک [illegible]
وہ بشر جو ہم سے زیادہ محتاج اور مسکین ہیں اونکی نسبت ہمدردی اور امداد [illegible]
اعمال کا نام فرائض ہے یہہ فرائض گویا ہمارے [illegible]
ہیں ادا نکریں تو گویا ہم روحانی دیوالئے قرار دئے جاوینگے [illegible]
آئیندہ جنم میں ہمکو کچھہ نہ ملیگا۔

س اور مذہبونکے اصول بہی تو فرائض کے بارہ میں ایسے ہی ہیں۔

ج بیشک ہیں تو ایسے ہی۔ لیکن افسوس یہہ ہے کہ اکثر زبانی سودے ہیں عمل کم ہے اور ایسے لوگ
بہت کم ہیں جو بلا غرض محض فرض سمجہکر ایک دوسرے کی امداد اور ہمدردی کرتے ہیں اور تہیوصوفی
کا اصول یہہ ہے کہ جو کچھہ انسان پر گذرے اوسکو صبر اور قناعت کے ساتہہ اپنی ذات پر سہے
اور حرف شکایت زبان دل پر نہ لائے اور زندگی کے باغ سے محض دوسرونکی فرحت کے لئے نگاہ رکہے
رہے اور اگر اوس خوشبو کا لطف بغیر کسیکے محروم کرنیکے اپنے آپکو حاصل نہو سکے تو خود خار ہی پر قناعت کرے

س اس سے تو کوئی صاف بات معلوم نہیں ہوئی اور مذاہب کے عقاید والونسے تہیوصوفسٹ
پہر کونسی بات بڑہکر کرتے ہیں۔

ج میری یہہ مراد نہیں ہے کہ جو تہیوصوفیکل سوسائٹی کے ممبران کرتے ہیں وہ ایسے فرائض ہیں
کہ ممبران سوسائٹی مذکورہ سے کسی قدر لوگ حتی الامکان کرنے میں کوشش کرتے ہیں لیکن
مراد یہہ ہے کہ تہیوصوفسٹ کے اصلی فرائض کیا ہونے چاہئیں یعنے تہیوصوفسٹ وہ ہے کہ جو
ایسے عمل کرتا ہو۔ نہ یہہ کہ اونکو اچہا سمجہتا ہو اور جو صرف زبانی باتیں بناتا ہو یا اونپر عمل کرنیکا
ارادہ ہی رکہتا ہو ایسے شخص کو مذاہب کے بموجب ہندو مسلمان یا عیسائی کہہ سکتے ہیں لیکن
جو شخص ان اصولونپر عمل نہیں کرتا۔ وہ اپنے تئیں تہیوصوفسٹ نہیں کہہ سکتا۔

س — [illegible] انسان جسکو ہم سلب [illegible] —

ج — [illegible]

[illegible]

س — [illegible] کسی بات سے [illegible] کسی کے [illegible] میں خلل پڑا —

ج — جب کسی کے استقلال پر ناجائز دست اندازی ہو خواہ وہ ایک شخص ہو یا ایک قوم ہو تو اوسوقت سمجھا جاتا ہے کہ کچھہ حق تلفی ہوئی جب ہم دیکھتے ہیں کہ جس انصاف اور مہربانی یا رحم کے ہم خود خواہاں ہیں اور وہ دوسرے کو نہیں پہنچتا ہے تب ہی ہم سمجھتے ہیں کہ کچھہ حق تلفی ہوئی اس زمانہ کے کل ملکی انتظام یعنے کارروائی پولیٹیکل انہی اصولونکے خلاف خودغرضیونپر مبنی ہے —

س کیا تہیوصوفیکل سوسائیٹی پولیٹیکل کارروائی یعنے ملکی انتظام میں بھی کچھہ دخل دیتی ہے —

ج ملکی انتظام میں دخل دینا تہیوصوفیکل سوسائیٹی کا کام نہیں البتہ خاصیت انسانکی اصلاح ہونے پر جو تہیوصوفی کا کام ہے ملکی انتظام خودبخود اچھا ہوجاتا ہے جب انسانکی اندرونی اصلاح ہوجاتی ہے تو اپنے اصلی فرائض خود ہی سمجھنے لگ جاتا ہے اور پہر جو حکومت اوسکو حاصل ہوتی ہے اوسکا استعمال ناواجب طور سے نہیں کرتا اور ذاتی اور ملکی خودغرضیں خودبخود دفع ہوجاتے ہیں وہ باغبان عاقل نہیں کہ جو اپنے باغ کے جہاڑ جہنکاڑونکے سرے کاٹکر باغ کو صاف کرنا چاہتا ہے بلکہ عاقل وہ ہے کہ جو اون خس وخاشاک کو جڑ سے اوکہاڑ کر پہینکتا ہے جب تک انسانکی خاصیت خودغرضی کی اصلاح نہ پکڑے تب تک انتظام ملکی کی ترقی ایک دو منتظموں کے تہ و بالا کرنے سے ممکن نہیں ہوسکتی اسلئے ہم انتظام ملکی میں دخل دینا محض فضول سمجھتے ہیں —

تہیوصوفیکل سوسائیٹی کے تعلقات معاملات انتظام ملکی میں

س تہیوصوفیکل سوسائیٹی پہر پولیٹیکل انجمن نہیں ہے —

ج بیشک نہیں البتہ چونکہ اسمیں ہر مرد و عورت ہر قوم اور ملت کے اور ہر قسم کے خیالات کے ایسے شامل ہیں جنکی غرض ایک ہی ہے اور وہ غرض یہہ ہے کہ عام انسان کی اصلاح اور ترقی ہو اسلیے اس سوسائیٹی کو ایک ذریعہ جملہ خلایق کی بہتری کا کہہ سکتے ہیں لیکن فرقہ بندی یا کسی خاص گروہ پولیٹیکل کی کارروائی میں یہہ سوسائیٹی بالکل دخل نہیں دیتی۔

س اسکی وجہ کیا ہے۔

ج وجوہات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مزید براں کارروائی ہائے پولیٹیکل ہمیشہ بموجب حالات زمانہ اور لوگونکی مختلف رغبتونکے موافق طرح طرح کے ہوا کرتے ہیں اور ممبران تہیوصوفیکل سوسائیٹی صرف بلحاظ اصول تہیوصوفی باہم متفق ہوکر عمل کرتے ہیں اگر اس معاملہ میں بھی وہ باہم متفق نہ ہوسکیں تو اس سوسائیٹی کے ممبر ہی نہونگے اسلیے یہہ ضرور نہیں کہ اوسکے ممبران دیگر معاملات میں بھی اتفاق رائے رکھیں ہر فرد بشر اور معاملات میں اپنے اپنے ذاتی خیالات کے بموجب عمل کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ عمل ایسا نہو کہ اصول تہیوصوفی کے برخلاف ہو یا تہیوصوفیکل سوسائیٹی کو مضرت پہنچاوے۔

س لیکن تہیوصوفیکل سوسائیٹی دنیاوی حالات کے اصلاح سے بالکل بیواسطہ تو نہیں پائی جاتی۔

ج ان باتونسے بیواسطہ نہونیکا ثبوت تو تہیوصوفی کے اصولونسے ہی ظاہر ہے چنانچہ بہت سے ممبران اس اصلاح کو ہی مدنظر رکھتے ہیں کیونکہ اگر سب سے پہلے علم موجودات کے راست اور عمدہ قوانین کی پابندی سے انسانکی طبعی اور روحانی حالت کی اصلاح اور ترقی ہوسکے تو جو لوگ اس امر میں کوشش کرتے ہیں اونپر لازم آتا ہے کہ اون قوانین کی تعمیل کرانے میں جسقدر ممکن ہو دل و جان سے کوشش کریں جملہ تہیوصوفسٹونکو معلوم ہے کہ بہت سے ملکونکے عام لوگونکے حالات ایسے ہیں کہ اونکی جسمانی یا روحانی تربیت دشوار ہے اور اسیلیے اونکی اصلاح اور ترقی بھی بندہے

اور چونکہ یہہ اصلاح اور ترقی تہیوصوفی کی ایک خاص غرض ہے - اسلیئے جو کچھہ ہمدردی یا اتفاق کی صادق کوشش اسبارہ میں کسی طرف سے ظہور میں آتی ہے تہیوصوفیکل سوسایٹی اوسمیں ہر طرح معاونت کرنا اپنا عین فرض سمجھتی ہے -

س صادق کوشش سے کیا مراد ہے ہر ایک اصلاح کنندہ اپنی اپنی تدبیر عمل میں لاتا ہے اور اپنی ہی تدبیر کو انسانکی ترقی اور اصلاح کا ذریعہ سمجھتا ہے -

ج صحیح ہے اور یہی وجہہ ہے کہ دنیاوی اصلاح کا کام اکثر ناکام رہتا ہے ان تدبیروں میں سے اکثر تدبیریں کسی ایک ہی اصول پر مبنی ہوتی ہیں اسلیئے بیش قیمت وقت اور محنت اکثر رایگاں جاتے ہیں کیونکہ انسان بجاے اوسکے کہ سب اتفاق سے کام کریں اکثر ایک دوسرے کے مخالفت میں کوشش کرتے ہیں اور بہت سے صرف نیکنامی یا کسی ذاتی مفاد کے لیے کام کرتے ہیں اور جو غرض بظاہر بیان کرتے ہیں دل میں وہ نیت نہیں ہوتی -

س اگر یہہ حال ہے تو تہیوصوفی کے اصولونسے دنیاوی اصلاح میں یکجا ہو کسطرح صادق کوشش ہو سکتی ہے

ج تہیوصوفی کے جو اصول ہیں وہ مختصر طور پر یہہ ہیں -

١ اول یہہ کہ سب ایک ہیں اور سب کا سبب ایک ہے -

٢ یہہ کہ جملہ انسان آپسمیں ہمجنس بہائی ہیں -

٣ یہہ کہ ہم کرم یعنے اعمال کے نتایج کے قایل ہیں -

٤ یہہ کہ ہم تناسخ یعنے بار بار جنم لینے کے قایل ہیں انہی اصولونکے ماننے سے کل عالم کو ایک برادری سمجھا جا سکتا ہے -

س کسطرح -

ج موجودہ حالت دنیاوی میں خصوصاً تربیت یافتہ ملکونمیں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ زیادہ تر مخلوق مصیبتونمیں اور تنگدستی اور بیماریونمیں مبتلا ہیں اونکی حالت جسمانی بہت ہی زبون اور

[illegible] ملکوں میں بہت سے لوگ جو فارغ البال
ہیں [illegible] اور [illegible] خودغرضی [illegible] لاپرواہ اور بیخبر ہوکر زندگی بسر کرتے ہیں
اونہیں سے کوئی صورت بھی محض اتفاق سے پیدا نہیں ہو سکتی ہر دونوں صورتیں اون حالات کے
نتیجے ہیں [illegible] ہر دونوں [illegible] سے ہوتے ہیں اور جو کہ اونکی حالت میں اصلاح اور بہتری نہیں ہوتی
ہے اوسکا باعث یہہ ہے کہ جنکی حالت اچھی ہے وہ اپنے فرائض سے غافل ہیں اور اسی سبب سے یہہ
نتیجہ نکلتا ہے کہ [illegible] انسان کا ایک دوسرے سے تعلق باہمی ہے اسلئے ہیومنٹی سلوک [illegible] برادرانہ
[illegible] افضل اصول سمجھتی ہے اگر ایک شخص کا فعل ساروںکی زندگی پر موثر ہو جیساکہ علمی طور سے
ثابت ہو تو پھر انسانکی ترقی اور بہتری تب ہی ممکن ہے کہ جب سارے مرد آپسمیں بھائی اور تمام عورتیں
باہم بہنوں کی طرح سمجھے جائیں اور اپنے روزمرہ کے کاروبار میں صدق کے ساتھ باہم سلوک اور ہمدردی
برادرانہ عمل میں لاویں یہی اصول تعلق باہمی کا وحدانیت میں قائم رہیگا اور ایک کی ہستی ساروںکی
ہستی اور ساروںکی ہستی ایک کی ہستی سمجھی جائیگی اور ایسا سمجھنا اور عمل کرنا ہیومنسٹ کا فرض اہم ہے

س — عام طور پر تو یہہ اصول اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن خاص طور سے اسکا برتاؤ کسطرح ہونا چاہیے۔

ج — غور کرو کہ جس جس حالت میں لوگ زندگی بسر کرتے ہیں اگر حالات موقعہ اچھے ہوتے ہیں
یعنے جہاں وہ رہتے ہیں اگر وہاں انصاف اور دیا اور الفت باہمی زیادہ ہوتی اور خودغرضی
اور لاپرواہی اور حیوانیت کم ہوتی تو اونکی حالتیں اچھی ہوتیں ہیں یا نہیں۔ انسانکی بھلائی اور
برائی کا حصر انسانکی عادات اطوار پر ہے اور عادات اطوار ایک بے انتہا سلسلہ سبب اور نتیجوں سے صورت
پکڑتے ہیں اور یہہ سلسلہ زمانہ آئندہ اور زمانہ موجودہ اور زمانہ گذشتہ ہر ایک کی حالت پر موثر
ہے۔ خودغرضی اور لاپرواہی ہرگز انسانکی اصلی اور قدرتی حالت نہیں ہے ترقی صرف نیک اوصاف
کے بڑہنے سے ممکن ہو سکتی ہے۔ عالم کی آفرینش کے اصلی اصول سے ثابت ہے کہ اگر کسی جسم کے

ملحقہ سببوںکو تبدیل کردیا جائے تو وہ جسم مبدل کیا جاسکتا ہے اور اوسکی اصلاح یا ترقی ہوسکتی ہے یعنے جسطرح کاشتکار اپنے کہیت کے جہاڑ جھنکار اور گہاس وغیرہ اس غرض سے اوکہاڑتا ہے کہ جو شی کہیت میں بوئی گئی ہے اوسکا پہل اچہا اور زیادہ ہو تو اوسکی مراد پوری ہوتی ہے یعنے کہیتی اچہی طرح بڑہتی ہے اور اچہا پہل لاتی ہے لیکن اگر وہ جہاڑ جھنکار جو کہیت کی پیداوار کے ملحقہ مسببوں میں داخل ہیں اوکہاڑے نہ جائیں تو کہیتی کے پہل میں ترقی نہو اسیطرح انسانکی اصلاح اور ترقی کے لئے گردونواح سببوںکو درست کرنا چاہئے اور اسلئے ہر ایک تہیوصوفسٹ پر فرض ہے کہ جہانتک ممکن ہو جسقدر نیک تدبیریں ترقی حالت انسانکے لئے ہوسکیں اونمیں دل و جان سے مدد کرے اور وہ کوشش آخر کار نیک نتیجہ بخشیگی اور اوس سے یہہ بہی فایدہ ہوگا کہ جو فرض ہمدردی سے ہر ایک انسان اب بالکل غافل پایا جاتا ہے وہ بہی رفع ہو کر ہر ایک اپنا اپنا فرض ہمدردی اور برادر پکار کا سمجھنے لگے گا۔

س یہہ تو مانا لیکن یہہ کسطرح معلوم ہوگا کہ جو کوشش واسطے ترقی طریق دنیاوی کی جاوے وہ معقول اور درست ہے یا نہیں۔

ج اس معاملہ میں کوئی شخص یا کوئی جماعت انسان کسی قسم کے خاص قواعد مقرر نہیں کرسکتے بہت سا حصہ اپنی اپنی عقل اور تجویز پر رکہنا پڑتا ہے کسی تجویز کی بہلائی اور برائی کی شناخت کے لئے کوئی خاص طریقہ نہیں ہوسکتا البتہ عام شناخت یہہ ہے کہ آیا جو تجویز کیجاتی ہے اوس سے اصل غرض تہیوصوفی یعنے ہمدردی برادرانہ پوری ہوتی ہے یا نہیں صادق تہیوصوفسٹ کے لئے یہہ شناخت کچہہ مشکل نہیں ہے جو فرائض ذاتی یا عامہ خلائق ترقی یا اصلاح روحانی اور جسمانی پیدا کرسکتے ہیں وہی عمدہ اور اعلی تدبیریں ہیں ہر صورت میں انسانکو بذات خود عمل یا فعل روحانی کا مصدر بننا چاہئے اور اوسی کی طریقہ زندگی سے درجہ اعلی کی روحانی قوتیں نکلنی چاہئیں اور اونہی سے ہمجنسونکی اصلاح اور ترقی ممکن ہے۔

س | جب آپ کرموںکو مانتے ہیں اور یہہ کہتے ہیں کہ ہر ایک فرد بشر اپنے کرموں کا نتیجہ بہگتتا ہے تو پہر دوسروںکی تکلیف رفع کرنے کے لئے کوشش کرنے سے کسی کو کیا فایدہ اور کیوں کسی پر یہہ لازم ہے کہ دوسروں کے ساتہہ ہمدردی کرے ۔

ج | کرموںکے قانون کے قایل ہونیکی وجہ سے ہی یہہ بات زیادہ تر لازم آتی ہے۔ کوئی فرد بشر اپنی قوم سے اور نہ کوئی قوم کسی خاص بشر سے علیحدہ ہوسکتے ہیں قانون کرم کے ہر ایک پر یکساں موثر ہیں ۔گو سارے ایک درجہ کو نہ پہونچیں جب کوئی شخص کسی کی بہتری کی کوشش کرتا ہے تو ہر ایک تہیوصوفسٹ یہہ سمجہتا ہے کہ اوس کوشش یا امداد سے صرف اونہی کے کرموںکے نتیجے بہگتنے میں کوشش نہیں ہوتی بلکہ وہ خود بہی اصل میں اپنا فرض پورا کرتا ہے بجملہ انسانوںکی ترقی وہ ہمیشہ مدنظر رکہتا ہے کیونکہ وہ خود بہی اونمیں سے ایک شخص ہے اور وہ جانتا ہے کہ اگر وہ اپنی طرف سے قاصر رہے تو صرف اپنی ہی ترقی کا ہارج نہیں ہوتا بلکہ سب کی ترقی میں روک ہوتی ہے اپنے کرم سے یعنے اعمال سے انسانوںکے درجہ اعلیٰ کو پہونچنے میں ہر ایک فرد بشر سہولیت یا دشواری کا باعث ہوسکتا ہے ۔

س | تناسخ یعنے بار بار جنم لینے کے مسئلہ پر اسکا کیا اثر پڑتا ہے ۔

ج | اسکا اثر جنم مرن پر بہت صریح ہے اگر ہمارے اس جنم کی ترقی پچہلے جنم کے کاموں پر موقوف ہے تو اوسیطرح ہمارے اس جنم کے کرموںکے بموجب آئندہ جنم کی ترقی بہی ہونی چاہئے جب ایکدفعہ یہہ بات سمجہہ میں آجاوے کہ عالم اسباب صرف زمانہ حال کے متعلق نہیں ہے بلکہ زمانہ گذشتہ اور زمانہ آئندہ میں بہی یکساں موثر ہے تو یہہ بات بخوبی ذہن نشین ہوجائیگی کہ ہماری حالت موجودہ کا ہر ایک فعل آسانی سے اور قدرتی طور پر اپنی اپنی جگہ اثر کرتا ہے اور جو تعلق اوسکا ہمسے یا دوسروں سے ہوتا ہے اوسکی اصلی حقیقت معلوم ہوجاتی ہے ہر ایک کمینہ پن اور

خود غرضی کے فعل سے ہم بچائے ترقی کرنیکے پیچھے ہٹتے جاتے ہیں اور ہر ایک عمدہ اعلیٰ خیال اور پراوپکار کا کام گویا ایک اعلیٰ درجہ کی ایک منزل ہے اگر یہہ زندگی انسان کی حیات کا خاتمہ ہوتا تو البتہ بہت سی باتوں میں یہہ زندگی ادنےٰ اور زبون ہوتی لیکن جب اس زندگی کو آیندہ جنم کی تیاری سمجھا جاتا ہے تو اوسکو گویا عالم آسایش کا دروازہ سمجھنا چاہیے کہ جسمیں سے خودغرض کیطرح اکیلے نہیں داخل ہونا چاہیے بلکہ لطف یہہ ہے کہ اپنے ہمجنس بھی ساتھہ ہوں۔

خودی کا کھونا اور پراوپکار کرنا

س سب کو ایک نظر محبت سے دیکھنا کیا یہی تھیوصوفی کا اعلیٰ اصول ہے۔

ج نہیں اس سے بھی اعلیٰ تر اصول ہے۔

س وہ کیا ہے۔

ج وہ اپنی خودی کا کھونا اور پراوپکار کرنا ہے یعنے اپنی ذات کی نسبت دوسریکو زیادہ فائدہ پہنچانا بڑے بڑے رہبروں اور مہاتماؤں کا یہی اصول تھا جیسے گوتم بدھ۔ عیسیٰ مسیح وغیرہ اور اسی اصول کیوجہ سے جتنے انسان اونکے بعد پیدا ہوئے ہیں اونکے ممنون احسان ہیں اور اونکو بزرگ مانتے ہیں لیکن ہم یہہ کہتے ہیں کہ اپنا نقصان جو پراوپکار کے لئے کیا جائے تو عقل اور بچار کے ساتھہ ہونا چاہیے اگر بغیر سوچے سمجھے اور بغیر سوچے نتیجہ آئیندہ کے اپنے تئیں بے تحاشا نقصان اوٹھانے پر مستعد کیا جاوے تو وہ فعل بیفایدہ بلکہ مضر بھی پڑتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ؎

نکوئی بابدان کردن چنانست ــ کہ بد کردن بجائے نیک مردان۔

تھیوصوفی کا اصول یہہ ہے کہ اپنی طرف اوسی نظر انصاف سے دیکھے کہ جو اوسکو عوام کیطرف رکھنی چاہیے یعنے یہہ ضرور نہیں کہ اپنی طرف کم انصاف اور دوسرونکی طرف زیادہ انصاف کی نظر

سے دیکھے لیکن یہہ واجب ہے کہ یکساں نظر اپنے اور دوسرونکی طرف رہے۔ ہاں البتہ اپنے ایک کے نقصان سے اگر بہتونکو فایدہ پہونچے تو مضایقہ نہیں بلکہ واجب ہے۔

س کوئی مثال دیکر سمجہائیے۔

ج ایسی مثالیں بہت ہیں مثلاً فادر ڈیمئین نے جسکی عمر تینتیس سال کی تہی کوڑہیونکی تکلیف رفع کرنیکے لئے اپنی ساری زندگی اوسمیں قربان کی اور اٹہارہ سال تک کوڑہیوں میں جاکر رہا حتیٰ کہ اونکے پاس رہنے سے خود اوسی مرض میں مبتلا ہوکر اپنی جان دی لیکن ہزارہا مصیبت زدونکو روحانی اور جسمانی آرام بخشا وہی اصل تہیوصوفسٹ تہا اور تا ابد اوسکی یادگار قایم رہیگی ایسے ایسے ہزارہا تمثیلیں موجود ہیں۔ چنانچہ بدہ دیو اور عیسیٰ مسیح بہی ایسے بزرگ تہے کہ جنہوں نے مخلوق کے فایدہ کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اپنی جان پہ سہیں۔

س کیا پراوپکار کو آپ فرض سمجہتے ہیں۔

ج بیشک لیکن ہمارا یہہ اصول ہے کہ پراوپکار سوچ سمجہکر اور معقول طور پر کرنا چاہیے مثلاً ہمارا یہہ اصول نہیں کہ کوئی شخص خود بہوکہہ کا مارا جان دیدے اور دوسریکو کہانا کہلائے البتہ اگر اوس دوسرے شخص کی جان بچنے سے اپنی زندگی کے بنسبت بہت سے مخلوق کا زیادہ فایدہ متصور ہو تو مضایقہ نہیں لیکن دوسرونکے فایدے کے لئے اپنی آسایش میں کمی کرنا اور جو اپنا کام نہیں کر سکتے ہیں اونکے لئے کام کرنا عین فرض ہے جو کچہہ بالکل اپنا ہو اور جس سے سوائے اپنی ذات کے اور کسیکو کچہہ فایدہ نہ پہونچ سکے اور جو کچہہ محض اپنی خودغرضی کیوجہ سے دوسرونکو نہ دینا چاہتا ہو ایسی شئی دوسرے کے فایدہ کے لئے دینا عین فرض ہے تہیوصوفی کا اصول خودی کا کہونا ہے لیکن یہہ اصول نہیں کہ بالکل آندہا دہند دیوانونکی طرح اپنے تئیں نقصان پہنچا دیں۔

س ایسا اعلیٰ درجہ کسطرح حاصل ہو سکتا ہے۔

ج معقول طور پر ہمارے اصولوں پر اور ہدایتوں پر عمل کرنے سے یہہ درجہ حاصل ہو سکتا ہے اگر ہم اپنی عقل اعلی اور تائید روحانی اور خیال نیکی کو کام میں لائیں اور جو تحریک ہماری روح پاک کیطرف سے او نیکی بدی کی تمیز سے ہوتی ہے اوسپر عمل کرنے سے یہہ درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔

س اگر عام مخلوق کیطرف ہماری فرائض یہہ ہوں تو ہماری خویش واقربا کیطرف کیا کیا فرائض لازم ہیں

ج جو فرائض عام کی نسبت واجب ہیں اونکے علاوہ جو فرائض بوجہ رشتہ داری اور تعلق خاندانی مناسب ہوں وہ سب ہی واجب سمجھو۔

س تو پھر یہہ بات صحیح نہیں کہ جیسا لوگ کہتے ہیں کہ تہیوصوفیکل سوسائٹی میں شامل ہوتے ہی انسان درجہ بدرجہ اپنی بیوی بچے اور عیال واطفال کے فرائض سے قطعہ تعلق شروع کر دیتا ہے۔

ج یہہ بات سراسر تہمت ہے تہیوصوفی کا اول فرض یہہ ہے کہ جو جو حق ہر ایک بشر کو ہے اوسکے موافق ہر ایک سے سلوک کرے خصوصاً جن سے بوجہ تعلقات رشتہ داری ذمہ واریاں خواہ اپنی مرضی سے خواہ دست قدرت سے عاید ہوئے ہوں مثلاً بیوی۔ ماں۔ باپ بچے بھائی بہن وغیرہ اونسے سلوک کرنا عین فرض ہے۔

س تہیوصوفسٹ کا فرض اپنی ذات کیطرف کیا ہے۔

ج اپنی احدیت یعنے انانیت اعلی کے ذریعہ سے اپنی انانیت ادنی کو قابو میں لانا اور صفائی باطنی حاصل کرنا کسی شخص یا کسی شئی سے سوائے اپنے ایمان اور ضمیر کے نہ ڈرنا اور کسی کام کو ادہورا نہ کرنا اگر اوس کام کو کرنا مناسب معلوم ہو تو دل کہولکر اور حوصلہ کے ساتھہ کرنا چاہیئے اور اگر نامناسب معلوم ہو تو اوسکا ہرگز قصد ہی نکریں دنیا کے کہنے سننے سے اپنے فرض سے نہ پھریں کیونکہ اونکی زبان طعن کو کوئی نہیں روک سکتا اور انسان کو چاہیئے کہ اوسکی کچھہ پرواہ نکرے۔

س اگر اس سوسایٹی کا کوئی ممبر جو فرائض جملہ انسانکی طرف واجب ہیں اونکو ادا کرتے میں

اپنی معذوری اسوجہ سے بیان کرے کہ مجھے اول تو فرصت ہی نہیں ہوتی اور میں خود ہی محتاج اور تنگدست ہوں تو پھر میں دوسرے سے کیا سلوک کرسکتا ہوں ایسی صورتمیں تھیوصوفی کی قواعد کیا ہیں

ج کوئی فرد بشر کسی حیلہ سے یہہ بات کہنے کا مستحق نہیں ہے کہ میں دوسرونکے لئے کچہہ کرنیکے ہی قابل نہیں اگر انسان اپنی ہمت کے موافق اپنا اصلی فرض ادا کرتا ہو تو وہ گویا جملہ عالم کو اپنا مقروض احسان کرتا ہے اگر کسی پیاسے مسافر کو عین ضرورت کیوقت ایک پیالہ سرد پانیکا پلا یا جائے تو بسا اوقات سیر شکم لوگونکو بارہا فضول دعوتیں کہلانے سے زیادہ اعلیٰ درجہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے کوئی انسان جسمیں یہہ خاصیت نہو خواہ وہ سوسائٹی کا ممبر بنا رہے تھیوصوفسٹ نہیں ہو سکتا ہمارے ہاں ایسے کوئی قواعد نہیں کہ جسکے ذریعہ سے کسیکو ہمیشہ تھیوصوفسٹ بنایا جاوے جب تک طبیعت سے اور اپنے صدق سے تھیوصوفسٹ کے اوصاف حاصل نکرلے تھیوصوفسٹ نہیں بن سکتا۔

س پھر کسیکو اس سوسائٹی میں داخل ہونے سے کیا فایدہ۔

ج یہہ داخل ہونے والے سے پوچھنا چاہئے کیونکہ ہم کسی شخص کو خواہ سارا عالم اوسکو برا کہتا ہو پہلے ہی سے برا نہیں کہہ سکتے آجکل کے زمانہ میں تعلیم یافتونکی آواز نقارۂ خدا نہیں بلکہ محض تعصب اور خود غرضی کے خیالات سے پر ہے اور اکثر عوام کے ناپسند ہے ہمارا فرض یہہ ہے کہ نیکی کا بیج بو دیں اور اسبات کا خیال نکریں کہ ہمیں کیا مطلب ہے اور ہم کیوں اپنا وقت اور دونکے فایدے کے لئے ضایع کریں۔

خیرات یعنے سخاوت

س خیرات کو اصول تھیوصوفی کے بموجب فرض مانا جاتا ہے یا نہیں۔

ج فرض مانا جاتا ہے لیکن جو خیرات دلی صدق اور محض ہمدردی کی غرض سے کی جاتی ہے

وہی خیرات اچھی سمجھی جاتی ہے - اگر کوئی امیر اپنی وافر آمدنی میں سے کچھ روپیہ خیرات میں صرف کرتا ہے اور پیشے والے اور کاہل وجود اور حرام خور ونکو دیتا ہے تو وہ خیرات محض بیفایدہ ہے کیونکہ جو محتاج اور ناقابل کار قابل رحم کے ہیں وہ محروم رہجاتے ہیں تہیوصوفی کا اصول یہہ ہے کہ جب خیرات کی جاوے تو جیسا کہ بدھ مذہب کا اصول ہے اپنے ہاتھہ سی بھوکے کے مونہہ میں لقمہ ڈالے اور تیسرے شخص کو درمیان نہ آنے دے اور جب کسیکو کسی تکلیف سی آنسو بہاتا ہوا دیکھے تو اوسکے آنسو خود بخود خشک ہونے سے پہلے انکو پونچھے -

س انکا عمل کسطرح سے ہو -

ج تہیوصوفی میں سخاوت کے معنے دوسرونکے لئے ذاتی ہمت کرنیکے ہیں یعنے ذاتی رحم اور مہربانی کرنا اور مصیبت زدونکے درد میں تہ دل سے اونکی امداد کی نیت سی شریک ہونا دوسرونکے ہاتھہ سی نقدی تقسیم کرانا خیرات نہیں سمجھی جاتی بذات خود کسی کی ہمدردی میں شریک ہونا نقدی کی خیرات سی کئی درجہ بڑہکر سخاوت مانی جاتی ہے جسمانی محتاجی یعنے پیٹ کی بھوکھہ رفع کرنیکی بہ نسبت روحانی غذا پہنچانا اعلی درجہ کا نیک کام سمجہاجاتا ہے کیونکہ احسان کرنیوالے کی بہ نسبت ممنون کو زیادہ مفید ہے -

عوام کے لئے تہیوصوفی

س کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ تہیوصوفی عام لوگوں میں پہیلنے سے باوجود مخالف حالات زمانہ ان خرابیونکو رفع کرسکتی ہے -

ج اگر تہیوصوفسٹ زیادہ متمول ہوتے اور اونکو اپنی روزی کا فکر نہ کرنا پڑتا تو یہہ بات ناممکن نہو تی

س کسطرح کیا آپ امید کرتے ہیں کہ آپکے ایسے پیچیدہ اصول جو کہ عالمونکی بہی مشکل سی سمجھہ میں آتے

ہیں عام لوگ جو تعلیم یافتہ نہیں ہیں وہ اونکو سمجھ سکتے ہیں۔

ج یہہ آپکے زمانہ کے تعلیم کا ہی طفیل ہے کہ جسکا آپ اتنا فخر کرتے ہیں کہ تہیوصوفی کے اصولونکا سمجھنا تعلیم یافتہ لوگونکے لئے اسقدر دشوار معلوم ہوتا ہے آپکے ذہن میں غلط فہمیں اسقدر بس گئی ہیں کہ اندرونی راست سمجھ اپنا کام نہیں کر سکتی عام لوگونکو کرم اور تناسخ کے اصول سمجھانے میں اسقدر فلاسفی اور بحث علمی کی ضرورت نہیں پڑتی جسقدر کہ آپکی غلط فہمیاں رفع کرنیکے لئے ضرور ہے دیکھئے کسقدر مخلوق کثیر بدھ ہندو وغیرہ ناخواندے اور علم سے بالکل بے بہرہ ایسے ہیں کہ جنکو یہہ دونوں اصول بغیر سمجھائے سمجھ میں آئے ہوئے ہیں اور اونپر اونکا پختہ یقین ہے وجہہ اوسکی صرف یہی ہے کہ علم کے بناوٹی اصولوں نے اونکی قدرتی حالت سمجھ اور طبیعت کو نہیں بگاڑا ہے ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی۔ آجکل کے علم کی روشنی اصل میں جہالت اور خود پسندی ہے ع برعکس نہاوند نام زنگی کافور۔

س اگر انسان اپنی سمجھ پر یقین کرکے بیٹھہ رہے تو ترقی کی کوشش کسطرح کر سکتا ہے۔

ج جسکو آپ اس زمانہ کی تعلیم کے بموجب ترقی سمجھتے ہیں ہم اوسکو پیلی جگہونکا پھیلاؤ سمجھتے ہیں جو صرف ایک وہم کی روشنی ہے کیونکہ دیکھئے کسقدر خود غرضیاں اور گناہ اور بدکاریاں اور طرح طرح کی فن وفریب نئی روشنی کی بدولت دنیا میں پھیلتے جاتے ہیں ایسی ترقیونکی نسبت جاہلوں کی ناواقفیت ہی اچھی ہے۔

س تو جسقدر بحث علمی اور فلاسفی آپکی ہے کیا وہ محض فضول ہے۔

ج البتہ عام لوگونکے لئے وہ اسقدر مفید نہیں اونکی رہنمائی زبانی بحث سے نہیں ہوسکتی عمل اور فعل سے وہ سمجھ سکتے ہیں لیکن تعلیم یافتہ لوگونکے لئے کہ جنکی پیروی عام لوگ کرتے ہیں یہہ بہت ضروری ہے کیونکہ انسان اسی کے ذریعہ سے اندہونکی طرح ہر ایک بات کو مان لینے سے بچ سکتا ہے اور جب

راست اصولوں پر اونکا یقین کامل ہو جاوے تب کسی کام کیطرف جوش اور شوق پیدا ہو سکتا ہی اور جب تک جوش صادق پیدا نہو تب تک دنیا کا کوئی بڑا کام نہیں بن سکتا اور ممالک مشرقی کے وسیع اصولوں سے بہتر اور کوئی معقول اصول فلاسفی نہیں ہے۔

س پہر بہی اُسکے مخالف بہت ہیں اور روز بروز بڑہتے جاتے ہیں۔

ج اسی سے اوسکی قدر معلوم ہوتی ہے کہ جس چیز سے ڈرتے ہیں اوسیکو برا کہتے ہیں اور جسکو معمولی سمجہتے ہیں اوسکے اوکہاڑنیمیں کون کوشش کرتا ہے۔

س کیا آپ امید کرتے ہیں کہ یہہ جوش کبھی عام لوگوں میں بہی پیدا ہو جائیگا۔

ج کیوں نہیں دیکہو تواریخ سے ثابت ہے کہ عام لوگوں نے بدہ مذہب کیسے زور سے اختیار کیا جسکا نتیجہ اب تک ظاہر ہے تو اس مذہب کے لوگوں میں بمقابلہ اور مذہب والونکے کسقدر کم جرائم ہوتے ہیں اصل بات تو یہہ ہے کہ جس طریقہ سے گناہوں اور بدکاریونکی بیخ کنی ہو سکے وہی طریقہ اچہا ہے جب کرم اور تناسخ کا مسئلہ کسی کی سمجہہ میں آجاوے تو انسانکا اعلی درجہ اوسکے ذہن نشین ہو جائیگا اور بدی سے وہ اسطرح بچیگا کہ گویا ظاہرہ خوف اوسکے سر پر کہڑا ہے۔

ممبران سوسائٹی کوکسطرح مدد دے سکتے ہیں۔

س ممبران کو سوسائٹی کی معاونت کسطرح کرنی چاہیے۔

ج اول تو مطالعہ سے او عمل سے تہیوسوفی کے اصولونکو سمجہیں تاکہ دوسرونکو خصوصًا نوجوانونکو سمجہا سکیں اور دوسرے جسقدر موقعہ ملے گفتگو سے لوگونکو سمجہائیں کہ تہیوسوفی کسکو کہتے ہیں تاکہ عوام کے دلمیں اوسکا شوق پیدا ہو اور سوئم جو صاحب وسعت رکہتے ہوں اسکے اصول کی کتابیں رسالے وغیرہ خرید کر لوگوں میں مشتہر کرنیکی کوشش کریں اور اپنے دوستونکو بہی اس بات پر آمادہ کریں اور

چہارم ناواجب تہمت وغیرہ سی واجب اور معقول طریقوں سے اونکی حفاظت کرنیکی کوشش کریں اور پنجم اپنے ذاتی افعال کو دوسرونکے لئے نمونہ بنائیں۔

س یہہ اصول اسطرح بہلانا انسانکو مدد کرنا کسطرح سمجھا جاسکے یہہ تو اصلی سخاوت نہیں۔

ج ہمارے نزدیک یہہ ہی اصلی سخاوت ہے کیونکہ جب کوئی ایسی اچھی کتاب پڑہیگا کہ جس سے روح اور خیال کو اچھی غذا ملے تو اوسکے دل کی صفائی ہوگی اور راست طریقہ ذہن نشین ہوتے جاینگے اور جسمانی امداد یعنے خیرات بھی جسقدر ہوسکے کیجاتی ہے لیکن اس سوسائٹی میں اکثر لوگ جو شامل ہیں وہ متمول نہیں ہیں بلکہ سوسائٹی کے کارکنونکو تنخواہ دینے کے قابل ہی نہیں ہیں سوسائٹی میں سب لوگ بل جل کر رہتے اور ہمیں سے دوسرونکی امداد کرتے ہیں لیکن دہن نہیں رکہتے اور جو صاحب استطاعت رکہتے ہیں وہ بغیر نمائش اپنی توفیق کے موافق خیرات بہی کرتے ہیں اپنے چندونکی تعداد اخبار و کتابیں چہپاکر مشتہر نہیں کرتے اور سب سے بڑا فرض تہیوصوفسٹ کا یہہ ہے کہ اپنی خودیکو بہلائے۔

تہیوصوفسٹ کو کس کس کام کی ممانعت ہے

س سوسائٹی میں جو تہیوصوفسٹ شامل ہیں اونکو کیا کیا ممنوع ہے۔

ج ممنوعات تو بہت سی ہیں لیکن افسوس یہہ ہے کہ انمیں سے ایک کی بہی پوری تعمیل نہیں ہوتی البتہ مقررہ اصول موجود ہیں لیکن اونکی تعمیل ناچار ممبرونکی مرضی پر چہوڑنے پڑتی ہیں کیونکہ اس زمانہ میں لوگونکی طبیعتیں ایسی ہیں کہ اگر ان ممنوعات پر زور دیا جاوے تو تہیوصوفیکل سوسائٹی میں کوئی بہی نہ شامل ہو اسلئے ہم زیادہ تر زور اسبات پر دیتے ہیں کہ لوگ اوسکے نیک اصولونکی پابندی میں دل وجان سے کوشش کریں نہ کہ صرف برائے نام تہیوصوفسٹ کہلائیں۔

س وہ ممنوعات اور مشکلات جن پر عمل کرنا دشوار ہے کیا ہیں

ج گو اونکی پابندی عموماً مشکل معلوم ہوتی ہے تاہم اگر چند ممنوعات سے پرہیز کرنیکی کوشش کیجائے تو چنداں مشکل نہیں مثلاً ایک بات یہہ ہے کہ جب کوئی تھیوصوفسٹ سوسائٹی کی نسبت کوئی تہمت یا کسی بیگناہ شخص کی بابت خواہ وہ شریک سوسائٹی ہو یا نہو جھوٹی بدگوئیں سنے تو اوسے ہرگز خاموش رہنا نہ چاہیے۔

س اگر وہ بدگوئی صحیح ہو تو پھر کیا کرنا چاہیے۔

ج اوسوقت چاہیے کہ بدگوئی کرنے والے سے ثبوت طلب کرے اور جب تک دونوں فریق کی نہ سن لے تب تک اوس بدگوئی کو بغیر تردید نہ چھوڑے جب تک کامل ثبوت کسی بدی کا نہو تب تک اوسکو ہرگز صحیح نہیں ماننا چاہیے۔

س اور اگر صحیح مانا جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے۔

ج عفو اور رحم ہر وقت خطا کرنیوالے بھائیوں پر برتنا چاہیے اور جسقدر نرمی خطا کرنے والے کی سزا میں ممکن ہوسکے کرنی چاہیے تھیوصوفسٹ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ انسانکی ذات خطاؤں سے پر ہے۔ اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانْ۔

س کیا ایسی صورتمیں تھیوصوفسٹ کو چاہیے کہ قصور بالکل معاف کردے۔

ج بیشک خصوصاً جبکہ کوئی قصور کیا جائے اوسپر تو گویا لازم ہی ہے کہ خطا کرنیوالے کا قصور معاف کرے

س لیکن اگر ایسی معافی سے دوسرونکا نقصان متصور ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

ج جو اوسکا فرض ہو اور جو کچھہ اوسکے اندرونی تائید الہی اوسے سوجہائے لیکن غور کامل کے بعد کوئی عمل کرنا چاہیے انصاف تو یہہ ہے کہ کسی ذی حیات کو تکلیف نہ دیجائے لیکن مقتضی انصاف یہہ بھی ہے کہ ایک شخص بہت سے شخصونکو اور نیز ایک شخص بیگناہ کو تکلیف نہ دینے پاوے۔

س | اور کیا کیا کام نکرنا چاہئے۔
ج | ہر ایک تہیوصوفست کو چاہئے کہ کاہل وجودی سے زندگی بسر نکرے اور اسطرح نہ رہے کہ نہ تو اپنی اور نہ کسی دوسیر کی کچہہ بہتری ہو اگر انسانکے لئے امداد اور ہمدردی کا کوئی کام کرنیکے قابل نہو تو اونہی تہوڑے سے لوگونکے لئے کام کرے کہ جو اوسکی امداد کے محتاج ہیں۔
س | یہہ کام تو کچہہ مشکل سا معلوم ہوتا ہے۔
ج | اگر مشکل ہو تو بظاہر تہیوصوفست بننے کی کچہہ ضرورت نہیں ہمت اور توفیق سی زیادہ کوئی شئی کسی پر لازم نہیں کی جاتی خواہ عبادت خواہ روپیہ خواہ محنت۔
س | اچہا اور کیا۔
ج | کوئی عمل کرنیوالا ممبر معاملات علم تہیوصوفی میں اپنی ترقی اور لیاقت کا ہرگز فخر ظاہر نکرے بلکہ ہر وقت بدل وجان ترقی اور عمل کرتا رہے اور یہہ سمجہتا رہے کہ ابہی میں کسی لائق نہیں تہیوصوفی کے کام میں سارا بوجہہ اور ذمہ واری تہوڑے سی مستعد کام کرنیوالونپر نہ ڈالے ہر ایک ممبر کو چاہیئے کہ اپنی اپنی توفیق اور لیاقت کے موافق جسقدر امداد کرسکے ہر صورت سی کرے۔
س | یہہ درست بات ہے اور کیا۔
ج | کسی تہیوصوفسٹ کو مناسب نہیں کہ کسی امر میں سوسائٹی کے ممبران پر اپنی ذاتی خود بینی یا تکبر کو کام میں لائے جو کوئی اپنی ذاتی خودبینی اور تکبر سے اور لوگونکی بدگوئی بغرض مفاد دنیاوی یا خودپسندی کرتا ہے اوسکو خارج کردینا چاہئے۔
س | کیا ہر ایک ممبر کا یہہ فرض ہے کہ دوسرونکو سکہلاوے اور تہیوصوفی کا طریق بتلاوے۔
ج | بیشک کوئی ممبر اس عذر سی معذور نہیں رہ سکتا کہ مجہکو خود ہی کچہہ نہیں آتا میں اوروں کو کیا سمجہاؤں کیونکہ کوئی نہ کوئی ضرور ایسا ہوگا کہ جو اوس سی بہی کم واقف ہے جب تک آدمی

دوسرونکو سکھلانیکی کوشش نکرے تب تک اوسکو اپنی ناواقفیت معلوم نہیں ہوتی اور
جب تک ناواقفیت معلوم نہو جاوے تب تک اوسکے دور کرنیکی کوشش نہیں کرسکتا
لیکن یہہ ایک خفیف سی بات ہے۔

س سب سے بڑی بات کیا ہے۔

ج وہ یہہ ہے کہ ہر وقت اپنی خطا اور غلطیونکو مان لینے کے لیے تیار رہے دوسرونکی نیک افعال کی قدردانی
نہ کرنا بڑا گناہ ہے اور بمقابلہ اوسکے کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ہے ہرگز کسی شخص کی چغلی یا غیبت
نکرے جو کچھہ کسی کے برخلاف کہنا ہو اوسکے مونہہ پر کہے اگر کسی کی بدگوئی سنی ہو اوسکو خود
پھر اپنی زبان پر نہ لاوے اگر کسی سے کچھہ مضرت پہونچ جائے تو شتر کینہ کیطرح اوس کے
بدلہ لینے کا خیال دل میں نہ رکھے۔

س لیکن ہر ایک کے مونہہ پر بے کم وکاست ہر ایک بات کہدینی کیا اندیشہ ناک نہیں ہے کیونکہ
مینے دیکھا ہے کہ آپ ہی کی سوسائٹی کا ایک ممبر اوسکے مونہہ پر اوسکا عیب کہدینے کیوجہ
سے سخت ناراض ہوکر سوسائٹی کو چھوڑ گیا بلکہ اوسکا سخت دشمن بن گیا۔

ج ایسے تو ہم میں بہت ہوئے ہیں اور جو کوئی سوسائٹی سے علیحدہ ہوا وہ ضرور اوسکا دشمن بنگیا۔

س اسکی وجہ کیا ہے۔

ج وجہہ اوسکی یہہ ہے کہ لوگ اکثر سوسائٹی میں شامل ہوکر پہلے پہلے بہت جوش دکھلاتے ہیں اور
حد سے زیادہ اوسکی تعریف کرتے ہیں لیکن جب جوش کم ہوجاتا ہے اور رغبت ہٹ جاتی ہے تو پھر
اس کام سے اپنی یکایک پہلوتہی کرنیکا خواہی نخواہی یہہ عذر بنانا پڑتا ہے کہ میں تو ناواقفیت سے
دہوکہہ میں آگیا تھا اب میں کب قابو آتا ہوں یہہ تو مکارونکی انجمن ہے اس سے وہی قصہ یاد آتا
ہے کہ کسی بدصورت شخص نے رستہ میں ایک آئینہ پڑا پایا اور اپنی مکروہ صورت آئینہ میں دیکھکر

یکایک جوش میں آکر آئینہ زمین پر دے مارا اور کہا کہ اسمیں صورت ایسی خراب دکہلائی دیتی تہی جیسا ہی
اسے کوئی راستہ میں ڈال گیا ہے لیکن اپنی صورت کا عیب معلوم نہیں کرتا۔

س لیکن لوگ سوسائٹی سے کیوں مخالف ہوجاتے ہیں۔

ج جب کسی وجہہ سے کسی کے خودبینی یا تکبر میں کچہہ خلل پڑتا ہی یعنی جب کبہی اسکی رائے قطعی حکم کیطرح نہیں
مانی جاتی یا جب وہ اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ جو بہشت میں خدمت کرنیکی بہ نسبت جہنم کی حکومت
زیادہ پسند کرتے ہیں اور جو لوگ ہر معاملہ میں اپنی بات سب سے اوپر رکہنا چاہتے ہیں وہ اکثر
سوسائٹی کو دیکہہ کہ بازونکی کارروائی کہکر اپنے تئیں علیحدہ کیا کرتے ہیں اور کوئی صاحب جب
دیکہتے ہیں کہ ہمکو سب کا سرپرست یعنے پریزیڈنٹ یا وائس پریزیڈنٹ وغیرہ کے رتبے نہیں دئے
جاتے تو ناراض ہوکر سوسائٹی کی بدگویاں کرکے اوس سے علیحدہ ہوجاتے ہیں۔

س ایسوں سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔

ج جو جیسا کریگا ویسا بہریگا۔ کبیرا تیری جہونپری گل کٹیونکے پاس۔ جو کرینگے سو بہرینگے تو کیوں
بہیو اوداس۔ اگر ایک شخص برا کرے تو ضرور نہیں کہا اور بہی ویسا ہی کریں۔

س بدگوئی کے بارہ میں یہہ دریافت طلب ہے کہ چغلی اور راست نقصونکے بیان کرنے میں کیا فرق
رکہا جاتا ہے کیا جب کوئی شخص کسیکو برا اور خطرناک سمجہتا ہے تو اوسکو لازم نہیں ہے کہ اپنے
دوستوں اور واقفونکو اوس خراب شخص کی عادات اور حرکات سے آگاہ اور ہوشیار کرے۔

ج اگر اون حرکات کے نہ روکنے سے دوسرونکا نقصان متصور ہو تو بیشک یہہ لازم ہے کہ پوشیدہ طور
پر اپنے دوست اور خویش و اقربا کو آگاہ اور متنبہ کردیا جاوے لیکن کسی شخص کا عیب خواہ جہوٹہہ یا سچ
ہو ہرگز عام طور پر مشتہر نہیں کرنا چاہئے اگر وہ عیب سچ ہو لیکن سوائے عیب کرنیوالے کے
کسی دوسریکو ہرج نہ پہنچائے تو اوسکو عیب کرنیوالے کے اعمالونپر چہوڑے اور اگر جہوٹہہ ہے

تو تمہاری چشم پوشی کی وجہہ سی تم بلاوجہہ کسی کی بدگوئی کرنے سی بچوگے اسلئے جس سی براہ راست کچہہ سروکار نہو اوسکے معاملات میں خاموش رہنا ہی بہتر ہے لیکن اگر تمہارے خاموش رہنے سے دوسرونکا نقصان متصور ہو توہرگز خاموش نہیں رہنا چاہئے جو راست معاملہ ہو اوسکو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجہنا چاہئے خواہ موقعہ مناسب ہو یا نہیں۔

س اگر اسپر عمل کیا جاوے تو شاید بہت تکلیفیں پیش آوینگی۔

ج یہہ بات ہمکو معلوم ہے اور ہم پر لوگ طعن بہی کرتے ہیں کہ دیکہو تہیوصوفسٹ ایک دوسرے کو برا بہلا کہتے ہیں لیکن اس سے ہمارا کچہہ نہیں بگڑتا۔

س اچہا پہر جب ایسی بدگویاں اور تنازعہ فساد باہمی اس سوسائٹی میں بہی ہیں تو پہر یہ کیسی انجمن برادرانہ ہوئی۔

ج حقیقت میں بالفعل اسکی حالت ایسی ہی ہے اور جب تک یہہ نہ سدہرے تب تک اور سوسائٹیوں سے اوسکی کوئی فضیلت نہیں لیکن یاد رکہنا چاہئے کہ خاصۂ انسان ایک ہی ہے خواہ سوسائٹی میں شامل ہو یا باہر ہو ممبران کچہہ اولیا نہیں وہ بہی گنہگار ہیں اور خطاوار ہیں لیکن حتی الامکان اپنی حالت اچہی کرنا چاہتے ہیں اور ابہی یہہ سوسائٹی عام لوگونکی نظروں میں عزیز نہیں ہوئی ہے اسلئے جب کوئی اسکو چہوڑکر مخالف گروہونکی پشت پناہی پاتا ہے تو دل کہولکر اسکی بدگویاں کرتا ہے اور انصاف اور راستی کی نظر کو کام میں نہیں لاتا۔

س اسصورت میں تو تہیوصوفیکل سوسائٹی کی حالت کچہہ دلچسپ معلوم نہیں ہوتی۔

ج دلچسپ تو نہیں ہے لیکن جب اسکے سرپرستان اور بانیاں اسقدر ذوق وشوق سے اور دل وجان سے اسمیں لگے ہوئے ہیں تو خیال کرنا چاہئے کہ اسمیں کچہہ نہ کچہہ اعلیٰ اور عمدہ اور راست شئی ضرور ہے کیونکہ بغیر اسکے آسایش دنیاوی۔ اور دولت۔ حشمت عزت وغیرہ سب کو ترک

کرکے بغیر امید سفارذاتی یا دنیاوی بعض طرح طرح کی تکلیفات۔ بدگوئی وغیرہ اپنی جان پر سہتے ہیں پھر بھی اس سے دست کش نہیں ہوتے اور جب اس کام کو علیحدہ ہونے ہی سے یہہ ساری تکالیف رفع ہوسکتی ہیں پھر بھی اسکو نہیں چھوڑتے تو کچھہ نہ کچھہ عمدگی اسمیں ضرور ہوگی۔

س میرے مانا اس قسم کی ثابت قدمی اور برداشت حقیقت میں حیرانی پیدا کرتی ہے لیکن کچھہ سمجھہ میں نہیں آتا کہ اوسکی وجہ کیا ہے۔

ج یہہ ذاتی خودغرضی کا کام نہیں صرف اس امید پر یہہ تکلیفات اوٹھائی جاتی ہیں کہ انسان ہمدردی کرنیکا کام کچھہ لوگونکو سکھایا جاوے تاکہ جب اصل بانیان سوسائٹی قایم نرہیں تو یہہ سلسلہ مفقود نہ ہوجائے چنانچہ اب بھی بہت سے پارسا اور نیک مرد اس قابل ہوگئے ہیں کہ اونکی جگہ کام کرسکیں اور جو دقتیں اور تکالیف اصلی بانیان کو ابتدامیں پیش آئی ہیں آئیندہ حامیان کو اسقدر دقت اور تکلیف نہوگی اور ان تکالیف کا نتیجہ تب حاصل ہوگا۔ بالفعل اس سوسائٹی کا مقصود صرف لوگونکے دلمیں اسکے اعلیٰ اصولونکا بیج بونیکا ہے کہ جسکا پھل عوام کی تکلیفات اور مصیبتونکا کم کرنا ہوگا۔

باب ۱۳ تیرہواں

تہیوصوفیکل سوسائٹی کی نسبت خیالات فاسد

تہیوصوفی اور فقیری

س میںنے سنا ہے کہ آپکے قواعد یہہ ہیں کہ ہر ایک ممبر کو لازم ہے کہ ترک حیوانات کرے یعنے گوشت مچھلی وغیرہ بالکل نہ کہاوے۔ برہمچرج یعنے مجردی قایم رکھے اور بالکل فقیر رہے لیکن آپنے اسبابکا کچھہ ذکر نہیں کیا اصل میں کیا بات ہے۔

ج سچ تو یوں ہے کہ ہمارے قواعد میں کوئی پابندی اس قسم کی نہیں ہے۔ تہیوصوفیکل سوسائٹی

یہہ اشتہار بہی نہیں کرتی ہے کہ اوسکے ممبران بالکل فقیر ہوں چہ جائے کہ ہر ایک ممبر پر لازم کیا جاوے کہ وہ کسیطرح فقیری اختیار کرے اگر خود غرضی کو ترک کرکے دوسرونکے فائدے کے لئے کوشش کرنیمیں زندگی بسر کرنا فقیری ہے تو البتہ یہہ جزو ضرور لازمی سمجہا جاتا ہے۔

س لیکن بہت سے ممبران تو ایسے دیکھنے میں آتے ہیں کہ جنہوں نے ترک حیوانات کر دیا ہے اور بالکل مجرد رہتے ہیں چنانچہ جو لوگ اس سوسائٹی میں زیادہ کام کرتے ہیں انمیں سے اکثر ایسے ہی ہیں۔

ج اسکی وجہہ یہہ ہے کہ اصل صدق سے کام کرنے والونمیں سے زیادہ تر صاحبان حلقہ اندرونی کے ممبر ہیں کہ جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

س اچہا تو پرہیز اور یہہ قیود صرف حلقہ اندرونی کیواسطے لازمی ہیں۔

ج نہیں اونمیں بہی مجبور نہیں کیا جاتا ہے اصل میں بات یہہ ہے کہ بہت سے لوگ جو صدق سے طالب تہیوصوفی ہوتے ہیں اور سوسائٹی میں اصلی کام کرتے ہیں وہ علاوہ واقفیت علمی کے اون راستونکو بچشم خود بہی دیکہنا چاہتے ہیں کہ جو اونکو بذریعہ اصولونکے سمجہائے جاتے ہیں اپنے ذاتی تجربہ اور علم باطن کی تحصیل اس غرض سے کرنا چاہتے ہیں کہ وہ علم اور قوتیں اونکو حاصل ہوں کہ جس سے وہ دوسرونکو مدد پہنچانیکا فرض کامل یقین اور صدق کے ساتہہ کر سکیں اور سُنی سنائی باتو نپر بہروسہ نکریں اسلئے جب وقت آتا ہے تو وہ خود ہی حلقہ اندرونی میں داخل ہو جاتی ہیں۔

س لیکن آپ تو کہتے ہیں کہ یہہ سب پابندی پرہیز وغیرہ حلقہ اندرونی میں بہی لازمی نہیں ہے۔

ج لازمی تو نہیں ہے لیکن اول ہی تعلیم اس حلقہ میں اس بات کی ہوتی ہے کہ خرقہ جسمانی سے اصل انسان یعنے روح کا کیا تعلق ہے ان دونوں کے ارتباط باہمی اسطور پر سمجہائے جاتی ہیں کہ وجود جسمانی کی نسبت ہستی روحانی کا افضل ہونا اونکے ذہن نشین ہو جاوے اونکو یہہ سکہلایا جاتا ہے کہ اندہونکی طرح فضول تختی جسمانی اوٹہانا محض حماقت میں داخل ہے

جیسے کہ بہت سی ہندوستان کے فقیر جنگلوں میں ایسے رہتے ہیں کہ جو نہایت بیدردی سے اپنے جسم کو کاٹتے جلاتے ہیں اور ہر طرح کے عذاب اوٹھاتے ہیں اور غرض اونکی محض خود غرضی کی ہوتی ہے کہ قوت نفس و زور بڑھا کر شعبدات دکھلاویں لیکن اصل ترقی روحانی کے لئے وہ سب کاروائیاں بالکل بیفایدہ ہیں۔

س تو آپ کی رائے میں ولی فقیر بنا لازمی ہے نہ کہ جسمانی صفائی باطنی سے جسمانی خواہشات اور جذبات پر غالب ہونا یعنے اونکو قابو میں لانا اصلی فقیری ہے۔

ج درست یہی بات ہے لیکن اس تدبیر کو عقلمندی اور دانائی سے کام میں لانا چاہیئے نہ کہ جہالت سے جیسا کوئی پہلوان آہستہ آہستہ کثرت کر کے اپنے تئیں کشتی کرنیکی قابل بناتا ہے نہ کہ جیسا کہ بخیل بہوکہا مر کر اور صدہا مصیبتیں اوٹھا کر دولت کی ہوس پوری کرتا ہے۔

س اب میں آپکا مقصد سمجھا لیکن ان قیود کی پابندی سی کیا فائیدہ ہوتا ہی مثلاً ترک حیوانات۔

ج ایک بہت بڑے فاضل جرمن حیات الاشیادان کا قول ہی کہ خواہ کسی جانور کے گوشت کو کسیطرح پکایا جاوی اوس جانور کی اصلی خاصیت پھر بہی اوس گوشت کے رگ و ریشہ میں ضرور پہچانی جاتی ہی یعنے موجود رہتی ہی کیونکہ ہر ایک قسم کا گوشت ذائقہ سی معلوم ہو سکتا ہی ہمارا قول یہہ ہے اور ہم اسکو ثابت بہی کر سکتے ہیں کہ جب کسی جانور کا گوشت غذا کے طور پر جسم انسان کا جزو بن جاتا ہے تو اوس جانور کی اصل خاصیت کچھ نہ کچھ اوس انسان میں ضرور نمایاں ہوتی ہے اور طالبان علم باطن کو بخوبی سمجھا دیا جاتا ہے کہ جسقدر زیادہ بڑے جانور کا گوشت بطور غذا مستعمل ہوتا ہے اوسیقدر کثافت انسان میں زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ علی قدر بڑے جانوروں کی گوشت کی نسبت پرندوں کے گوشت سی کم اور پرندوں کی نسبت مچھلی وغیرہ چھوٹے جانوروں کے گوشت سے اس سی کم اور غذا نباتاتی سی اور بہی کم کثافت پیدا ہوتی ہے۔

س | تب تو بالکل کہانا ہی نہیں چاہئے۔

ج | اگر بغیر کہانیکے زندہ رہنا ممکن ہو تو حقیقت میں بالکل نہ کہانا اچہا ہے لیکن بات یہہ ہے کہ زندگی قایم رکہنے کیلئے غذا لازم ہے اسلئے جو اصل صادق طالب ہیں ہم اونکو یہہ صلاح دیتے ہیں کہ جہانتک ممکن ہو غذا ایسی ہونی چاہئے کہ جس سے کثافت بہت سی کم پیدا ہو اور روحانی قوت باطنی کے کہلنے میں کم روک پڑے۔

س | غذائے نباتاتی کے بارہ میں آپ اس سے زیادہ اور کچہہ فوائد بیان نہیں کرتے۔

ج | نہیں۔ جو لوگ اور اور وجوہات بیان کرتے ہیں وہ ایسے فرضی خیالات پر مبنی ہیں کہ جو محض غلط ہیں لیکن بہت سی باتیں اونکی بہی بالکل صحیح ہیں مثلاً نقص صحت کے بارہ میں اور بیماریوں کے زیادہ ہونیکی وجہہ زمانہ حال میں یہہ معلوم ہوتی ہے کہ گوشت کا کہانا اور خصوصاً ٹین کے بکسوں میں بند کئے ہوئے گوشت کا کہانا ایک بہت بڑا باعث ہے اس امر میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

س | ایک سوال اور پوچہتا ہوں بیماری کی حالت میں ممبران حلقہ اندرونی کو کیا غذا کہانی پڑتی ہے۔

ج | جو کچہہ حسب ضرورت موقعہ درکار ہو۔ کیا آپ نہیں سمجہتے کہ کوئی سخت پابندی اس امر میں نہیں کی جاتی ہے ان معاملات میں ہماری اصول معقول باتوں پر مبنی ہیں تعصبانہ سختی کسی امر میں نہیں برتی جاتی ہے اگر بوجہہ بیماری یا طبیعت کے عادی ہونیکی وجہہ سے کوئی بغیر گوشت کی غذا کے نہ رہ سکے تو اوسکو گوشت کہانے سے کچہہ ہرج نہیں یہہ کوئی جرم نہیں ہے البتہ اوسکی صفائی باطن میں کچہہ روک پڑیگی کیونکہ حرکات اور افعال جسمانی بمقابلہ خیالات باطنی کچہہ زیادہ اثر نہیں رکہتی ہیں لیکن جو ہوس اور خواہشات دل میں پیدا ہوتے ہیں اونکو بڑہنے دینا زیادہ مضر ہے۔

س اور شراب وغیرہ منشیات تو ضرور ہی مضر ہونگی ۔

ج ان چیزوں کا استعمال کرنا صحت جسمانی اور ترقی روحانی پر دونوں کے لئے گوشت کے استعمال سے بہت ہی زیادہ مضر ہے کیونکہ نشہ قوت تصور کو بہت ہی ضرر پہنچاتا ہے خصوصاً تمباکو چنڈو چرس گانجہ افیون وغیرہ تو نہایت ہی مضر ہیں ۔

تجرد صوفی اور ازدواج

س ایک اور سوال یہہ ہے کہ انسانکو شادی کرنا یا تجرد رہنا چاہئے ۔

ج اسکا جواب انسانکے قسم پر موقوف ہے اگر انسان اس قسم کا ہے کہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے اور اگرچہ نیک اور صادق تجرد صوفیت ہے اور نہایت شوق سے تجرد صوفی کا کام کرتا ہے تاہم اگر تعلقات دنیاوی کی آرزو دل میں باقی ہے اور دنیاوی تعلقات سے سیری حاصل نہوگئی ہو اور صرف راستی کے معلوم کرنیکی ہی آرزو اس غرض سے رکھتا ہو کہ اور ونکی مدد کرسکے تو ایسے شخص کیواسطے ازدواج ناواجب نہیں ہے اور اگر ازدواج کے دکھہ سکھہ بھگتنا پسند کرتا ہو تو اوسکے لئے ازدواج مناسب ہے بالکل مجرد رہنا ہمارا اصول نہیں ہے بخلاف اسکے سوائی چند خاص صورتونکے یعنی سوائی عاملان علم باطن کی ازدواج ہی بہت سی خرابیونکا علاج ہے ۔

س بغیر مجرد رہنے کے علم اور قوت باطنی کیوں نہیں حاصل ہوسکتی ۔

ج معاملات جسمانی میں ہم تمسے بحث کرنا نہیں چاہتے لیکن اس امر میں اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ کیا کوئی شخص دو آقاؤنکی یکساں رضاجوئی اور خدمت کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں پس جو علم باطن کا طالب ہے وہ اپنی توجہ دو طرف یعنے ایک تو علم باطن کیطرف اور دوسری بیوی کیطرف کسطرح قایم رکھہ سکتا ہے اگر کوشش بھی کرے تو دونوں میں سے ایک میں یا دونوں ہی میں ضرور

نقص ہوگا اور واضح رہے کہ علم باطن کا راستہ ایسا مشکل اور خطرناک ہے کہ جب تک اپنی ہستی بالکل
نیست و نابود کر دیگا اوسکی طرف شوق کامل سے رجوع نہو تو ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا
لیکن ہماری سوسائٹی کے حلقہ اندرونی کے ممبروں پر یہہ بات لازمی نہیں رکھی گئی ہے یہہ صرف
اون لوگونکا ذکر ہے جو طالب منزل اعلی ہیں جو لوگ ہمارے حلقہ اندرونی میں داخل ہوتے
ہیں وہ تو گویا مبتدی ہیں اور اکثر اونمیں سے اس زندگی میں آئیندہ جنم کے سفر راہ حقیقت
کی تیاری کر رہے ہیں -

تہذیب صوفی اور تعلیم

س جو عقاید مذاہب فی زمانہ مختلف اور غیر مکمل معلوم ہوتے ہیں اوسکی وجہہ کسیقدر یہہ ہے
کہ جو طریقہ تعلیم اس زمانہ میں جاری ہے وہ آجکل علم ظاہری یعنے علوم دنیاوی کے زیادہ
رواج کا باعث ہے اور اسی سبب سے دنیا پر خصوصاً بڑے بڑے شہروں میں زیادہ تر مخلوق
جو مصیبتوں میں گرفتار ہیں اوسکا بھی یہی سبب بتلایا جاتا ہے لیکن تاہم آپکو یہہ بات
تو ضرور ماننی پڑیگی کہ تعلیم اور عقل کے پھیلانے سے اون حالات ابتر کی کسیقدر اصلاح ہوتی جاتی ہے

ج آپ کی اولاد اس تعلیم اور عقل کے پھیلانیکی مشکور نہوگی نہ آپ کے حال کے طریقہ تعلیم سے
افلاس اور تنگدستی عام غربا کی رفع ہوگی -

س ابھی تو تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ لوگونکو تعلیم ملنے لگی ہے جب وقت آویگا تو ضرور
فایدہ ہوگا -

ج اگر بغور دیکھا جاے تو معلوم ہوگا کہ آپکے طریقہ تعلیم سے غریبونکا نقصان ہی ہوا ہوگا
یہہ نئی روشنی جو آپکی تعلیم نے پھیلائی ہے غریبونکو زیادہ ہی مضر پڑی اگر ذرہ بھی عمل تہذیب صوفی پھیلایا

جاتا تو غریبوں کو کیسی درجہ زیادہ فائدہ پہنچتا ہے مانا کہ افلاس زدہ غریب بچے کو جو خراب اور میلے مکانوں میں اور بُری حالتوں اور صحبتوں میں رہتے ہیں صاف اور سجائے ہوئے مدرسے کے مکانوں میں کچھہ دیر تک رہنے دینے کا اور صاف ستھرے رہنے اور تہذیب اخلاق وغیرہ کی تعلیم دینے سے ضرور فایدہ متصور ہے اور بچے انسانیت اور عقل سیکھتے ہیں لیکن تاہم مدرسے جیسے ہونے چاہئیں ویسے نہیں گو بمقابلہ اونکے گھروں کے وہ بہشت ہیں لیکن عام مدرسوں کا دستور بہت ہی خراب ہے غرض تعلیم کی یہہ ہے کہ انسان کے اخلاق بڑہیں اور ہر ایک اپنی تقدیر پر شاکر رہنا سیکھے اور اونکے دلونکو تقویت حاصل ہو اور ہمجنسوں کی طرف ہمدردی اور محبت پیدا ہو اور باہم اتحاد برادرانہ بڑہے لیکن انمیں سے کوئی بھی بات حاصل نہیں ہوتی پھر ایسی تعلیم کا اصلی فایدہ کیا ہوا زیادہ تر نوجوان اور مدرس لوگ تو یہہ کہتے ہیں کہ تعلیم سے غرض امتحان پاس کرنا ہے لیکن سچ پوچھو تو اس سے حسد اور بغض اور کینہ نوجوانوں میں ایک دوسرے کے ساتھہ پیدا ہو جاتا ہے اور ساری عمر سخت خودغرضی اور عزت اور آمدنی بڑہانیکی شغلوں میں لگے رہنے کی عادتیں سکھلائی جاتی ہیں بجائے اوسکے کہ رحم اور ہمدردی کے خیالات پیدا ہوں۔

س ہاں میں مانتا ہوں یہہ تو بات درست ہے۔

ج جو تعلیم اب دیجاتی ہے اوس سے صرف علوم ظاہری سکھلائی جاتی ہیں چنانچہ صرف ذہن جسمانی کی ترقی ہوتی ہے ترقی باطنی اور روحانی حاصل نہیں ہوتی علاوہ بریں مدرسہ ہی سے خصایل اور عادات قایم ہوتی ہیں اور چونکہ خودغرضی کے سوائے اونمیں اور کچھہ نہیں سکھلایا جاتا تو سن بلوغ میں وہی عادات اطوار قایم ہو جاتے ہیں اور اوسکا نتیجہ مصیبت جرایم پھر بھی خودغرضی وغیرہ ہوتے ہیں۔ خودغرضی ہی تمام برائیونکی جڑ ہے اور مدرسوں میں یہی زیادہ سکھلائی جاتی ہے

س | ان سب خرابیوں کا علاج کیا ہے۔

ج | اگر تہیوصوفیکل سوسائٹی کو کچھہ مقدور ہوتا تو ایسے مدرسے قایم کرتے کہ جہاں سے لکھے پڑھے ہو کے مرنیکے امیدوار ہونے کچھہ بہتر تعلیم یافتہ لوگ نکل سکتے یعنے جو نکو سب سے پہلے استقلال انسانی محبت راستی آپس کی ہمدردی اور اپنی قوت ذہانت بڑہانیکی تعلیم دینی چاہیے علوم ظاہر کے حاصل کرنیمیں قوت حافظہ پر جسقدر فضول بوجھہ پڑتا ہے اوسمیں بہت سی تخفیف کیجاتی اور وہ دقت اور محنت حواس باطنی اور قوت مخفی کی ترقی کے لئے کام میں لاتے اور ہر ایک لڑکے کو اوسکی میلان طبعی کے موافق تعلیم دیتے تاکہ خاص لیاقت جو ہر ایک میں علیحدہ علیحدہ قسم کی ہوتی ہے اپنی اپنی جگہہ کمال حاصل کرتے عقل اور اخلاق آزادانہ ہر طرح تعصبات سے پاک اور ذاتی خودغرضیوں سے مبرّہ اس قسم کی طبیعتیں بنانیکی کوشش کرتے اور طریقہ تہیوصوفی کی تعلیم سے یہہ مدعا کسیقدر ضرور حاصل ہوتا۔

سرپرستاں اور حامیان تہیوصوفیکل سوسائٹی

س | مینے کئی تہیوصوفسٹوں سے سنا ہے کہ چند غوث یا قطب جنے مہاتما جو اصل میں اس سوسائٹی کے بانی بیان کئے جاتے ہیں اس سوسائٹی کی مخفی امداد اور پشت پناہی کرتے ہیں جنسے امداد غیبی پہنچاتی ہیں کیا یہہ بات درست ہے۔

ج | چاہے تم اسکو سچ نہ سمجھو اور ہنسی اوڑاؤ لیکن حقیقت میں یہہ بات صحیح ہے۔

س | مینے سنا ہے کہ یہہ بزرگان بڑے بڑے صاحب کرامات ہیں اور سبہی قسم کی قوتیں رکہتے ہیں اگر یہہ بات ہے تو کیمیا بھی بنا سکتے ہونگے تو پھر اس سوسائٹی کے خرچ کے لئے سونا کیوں نہیں بناتے۔

ج وجہ اوسکی یہہ ہے کہ یہہ پوشیدہ کی سوسائٹی نہیں ہے اس سوسائٹی سے یہہ غرض ہے کہ انسانمیں جو
قوت مخفی ہر ایک بشر میں موجود ہے اپنی اپنی ذاتی محنت اور کوشش سے اون قوتوں کے بڑہانیکا طریقہ
سکہلادے کیونکہ جو کچھہ فعل بطور کرامات وہ کرینگے قابل ہو جاویں وہ فعل محض سکہ قلب بہانیکا
ہنر نہو اور ممبران اور شائقین کو اس راستہ میں لالچ میں مبتلا نہیں ہونے دیتے۔ تہیوصوفی
قیمتاً نہیں بکتی کہ روپیہ خرچ کرنے سے حاصل ہو جبسے اب تک عرصہ چودہ[۱۴] سال ہیں جو جو
صاحب تہیوصوفی کے کام میں اصلی شوق سے لگے ہوئے ہیں کسی نے انہیں سے مہاتماؤں کی طرف
سے یا سوسائٹی کیطرف سے ایک حبہ بہی بطور تنخواہ یا اجرت نہیں پایا ہے۔

س کیا سارے ہی بلا تنخواہ کام کرتے ہیں۔

ج اب تک کسی نے کوئی تنخواہ نہیں پائی البتہ چونکہ کہانے پینے اور پہننے کی ضرورت سب کے
ساتھہ لگی ہوئی ہے اسلئے جنکو ایسے معاش کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور جو اپنا تمام وقت
سوسائٹی کے کام میں صرف کرتے ہیں تو اونکو ضروریات زندگی کے موافق خورد و نوش سوسائٹی
کے صدر مقام مدراس سے ملتا ہے اور وہ بہت ہی خفیف صرف سے بہم پہنچتا ہے لیکن چونکہ سوسائٹی
کا کام بڑہتا جاتا ہے اور جو کہ اب کام کرنیوالوں کی زیادہ ضرورت ہوتی جاتی ہے۔ اسلئے شاید
آئندہ کچھہ تنخواہ بہی دینی پڑیگی لیکن اوسکو تنخواہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ بہت سے ایسے صاحب
اسمیں شامل ہوتے جاتے ہیں کہ جو اچھے اچھے رتبے اور حشمت چہوڑکر اپنا سارا وقت سوسائٹی
کے کام میں لگاتے ہیں تو اونکی حیثیت کے موافق تو گویا نصف بہی سوسائٹی سے نہیں ملسکتا۔

س اس تنخواہ کیواسطے جو روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ کہانسے آویگا۔

ج ممبروں میں سے جو کچھہ زیادہ وسعت رکہتے ہیں وہی دینگے جو تہیوصوفی کے معاملہ میں
روپیہ کی لین دین سے فائدہ اوٹھانا چاہتا ہے وہ تہیوصوفی کی ممبری کے قابل نہیں۔

س لیکن کتب اور رسالے اور اخبارات کے فروخت سے بھی نوبت روپیہ آتا ہوگا۔

ج سوائے رسالہ تھیوصوفسٹ کے جو کہ مدراس میں شایع ہوتا ہے اور کسی رسالہ کی فروخت سے بچت نہیں ہوتی جو کچھہ بچت اس رسالہ کی فروخت سے ہوتی ہے وہ سب سوسائٹی کے ہی کام میں صرف ہوتا ہے

س اب کچھہ مہاتماؤں کا حال بیان کیجئے انکی نسبت ایسی ایسی عجیب اور ناقابل یقین باتیں بیان کی جاتی ہیں کہ انسان کی عقل حیران ہوتی ہے اور طرح طرح کی بیہودہ روایتیں سنی جاتی ہیں۔

ج آپ اونکو بیہودہ ہی سمجھیے۔

باب ۱۴ چودہواں

تھیوصوفی کے مہاتما۔

کیا وہ منور پاک روحیں ہیں یا بہوت پریت۔

س جنکو آپ ماسٹرس یعنے گورو یا رہبر کہتے ہیں وہ اصل میں کیا ہیں بعضی کہتے ہیں کہ وہ بہوت ہیں کوئی کہتا ہے کہ وہ اور ہی قسم کے عجیب مخلوق ہیں کوئی کہتا ہے فرضی اور خیالی ہیں۔

ج وہ انمیں سے کوئی بھی نہیں ایک دفعہ میںنے ایک ناواقف آدمی کو دوسرے سے یہہ کہتے سنا کہ وہ جل جوگنو نکے نر ہیں (واللہ عالم وہ کیسی مخلوق ہوتی ہے) اگر تم لوگو نکا کہنا مانوں تو اونکی اصلیت کبھی نہ سمجھہ سکو گے اول بات تو یہہ ہے کہ وہ ہماری تمہارے جیسے جیتے جاگتے انسان ہیں چنانچہ تولید اور وفات سے مبرا نہیں۔

س ہاں لیکن سنا گیا ہے کہ اونمیں سے کوئی کوئی ایکہزار برس سے بھی زیادہ عمر کے ہیں کیا یہہ سچ ہے۔

ج جیسے اور بہت سی عجیب روایتیں مشہور ہیں یہہ بات بھی ویسی ہی سچ ہے۔

س آپ صحیح صحیح بتلائے کیا وہ انسان کی معمولی یعنے عمر طبعی سے زیادہ عرصہ تک جیتے ہیں۔

ج تم کتنی عمر کو انسانکی معمولی عمر سمجھتے ہو مجھے یاد ہے کہ ایک طبابت کے رسالہ میں جسکا نام لنسیٹ ہے میںنے پڑہا تہا کہ شہر مکسیکو میں ایک شخص قریباً ایک سو نوے ۱۹۰ سالکی عمر کا تہا لیکن میںنے کسی انسان کو یا ولی کو تین سو تیس برس ہی جیتے نہیں سنا البتہ بعض بعض اہل کمال اوس عمر سے بہت سا تجاوز کر جاتے ہیں کہ جسکو آپ عمر طبعی کہتے ہیں لیکن یہہ کوئی کرامات نہیں اور اونمیں سے بہت ہی کم لوگ زیادہ عرصہ تک زندہ رہنیکی پروا رکہتے ہیں۔

س مہاتما کے اصلی معنے کیا ہیں۔

ج مہاتما کے لفظی معنے روح اعظم ہے یعنے جس روح کو معرفت اور علم میں عظمت حاصل ہوگئی ہے۔ اگر سکندر جیسے ہتواے خونریز کو اعظم کا خطاب دیسکتے ہیں تو جنہوں نے قدرت کے بہید و نپر فتوحات حاصل کی ہیں کیا وہ اس خطاب کے مستحق نہیں ہو سکتے یہہ اصل میں ایک سنسکرت لفظ ہے۔

س پہر آپ اونکو ماسٹرس کیوں کہتے ہیں۔

ج ماسٹر کے معنے سکہلانیوالے یعنے ہادی ہیں اور چونکہ علم تہیوصوفی اونسے حاصل ہوتا ہے اسلیئے ہم اونکو ماسٹرس یعنے گورو یا مرشد کہتے ہیں وے بہت بڑا علم رکہتے ہیں اونکا طریق زندگی نہایت پاک اور اعلی قسم کا ہے وے معمولی تیاگی یعنے فقیر نہیں ہیں البتہ ممالک مغربی کے جہگڑے اور بہیڑ بہاڑ سے وہ ہمیشہ دور رہتے ہیں۔

س کیا آپ تئیں اسطرح علیحدہ رکہنا خود غرضی میں داخل نہیں ہے۔

ج خود غرضی کسطرح کہہ سکتے ہیں کیا جو حالت تہیوصوفیکل سوسائٹی پر گذرتی ہے اوس سے صاف ثابت نہیں ہے کہ ابہی دنیا اونکی قدر دانی کرنے اور اونکی ہدایت سے فایدہ اوٹہانیکے لایق نہیں ہوئی ہے جو لڑکے ابہی الف۔ب۔ت پڑہتے ہیں وہ کسی فاضل علم ریاضی کے علمی تقریر سے کسطرح فایدہ اوٹہا سکتے ہیں علاوہ بریں وہ صرف مغربی ملکونسے ہی دور رہتے

ہیں اپنے وطن میں عام طور سے اور لوگونکی طرح پہرتے ہیں۔

س کیا آپ اونکو صاحب کرامات اور معجزات نہیں مانتے۔

ج میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ کرامات اور معجزات کوئی شئی نہیں جس بات سے انسان واقفیت نہیں رکہتا ہے اوسیکو کرامات سمجہتا ہے جو قوتیں وہ عمل میں لاتے ہیں وہ صرف اونہی قوتونکی کیفیت اعلی ہے کہ جو ہر ایک مرد و زن میں مخفی موجود ہے اور جسکو اس زمانہ کے علما بھی ماننے لگے ہیں۔

س کیا یہہ بات صحیح ہے کہ تہیوصوفی کے کئی مصنفونکو اونکی طرف سے تائید باطنی یا الہام ہوتا ہے اور بہت سی تہیوصوفی کی کتابیں اونہی کے زبانی لکہی گئی ہیں۔

ج ہاں یہہ بات درست ہے بعض فقرات ایسے ہیں کہ جو حرف بحرف اونکی زبانی لکہے گئے ہیں لیکن عموماً اونکی طرف سے صرف مضمون کا الہام ہوتا ہے اور عبارت مصنف کو اپنی لکہنی پڑتی ہے۔

س پہر تو یہی کرامات ہے وہ کسطرح ایسا کرتے ہیں۔

ج صاحب یہہ کچہہ ناممکن بات نہیں علم کی رو سے تہوڑے ہی دنونمیں یہہ بہید سب پر کہلجائیگا معجزے کے معنے عموماً وہ شئی ہے جو قانون قدرت سے باہر ہو تو بتلائے قانون قدرت سے باہر کونسی بات ہوسکتی ہے بہت سی باتیں جسکو لوگ پہلے کرامات کہتے تہے اب عام طور پر جملو علوم اور ہنر مانے جاتے ہیں مثلاً ہیپناٹزم یعنے عمل خواب مقناطیسی علم حاضرات وغیرہ کچہہ عرصہ میں عالمان علوم وفنون اسبات کو تسلیم کرنے لگیں گے کہ ایک انسان کا دل دوسرے کے دل سے کچہہ رابطہ رکہتا ہے اور چاہے اون دونوں کے درمیان کتنا ہی فاصلہ ہو نزدیک ترجسمانی رابطے کیطرح ایک دوسرے پر عمل کر سکتا ہے جب وہ دل باہم ایک ہی درجہ کا تعلق رکہتے ہوں اور وہ دونوں جسم جسمیں کہ وہ دل ہیں اس قابل کئے گئے ہوں کہ دونوں میں ایک دوسرے کی طرف کشش مقناطیسی پیدا ہوگئی ہو تو جب چاہیں اونمیں سے کوئی اپنا خیال اور تصور دوسرے کے دلمیں بلا روک ٹوک پہنچا سکتا ہے چونکہ دل بغیر ضمیر کوئی چیز نہی

کے قائل شئی نہیں اسلئے جسطرف توجہ کیجاوے خواہ اوسکا فاصلہ کتنا ہی دور ہو درمیان میں کوئی شئی حائل نہیں ہو سکتی البتہ دونوں ذہنوں کی حالت یعنے درجہ میں فرق ہو سکتا ہے اور جب یہہ روک بہی رفع ہو جاوے تو خیالات اور تصورات کو دور پہنچانا کرامات نہیں کہلائیگا۔

س لیکن خواب مقناطیسی سے ایسی عجیب باتیں تو ہو نہیں سکتیں۔

ج کیوں نہیں یہہ بات امر واقع ہے کہ ہپناٹزم کا عامل معمول کے دماغ میں ایسا اثر پیدا کر سکتا ہے کہ اپنے خیالات بلکہ اپنے الفاظ معمول کی زبان سے ظاہر کرائے اگرچہ یہہ طریقہ انتقال تصور کا ابہی زیادہ نہیں پہیلا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ جب اسکے اصول کامل طور پر سمجہہ میں آجاوینگے تو اس سے بڑہکر کیا کیا نہ ظہور میں آئیگا تو جائے غور ہے کہ جب اوس علم کے ایک ذرہ سے جزو سے ایسے ایسے نتیجے ظہور میں آسکتے ہیں تو وہ صاحب کمال جو علم باطن اور علوم روحانی میں درجہ اعلیٰ کا کمال حاصل کرتے ہیں ایسے کاموں کو کیا دشوار سمجہتے ہیں۔

س تو پہر ہمارے اطبا ایسے ایسے تجربوں کی ازمائش کیوں نہیں کرتے۔

ج اول تو وہ صاحب کمال نہیں ہیں اور اونکو رموز قانون روحانی سے پوری پوری واقفیت نہیں ہے صرف علوم ظاہری حاصل کرتے ہیں اور اونکی تنگ لیاقت سے باہر نہیں نکلنا چاہتے اور دوم یہہ کہ جبتک اونکو یہہ یقین نہو کہ ایسی قوتیں بہی ہیں تب تک وہ کامیاب بہی نہیں ہو سکتے۔

س کیا وہ سیکہہ بہی نہیں سکتے۔

ج جبتک ظاہری علوم کی کثافت سے اونکا دماغ بالکل صاف نہو جاوے تب تک نہیں سیکہہ سکتے۔

س آپکی بات تو نہایت دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔ اب بتلائیے تو سہی کیا مہاتماؤں نے بہت سے تہیوسفسٹونکو ایسی غیبی ہدائتیں کی ہیں۔

ج نہیں بہت کم شخصونکو اس کام کے لئے خاص شرائط کی ضرورت ہے بخوف علوم سفلی کا

عامل کامل چُٹہ رکہے اور بلا وقت ایسے کام کر سکتا ہی کیونکہ اوسکو درجہ اعلیٰ کے قانون روحانی کی پابندی نہیں کرنی پڑتی ہی ایسا شخص جسکو بُری کاموں سے کچھہ دریغ نہیں ہوتا یا لاتامل لوگوں کے دل پر قابو پاکر اوس سی اپنی سفلی تو تونسی بُرے بُرے افعال کراتا ہی رہبران تہیوصوفی جنکو ماسٹرس کہا جاتا ہی ہرگز ایسے کام نہیں کرتے وہ کبھی کسیکی سوچ پر جبر اکسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالتے کیونکہ ایسا کرنا جادوگری ہی جو معیوب سمجھا جاتا ہی اسلئے صرف خیال اور جسمانی حالت پر اثر پیدا کرکے وہ دوسروںسی کوئی فعل کرایا کرتی ہیں اور اوسکی مرضی کی آزادی کو بالکل نہیں چھیڑتے چنانچہ اسیوجہہ سی جنسے اونکا رابطہ باطنی پیدا ہو گیا ہو اور جو اونپر کامل یقین اور صدق رکہتے ہوں اونہی کے ذہن میں بآسانی وے اپنے خیالات پہنچا سکتے ہیں اور جہاں یہہ صورت نہو تو وہاں بُری مشکل ہی اونکے خیالات نفوذ کرتے ہیں جب ایسی قوتیں موجود ہیں تو لازم ہی کہ اونکو کام میں لانیوالے باہوش مخلوق خواہ مجسم خواہ بلا جسم ضرور موجود ہیں اور جنکے درمیانسی وہ خیال ظاہر ہوتا ہی لازم ہی کہ وہ بہی زندہ اور باہوش ہوں البتہ صرف اسبات سی بچنا چاہی کہ علم سفلی کام میں نہ آوی۔

س علوم سفلی سے کیا مراد ہے۔

ج قوت باطنی کو ناواجب طور پر خود غرضی اور گناہ ہونیکے کام پر لگانیکے لیے استعمال کرنیکا نام علم سفلی ہی جب کوئی عامل خواب مقناطیسی اپنی قوت کے زور سی کسی دوسرے سے اوسکی بیخبری میں چوری قتل وغیرہ افعال شنیع کراتا ہی تو ہم اوسکو جادوگری یعنے علوم سفلی کہتے ہیں چنانچہ اسی قسم کی اور اور مکروہ اشیا اور فعلونکی قوت سی جو خود غرض اور طمع نفسانی کے کام اور گناہ کیے جاتی ہیں وہ بہی سحر اور علوم سفلی کہلاتی ہیں

س یہہ تو پرانے زمانہ کی باتونکی جادوگری وغیرہ کو سچ ماننا ہی اب تو قانون سرکاری ہی ان باتونکی وجود کا قایل نہیں

ج جب قانوناً یہہ باتیں سچ نہیں مانی جاتی ہیں تو قانون مکمل کسطرح ہو سکتا ہی فرض کرو کہ اگر خواب مقناطیسی کے عمل سی کوئی ایسی جرایم کرے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو کیا قانوناً ایسے عامل کو سزا نہیں ملنی چاہیئے دیکھو ملک فرانس اور جرمنی میں ایسے فعلونکی قانوناً سزا ملتی ہی یہہ کیا وجہہ کہ محض اسوجہہ

سے وہ باتیں سچ نہ سمجھی جاویں کہ نئی روشنی والے اونکو پرانے زمانہ کی فرضی اور مبالغہ کی باتیں بتلاتے ہیں جب مسمرزم وغیرہ قوت تصور کو علمی طور پر سچ مانا جاتا ہی تو کیا وجہہ کہ اور مخفی قوتوں کو سچ نہ مانا جاوی جب کسی قوت سی نیک کام ہونیکا ہونا تسلیم کیا جاتا ہے تو اون قوتوں سے بُری کام ہونیکا ہونا کیوں ناممکن سمجھا جاوی دنیا میں ہر ایک شی کا مخالف موجود ہی یعنے اچھے کے ساتھہ بُرا دن کے ساتھہ رات اور روشنی کے ساتھہ اندھیرا سبھی چیزیں موجود ہی جب اچھی چیز کا وجود مانا جاتا ہی تو بُری شی کی ہستی سی کیوں انکار کیا جاتا ہی -

س اگر مہاتما جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں حقیقت میں ہستی رکھتے ہیں تو کیوں سب کے سامنے آکر اون الزام اور خلاف بیانیوں کی تردید نہیں کرتے کہ جو میڈم بلیوٹسکی اور سوسائٹی کی نسبت کی جاتی ہیں -

ج وہ کیا کیا تہمتیں ہیں -

س مثلاً یہہ کہ مہاتماؤنکا کوئی وجود نہیں ہی یہہ میڈم بلیوٹسکی کی گھڑنت ہی کیا ایسی باتوں سے میڈم بلیوٹسکی کی بدنامی نہیں ہوتی ہے -

ج ان بدنامیوں سے اونکا کیا نقصان ہو سکتا ہی کیا وہ مہاتماؤنکی ہستی بیان کرنیکے ذریعہ سے کوئی روپیہ یا فایدہ یا عزت حاصل کرتے ہیں یا کیا ہی بلکہ سب کو معلوم ہوگا کہ سوائی بدنامی اور بے عزتی اور بدگوئی لوگوں کی زبان سی اور کچھہ اونکو حاصل نہیں ہوا اور اگر اونکو ایسی جھوٹی تہمتوں کی کچھہ پرواہ ہوتی تو ایسا رنج کبھی برداشت نکر سکتیں اگر مہاتماؤنکے وجود کو گھڑنت بتاتی ہیں تو جو اصول علوم فلاسفی کتب تھیوصوفی میں ظاہر کئے گئے ہیں وہ بھی اونکی ہی گھڑنت سمجھنا چاہئے جن خطوط کے خلاصہ سے کتاب موسومہ ایسوٹرک بدھ ازم لکھی گئی ہی اور جو دقایق علمی و رموز علوم باطنی کتاب موسومہ سیکرٹ ڈاکٹرین میں درج ہیں کہ جنکا بھید صدہا برس بعد لوگوں پر کھلیگا یہہ سب ہی گھڑنت ہونگی لیکن فرض کرو کہ اگر گھڑنت ہی ہیں تب بھی تو اونکی لیاقت اور کمال قابل آفرین ہی یا نہیں کیونکہ جبکہ سینکڑوں علمائی

اور بڑے بڑے دانا اور بہت سے فاضل زبان عالموں نے اون باتونکو مان لیا ہی اور اگر وہ سب جہوٹی گہڑنت ہیں تو گویا اونہوں نے ان ساروں کی عقل پر پردہ ڈالا اگر سچ پوچہو تو میڈم بلیوٹسکی اکیلی ہی گویا کئی مہاتماؤں کی مجموعہ ہیں کیونکہ جو خطوط مہاتماؤنکی طرف سے مختلف قسم کی عبارتوں میں لکہی ہوئی ہیں اون سب کو بہی میڈم بلیوٹسکی کی بناوٹ کہا جاتا ہی۔

س ہاں حقیقت میں لوگ ایسا ہی کہتے ہیں لیکن اسطرح کی بدنامیوں سے کہ اونکو زمانہ کا دہوکہ باز کہا جاتا ہے کیا اونکو کچہہ رنج نہیں پہنچتا۔

ج اگر یہہ باتیں سچ ہوں اور ایسے لوگ کہیں کہ جنکو علم روحانی کی ذرا بہی خبر ہو تو البتہ رنج ہو سکتا ہی ایسی باتونکو میڈم بلیوٹسکی خود خیال میں بہی نہیں لاتی ہیں اور مہاتما تو ایسی باتوں پر ہنستے ہی ہیں اگر سچ پوچہو تو ان باتوں سے اونکی کچہہ ہتک نہیں ہوتی بلکہ گویا بہت بڑی قدردانی ہوتی ہی۔

س لیکن اونکے مخالفان تو یہہ سمجہتے ہیں کہ ہم ہی جیتے۔

ج جب خود ہی مدعی اور خود ہی انصاف کنندہ اور خود ہی وکیل ہیں تو پہر تو جیت اونہی کی ہے لیکن ہماری مخالفونکے سوائے اور کون اونکی بات مانتا ہی۔

س لیکن مہاتماؤنکا وجود حقیقت میں تو سچ ہی نا!

ج ہاں ضرور ہی تاہم کچہہ فایدہ نہیں کیونکہ بہت سے لوگ جو تہیوصوفسٹ ہیں یا نہیں ہیں کہتے ہیں کہ مہاتماؤنکے وجود کا کوئی ثبوت اونکو نہیں ملا تو میڈم بلیوٹسکی اونکو یہہ جواب دیا کرتے ہیں کہ اگر اونکے وجود کا ثبوت نہیں ملا تو بہر صورت اونکا وجود میری ہی فرضی بناوٹ ہی چنانچہ جو فلاسفی اور علوم عملی اونکی طرف سے ہمنے چند لوگونکو سکہلائے ہیں وہ بہی میری ہی بناوٹ سمجہے اور جیسا اونکا ظاہری نتیجہ نظر آتا ہے تو پہر اگر مہاتماؤنکے وجود میں کچہہ شبہہ ہی تو میری ہستی میں تو شبہہ نہیں کہ تمہارے سامنے جیتی جاگتی موجود ہوں حاصل کلام چاہی فریب چاہے

دھوکہ باز چاہے دغا بازی کچھہ سمجھے جو فلاسفی اور بڑے مہاتماؤں کی ظاہر کی ہے جب سمجھہ میں آجاویگی تو معلوم ہوجاویگا کہ کیسی اعلیٰ درجہ کی فلاسفی ہے۔

س لیکن اگر ایسے دانا اور نیک مرد سوسائٹی کے رہنما ہیں تو کیا وجہہ ہے کہ اوسکے کارروائی اور انتظام میں اسقدر غلطیاں واقع ہوتی ہیں۔

ج مہاتما لوگ سوسائٹی کے چلانے والے یا بنیاد ڈالنے والے نہیں ہیں وہ صرف اونکی نگہبانی اور حفاظت کرتے ہیں یہہ بات اس امر سے بالکل ثابت ہوچکی ہوگی کہ گو اسقدر غلطیاں اور اسقدر مخالفت اور اسقدر حملے اس سوسائٹی پر ہوتے رہے ہیں تاہم اب تک اوسکا بال بینکا نہیں ہوا مہاتما نتیجہ آئندہ کیطرف دیکھتے ہیں اور ہر ایک غلطی کو آئندہ کا باعث دانائی سمجھتے ہیں۔

خاتمہ

آئندہ نتیجہ تھیوصوفیکل سوسائٹی۔

س آپ بتا سکتے ہیں کہ اس تھیوصوفیکل سوسائٹی کا آئندہ کیا نتیجہ ہوگا۔

ج جسقدر یہہ زیادہ پھیلیگی اوسیقدر لوگونکی عادات۔ اطوار۔ خلق وغیرہ آراستہ ہوتی جاوینگے اور عقل اور اتحاد باہمی بڑھتے جاوینگے اور تفرقات مذہب اور ملت اور قومیت وغیرہ جو بہ سبب جہالت پیدا ہوئی ہیں درجہ بدرجہ رفع ہوکر آپسکے جھگڑے فساد کم ہوکر ایک اتحاد برادرانہ پیدا ہوجاویگا اور دنیاوی اور روحانی ترقی حاصل ہوتی جاویگی مگر یہہ سب نتیجہ تب ہی حاصل ہوسکتا ہے کہ جب یہہ سوسائٹی قائم رہے

س اگر ایسا ہو تو بیشک نہایت عمدہ بات ہے لیکن یہہ بات کیا سو سال کے اندر اندر حاصل ہوسکتی ہے۔

ج دشوار ہی معلوم ہوتا ہے لیکن ایک بات ہے کہ ہر ایک صدی کے آخیری چہارم حصہ میں وہ غوث اور اقطاب جنکو ہمنے پہلے ماسٹرس کے نام سے بیان کیا ہے ہمیشہ انسانکی ترقی روحانی کے

امداد میں ایک صریح طور پر زور لگا یا کرتے ہیں ہر ایک صدی کے خاتمہ پر تم دیکھو گے کہ ایک
روحانی موج اوٹھا کرتی ہے اور ایک یا زیادہ اوتار پیغمبر یا ہادی اس کام کے لیئے پیدا ہوتے
ہیں اور حسب ضرورت موقعہ علوم باطنی اور اصول طریقت کی ہدایت کرتے ہیں اگر
تواریخ کو غور سے دیکھا جاوے تو یہہ بات بالکل ثابت ہو جاویگی چنانچہ اگر اس سوسائٹی
کا نتیجہ اچھی حالت میں قایم رہا تو جب بیسویں [۲۰] صدی کے آخیر میں پھر غوث اور اقطاب
متذکرہ بالا کی امداد کا وقت آویگا تو یہہ قیام اور ترقی پکڑ جاویگی اور بمقابلہ حالت موجودہ
دنیا کی اکیسویں [۲۱] صدی میں یہی دنیا گویا بہشت بن جاویگی -